حبیب خدا

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح

ناشر
ایم ثناء اللہ خاں - ۲۶ ریلوے روڈ - لاہور

قیمت چار روپے آٹھ آنے

تعداد اشاعت ایک ہزار

اپریل ۱۹۴۷ء

ایم ثناء اللہ خاں پبلشر نے کو اپریٹو پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
کتبخانہ ایم ثناء اللہ خاں ۲،۲ ریلوے روڈ لاہور سے شائع کی

فہرست مضامین نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	یکے بعد از دیگرے شریک رہے	۵۹
۱۲	شباب سے نبوت تک کے بعض حالات	۶۲
۱۳	نزولِ وحی اور کفار کی مخالفت اور تکلیف دہی	۶۶
۱۴	معراج شریف کے واقعات	۷۲
۱۵	آیت شریفۂ سُرٰی کی تفسیر	۱۳۶
۱۶	ہجرت حبشہ کا بیان	۱۴۹
۱۷	زمانہ اقامت کا بعد النبوت کے بعض متفرق مہم واقعات	۱۵۱
۱۸	مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمانے کا بیان	۱۵۵
۱۹	مدینہ طیبہ میں تشریف آوری اور اس زمانہ کے بعض متفرق	۱۶۱
۲۰	غزوات	۱۶۴
۲۱	خدمت شریف میں حاضر ہونے والے وفدوں کا بیان	۱۹۲
۲۲	حکام اور اہل کاروں کو ملکی انتظام اور تحصیل صدقات و جزیہ کے واسطے معین فرمانے کا بیان	۱۹۶
۲۳	ملوک و سلاطین کی طرف فرمانوں کی روانگی	۱۹۸
۲۴	آپ کے بعض شمائل و اخلاق و عادات کا بیان	۲۰۲
۲۵	حلیہ شریف	۲۰۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وجہ تالیف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ اَلَّذِیْ مَنَّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ - اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

امابعد یہ گرسنہ رحمت غفار و تشنہ شفاعت سید الابرار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار۔ واصحابہ الکبار۔ عاشقان نبی و محبان حبیب پروردگار کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمائش تھی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوۃ و بعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کئے جاویں کہ اگر کوئی تبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت بغرض ازدیاد محبت آپ کے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اُس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے پھر ان دنوں اتفاق سے پیہم چند دیندار دوستوں کے خطوط

حہ بالخصوص اٹاوہ سے جناب حافظ سبح اللہ خان صاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبدالحکیم خان صاحب کا اور الہ آباد سے مولوی مسیح الدین صاحب کا ۱۲ منہ

ابھی استدعا ہیں آئے جن میں مجموعاً اس غرض کی اس طرح تقریر کی گئی کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنے کے اس احقر نے بعض رسائل میں لکھے ہیں کوئی شخص اسی طرح اُن حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ میں نمازی جمع ہو گئے اُن کو سنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھلا لیا اور اُن کو سُنا[1] دیا اسی طرح اور شرائط کی رعایت و اہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لئے ایسا رسالہ لکھ دیا جاوے حاصل تقریر ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد باہید اس کے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاوےگا ازدیاد محبت برعایت طریق سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اس کا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ منجملہ خطوط مذکورہ کے ایک میں یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اس میں مناسب مواعظ و نصائح بھی بڑھا دیئے جاویں سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی اس وجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ[2] و گرانی و تشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات والحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہیں ایسے آفات کے اوقات میں علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یا وعظ کے ساتھ یہ مضامین بیان کر دے ۱۲ منہ

[2] جیسا کہ اس رسالہ کے شروع کرنے سے پہلے سہیم زلزلے آچکے تھے۔

کی تلاوت وتالیف روایات اور نظم مدائح ومعجزات اور تکثیر سلام وصلوٰۃ سے توسل کرتے رہے ہیں چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین[1] کی تالیف اور قصیدہ کی تصنیف کی وجہ مشہور ومعروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وروایات بھی ہوں گے جا بجا اُس میں درود شریف بھی لکھا ہوگا پڑھنے سننے والے بھی اُس کی کثرت کریں گے کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ ان تشویشات سے نجات[2] دیں چنانچہ اسی وجہ سے آج کل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف

---

[1] حصن حصین کے خطبہ میں لکھا ہے اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہو گیا تھا جب کوئی تدبیر موثر نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ——— زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا ہو گئی ۱۲ منہ

[2] چنانچہ ابتداء رسالہ سے اس وقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ہے بفضلہ تعالیٰ یہ قصبہ ہر بلا سے محفوظ ہے کیونکہ اب تک یہ رسالہ شائع نہیں ہوا بالخصوص امسال تمام بلاد وامصار وقریٰ میں طاعون کا اشتداد اور امتداد رہا اکثر جگہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اس وقت تک کہ ساتواں مہینہ ہے امن نہیں ہوا مگر بفضلہ تعالیٰ یہاں خود کچھ بھی اثر نہیں ہوا میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہاں طاعون نہ ہوگا مگر اب بعد مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ خیال میرا کہ اس کی یہ برکت ہوگی صحیح ہوا اس میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہاں جہاں اس کا بطریق سنت مشغلہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا امن وسکون میسر ہوگا آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے انا عند ظن عبدی جی حدیث قدسی میں ارشاد ہے ۱۲ منہ

سے ترجیح دیتا ہے اور اس کو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کیلئے زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اس کے متعلق ایک علم عظیم کہ اب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک اور نیز رسالہ ہذا میں جو ذکر حالات ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت میں معیت اور شفاعت کی اُمیدیں اعظم مقاصد سے ہیں غرض ایسے رسالہ سے منافع و مصالح ہر قسم کے متوقع ہوتے ان وجوہ سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا اللہ تعالیٰ اتمام کو پہنچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن الفتن ما ظہر منہا و ما بطن کا دونوں عالم میں فرما دیں آمین بحرمتہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک و سلم ابد الابدین و دہر الداہرین۔ اور رسالہ ہذا کو حسب ضرورت مضامین ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہوں۔ مقدمہ میں رسالہ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے۔ فصول میں مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہیں۔ خاتمہ میں بعض دیگر مضامین ضروریہ متعلقہ مذکور ہوں گے۔

وباللہ التوفیق وہو نعم المولیٰ ونعم الرفیق

لہ ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے مضامین فضائل میں ہے اُس میں اس علم مخفی کی تقریب کی گئی ہے ۱۲ منہ

مقدمہ

(۱)

اس رسالہ کے لکھنے کے وقت یہ کتابیں میرے پیش نظر تھیں مشکوٰۃ صحاح ستہ مع شمائل ترمذی۔ مواہب لدنیہ۔ زاد المعاد۔ ابن القیم۔ سیرۃ ابن ہشام۔ الشمامۃ العنبریہ[۱] فی مولد خیر البریہ تصنیف مولوی صدیق حسن خاں قنوجی مرحوم جس کو انہوں نے شیخ امام سید شبلنجی معروف بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے۔ تاریخ حبیب اللہ قصیدہ بردہ[۲]۔ الروض النظیف (یہ منظوم ہے) وغیر ذلک

---

[۱] رسالہ لکھنؤ کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اس کی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب مضامین کی اور طور پر ذہن میں آئی لہذا یہ فرمائش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ میں رکھنے کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن میں ظاہریت غالب ہے نواب صاحب کے انتساب سے ایسے غلو کی بھی اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ

[۲] رسالہ میں جہاں من القصیدہ کہوں گا مراد اس سے یہی قصیدہ ہوگا۔ اور جہاں من الروض کہونگا اس سے الروض النظیف مراد ہوگا ۱۲ منہ

(۲)

اُن خطوط فرمائشی میں سے ایک خط میں اس استدعا کا تو اوپر ذکر ہو
چکا ہے کہ اُس میں مواعظ اور نصایح بھی جا بجا لکھے جاویں اور ایک خط میں
یہ استدعا تھی کہ کہیں مناسب لطائف و نکات بھی لکھ دئے جاویں اور سیر و
احوال کی استدعا تو سب میں مشترک اور اصل مضمون تھا اس لئے احقر
نے اوّل اس رسالہ کو بلحاظ انہیں تینوں مضامین کے تین باب پر منقسم کرنے
کی تجویز کی تھی کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ میں ہو اور اس باب کا نام باب الاخبار
ہو دوسرا باب بعض مواعظ و نصایح مناسبہ میں ہو اور اس کا نام باب الانوار
ہو تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ میں ہو اور اُس کا نام باب الاسرار ہو
تاکہ اگر کبھی وقت کم ہو اور مجمع میں اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوئے
جن کو صرف حالات کا سُننا بھی نافع ہو سکتا ہے ایسے موقع پر صرف باب الاخبار
پر اکتفا کر لیا جاوے۔ اور اگر کہیں مواعظ و نصایح کی بھی ضرورت محسوس ہوئی
تو باب الانوار بھی پڑھ دیا جاوے۔ اور اگر کہیں اہل علم و اہل فہم جمع ہو گئے
تو باب الاسرار کو بھی شامل کر لیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات و اخبار کا حصہ
خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب اخیر لکھنے سے بہت حجم بڑھ جاتا اور عام
انتفاع میں تکلف ہوتا اسلئے یہ تجویز موقوف کر کے اخبار کو متن میں اور کسی
موقع پر نصائح و لطائف کو حواشی میں رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہیں موقع

ہوا اُس کو حاشیہ میں دیکھ کر پڑھ لیا یا سنا دیا۔ اور اس رسالہ کو شروع کر کے چند فصلیں لکھی تھیں پھر بعض اتفاقات سے تخمیناً ڈیڑھ یا اڑھائی سال کا دیا و نہیں رہا، توقف ہو گیا کہ یکایک دو امر محرک تکمیل پیش آئے اوّل یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمّٰی بہ نشیم الحبیب مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کاندہلہ پر نظر پڑا اُس کی وجازت و بلاغت کو دیکھ کر دل چاہا کہ اس کو تمام تر اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اُس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے اور جو اس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم میں سمجھا جاوے پس جہاں سے وہ شروع ہو گا اُسکے ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کر دونگا ایک میں اصل رہے گا دوسری میں ترجمہ اور اُتنے حصہ کا نام بھی مستقل رکھ دینا مناسب معلوم ہوا اور بمصلحت طرز رسالہ کے اُس رسالہ کو بھی ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔

ثانی مشفقی مولوی فتح محمد خان صاحب سلمہ بنوی مصنف رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالہ کی تکمیل کی جاوے اور طبع کے لئے ان کو دیا جاوے چنانچہ اس کا وعدہ کر لیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۱۳۲۲ھ میں اس کا قصد کیا گیا۔

ٰ مگر ان کی اجازت سے مدرسہ دیوبند میں طبع کرایا گیا ۱۲

(۴)

اس رسالہ میں بعض بعض مقام پر شوق میں اشعار لکھ دیے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جاویں فقط واللہ المستعان وعلیہ التکلان

لے اور اکثر ختم فصول پر قصیدہ بردہ کے اشعار ہیں اور ان کے ساتھ اُن کے ساتھ ایک شعر درود کا بھی جو قصیدہ بردہ کا نہیں ہے تبرکاً بڑھا دیا گیا ہے اور بعض جگہ الروض النظیف کے اشعار ہیں اور اسی طرح ان کے ساتھ بھی ایک شعر درود کا جو اسکا نہیں ہے ۱۲ منہ

پہلی فصل

نورِ محمدی کے بیان میں

پہلی روایت عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نورِ الٰہی اُس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج

لہ روایات ہٰذا الفصل کلہا من المواہب ۱۲ منہ

گہ الفاظ اس روایت کے یہ ہیں یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الخ ۱۲ منہ

تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نور کے چار حصّے کیے اور ایک حصّے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے ف اس حدیث سے نور محمدیؐ کا اوّل الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیار کی نسبت روایات میں اوّلیت کا حکم آیا ہے اُن اشیار کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

دوسری روایت حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہوچکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی اُن کا پُتلا ابھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی اور حاکم

لہ ظاہراً نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کے لئے مادہ ہونا ممکن نہیں پس ظاہراً اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے کہ اس مادہ کے چار حصے کیے گئے الخ اور اس مادہ سے پھر کسی موجود کا بننا اس طرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اس کا جزء نہ ہو بلکہ کسی طریق سے محض اُس کا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ

لہ اور اُس وقت ظاہر ہے کہ آپ کا بدن تو بنا ہی نہ تھا پھر نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی اسی روح محمدی کا نام ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہوچکا تھا سو اس سے آپ کے (باقی صفحہ)

نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے ف اور مشکوۃ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

تیسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان میں تھے (یعنی اُن کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے ف اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبیؓ کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابونعیم نے حلیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہوا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی اُن کے وجود سے متقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اسکی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن متحقق نہ تھا اسلئے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد میں مبعوث ہوئے اسلئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج ملجاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجے جانے کے بعد۔ ۱۲ منہ ف اس حدیث میں بھی مثل حدیث بالا کلام ہے ۱۲ منہ

میں اُس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اُس کی تصحیح کی ہے۔

چوتھی روایت شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے آپ نے فرمایا کہ آدمؑ اُس وقت روح اور جسد کے درمیان میں تھے جبکہ مجھ سے میثاق (نبوۃ کا) لیا گیا کما قال تعالیٰ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الآیۃ روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق۔

پانچویں روایت احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ ف اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے رہ گئی تخصیص اس کے ذکر

لہ حدیث بالا میں جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اُس جواب میں نص ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً موقوف ہے وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مساعد ہے نہ عقل ۱۲ منہ

ہیں سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اُس کو مقتضی ہو۔

چھٹی روایت ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابا جعفر محمد بن علی امام محمد باقرؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی اُن کی پشتوں میں سے اُن کی اولاد کو (عالم میثاق میں) نکالا اور اُن سب سے اُن کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب سے اوّل (جواب میں) بلیٰ (یعنی کیوں نہیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ف اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبّس بھی ہو گیا ہو تاہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اسی لئے اس روایت کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر شعبی کی روایت میں آپ سے قبل آدم میثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ میثاق الست بربکم کا ظاہر روایات سے بعد تخلیق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوۃ کا بلا انضمام غیر ہو جیسا اُس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

ساتویں روایت جب آپ غزوہ تبوک سے مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے

کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہے اسلئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمہارے موہنہ کو سالم رکھے انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے ؎

من قبلہا طبت فی الظلال و فی	مستودع حیث یخصف الورق
ثم ہبطت البلاد لا بشر	انت ولا مضغۃ ولا علق
بل نطفۃ ترکب السفین وقد	الجم نسرا و اہلہ الغرق
تنقل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما	فی صلبہ انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المہیمن[۱] من	خندف علیاء تحتہا النطق
وانت لما ولدت اشرقت	الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور	سبل الرشاد نخترق[۲]

ترجمہ۔ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے

---

[۱] قولہ المہیمن صفۃ للبیت وعلیاء مفعول لاحتوی وتحتہا النطق جملہ حالیۃ من علیاء والنطق نوازح واوساط من الجبال شبہت بالنطق التی تشد بہا اوساط الناس ضرب مثلا فی ارتفاعہ وتوسط فی عشیرتہ وجعلہم تحتہ بمنزلۃ اوساط الجبال ۱۲ مواہب

[۲] نقطع المفازۃ ۱۲ منہ

جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام ہیں تھے سو قبل نزول الی الارض
کے جب وہ جنت کے سایوں ہیں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے
مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت ہیں مفسرین نے کہا ہے فمستقر و مستودع
اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اُس قصّہ کی طرف آدم علیہ السلام نے اُس منع کئے
ہوئے درخت سے کھالیا اور جنت کا لباس اُتر گیا تو درختوں کے پتے
ملا ملاکر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اُس وقت بھی آپ مستودع ہیں تھے) اس کے
بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اُس وقت نہ بشر
تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی
ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفار ظاہر ہے اور یہ
نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ
علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آبا ہیں) محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی
(نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت اور اُس کے ماننے والوں کے
لبوں تک طوفان غرق پہونچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام
کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامیؒ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا
ہے ؎

نہ جودش گر نگشتی راہ مفتوح بجودی کے رسیدے کشتی نوح

(اور) وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم

تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر ہو کر شروع ہو جاتا تھا یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد از دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ اُن کی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آپ گئے) اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ آپ کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذروۂ عالیہ پر جاگزیں ہوا جس کے تحت میں اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی علقوں کے) تھے (خندف لقب ہے آپ کے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ[1] کا یعنی اُن کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں[2]۔

---

[1] کذا فی القاموس ۱۲ منہ [2] ظاہر ہے کہ جنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور نار خلیل میں ہونا یہ سب قبل ولادت جسمانیہ ہے پس یہ سب حالات روح مبارک کے ربانی حضرت ۱۲

ومن القصیدۃ

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِيْ الظُّلَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ۔ اور ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ ان کو صرف بدولت حضور پُرنور پہونچا ہے وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل وکمال ہیں اور انبیاء علیہم السلام اس آفتاب کے اقمار و کواکب ہیں ۱۲

عطر الوردہ مولانا ذوالفقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صہ ۲۳)

ہوئے کہ عبارت ہے نور سے اور ظاہراً ان مراتب میں صرف آپ کا وجود بالقوہ مراد نہیں ہے جو مرتبہ وجود مادہ کا ہے کیونکہ یہ وجود تو تمام اولاد آدم و نوح و ابراہیم علیہم السلام میں مشترک ہے پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقتضی ہے ایک گونہ اختصاص کو پس یہ قرینہ غالبہ ہے کہ یہ مرتبہ وجود کا اوروں کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزو مادی کے ساتھ علاوہ تعلق روح آباء کے خود آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو یہ تو قرینہ عقلیہ ہے اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا سبب بتایا گیا ہے آپ کے ورود فرمانے سے سو اگر اس جزو مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اس جزو کے وارد فی النار ہونے کے کیا معنی کیونکہ ورود کے معنی لغوی مقتضی ہیں وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو داخل کہا جاتا ہے وارد نہیں کہا جاتا پس یہ امر خارجی آپکی روح مبارک ہے جس کا تعلق اس جزو مادی سے ہو کہ مجموعہ جزو اور روح کا بوجہ ترکیب من الداخل والخارج کے خارج ہوگا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ تطورات آپ کے نور مبارک کیلئے ثابت ہوگئے اور یہی مدعا ہے اس فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اسلئے حدیث تقریری سے انکے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہوگیا۔

دوسری فصل

سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں

پہلی روایت حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا ف اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے۔

دوسری روایت حضرت عمرؓ بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہوگیا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری

لہ بجز احادیث مشکوٰۃ کے اس میں سب روایات مواہب سے منقول ہیں ۱۲ منہ

مغفرت ہی کر دیجئے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمؑ تم نے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے اُن کو پیدا بھی نہیں کیا۔
عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے
ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی اشرف دی ہوئی روح میرے اندر پھونکی تو
مَیں نے سر جو اُٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے
ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے
زیادہ پیارا ہوگا حق تعالےٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے
نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے اُن کے واسطہ
سے مجھ سے درخواست کی ہے تو مَیں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اس کو
بیہقی نے اپنے دلائل میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور
کہا کہ اس کے ساتھ عبدالرحمٰن منفرد ہیں اور روایت کیا اس کو حاکم نے
اور اس کی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہے
کہ (حق تعالےٰ نے فرمایا کہ) وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری
نبی ہیں ف یہاں بھی مثل فائدہ بالا کے سمجھنا چاہیئے۔

تیسری روایت ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان میں

ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوّا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہا تو انہوں نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب میں ان کو مہر میں، کیا چیز دوں؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمدؐ بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

چوتھی روایت احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں جس کا اوّل کا حصہ فصل اوّل کی دوسری روایت ہے اور اُس کا اوسط[1] حصہ یہ ہے کہ آپ نے) فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا مصداق) ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (کا محکی عنہ) ہوں ف اس میں اشارہ ہے دو آیتوں کے مضمون کی طرف اول رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً تک۔ الی قولہ تعالیٰ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ الخ ثانی يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ یعنی اوّل آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا

---

[1] اور اس کا آخری حصہ یہ ہے ورؤیا امی التی رأت الحدیث چنانچہ آگے آویگا ۱۲ منہ

ہے کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت مطیع پیدا کیجیو اور اُس جماعت میں ایک ایسا پیغمبر قائم کیجیو مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ بجز آپ کے اور کوئی پیغمبر ایسے نہیں کہ دونوں حضرات کی اولاد میں ہوں۔ اور دوسری آیت میں عیسٰی علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ میں بشارت دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آدیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔

پانچویں روایت مشکوٰۃ میں بخاری سے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص آیا ہے کہ توارت میں آپ کی یہ صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہم نے تم کو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بناکر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ امیین کی پناہ بناکر (مراد اس سے اُمت محمدیہ ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک امی جماعت ہیں) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے نہ آپ بدخلق ہیں اور نہ سخت مزاج ہیں نہ بازاروں میں شور مچاتے پھرتے ہیں اور بُرائی کا بدلہ بُرائی نہیں کرتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی وفات نہ دینگے یہاں تک کہ آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدل بہ ایمان نہ کر دیں کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگیں اور یہاں تک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا آنکھوں کو اور ناشنوا کانوں کو اور سر بستہ دلوں کو کشادہ نہ کر دیں (مطلب یہ ہے کہ جبتک دین حق

خوب نہ پھیل جائے گا آپ کی وفات نہ ہوگی،

چھٹی روایت مشکوٰۃ میں مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہے وہ توریت سے نقل کرتے ہیں اُس میں لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہیں بدی کا بدلہ بدی نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور درگزر فرماتے ہیں۔ مکہ اُن کی جائے ولادت ہے اور مدینہ اُن کا مقام ہجرت ہے اور مرکز سلطنت ملک شام ہے۔

ف چنانچہ بعد خلفاء راشدین پایہ سلطنت ملک شام رہا اور وہاں سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی۔

ساتویں روایت مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت عبداللہ بن سلام مروی ہے کہ توریت میں نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے ف ان اخیر تین روایتوں کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہیں اول اور اخیر صحابی ہیں اور اوسط تابعی ہیں اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہیں چنانچہ دو آیتوں کا مضمون تو اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح میں مذکور ہو چکا ہے اور تین آیتیں اور مذکور ہوتی ہیں پہلی آیتوں کو ملا کر تیسری آیت سورہ اعراف میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ جو کہ پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی جن کا ذکر اس طرح لکھا ہوا پاتے ہیں

توراۃ میں اور انجیل میں اُن لوگوں کو نیک کام تبلادیں گے اور بُری بات سے منع کریں گے اور ستھری چیزوں کو اُن کے واسطے حلال کریں گے اور گندی چیزوں کو حرام کریں گے اور جو احکام بہت سخت اور گراں تھے اُن کو موقوف کردیں گے۔ چوتھی آیت سورہ فتح میں فرمایا اللہ تعالےٰ نے محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے موصوف ہیں اور ان سب کی صفت توریت وانجیل میں اس اس طرح سے موجود ہے پانچویں آیت سورہ بقرہ میں فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس اُن کے علومِ حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اُس کے آنے سے پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ میں آپ کے توسل سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے[1] یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو اُن پر ظاہر کیا کرتے تھے سو جب اُن کے پاس جانی پہچانی چیز پہونچی (یعنی قرآن وصاحب قرآن) تو وہ اس کے منکر ہو گئے ف یہ استفتاح اور معرفت ان لوگوں کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی پس آپ کا مذکور فی الکتب السابقہ ہونا معلوم ہوا اسی معرفت کو اسی سورہ بقرہ کی ایک آیت میں اس طرح فرمایا ہے۔ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ۔

---

[1] روح للاختلاف فی التفسیر ۱۲منہ

ومن القصیدۃ

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ
وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمٖ
وَوَاقِفُوْنَ لَدَیْہِ عِنْدَ حَدِّھِمْ
مِنْ نُّقْطَۃِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَکْلَۃِ الْحِکَمٖ
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

ترجمہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت و سیرت میں سب انبیا علیہم السلام سے بڑھ کے ہیں اور وہ سب حضرات آپ سے علم و کرم میں لگا نہیں کھاتے اور تمام انبیا علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلّو کے ہیں آپ کے دریائے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ کے آپ کے علم کے بارانہائے بسیار بارہ ہمیشہ برسنے والے سے اور تمام انبیا علیہم السلام آپ کے حضور میں اپنی حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہیں اور وہ اُن کی حد آپ کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کی حکمتہائے کی کتاب سے مثل اعراب کے ۱۲

عطر الوردہ

تیسری فصل

آپ کے شرف ونزاہت نسب میں

مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت حضرت عباسؓ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد ہوں عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا یعنے انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کئے عرب اور عجم مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ میں پیدا کیا یعنی قریش میں پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں الخ

دوسری روایت حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا ہوں آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک یعنی سفاح

جاہلیت کا کوئی لوث مجھ کو نہیں پہونچا (یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباء و اُمہات سب اس سے منزہ رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہے) روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب

تیسری روایت روایت کیا ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگوں میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھیرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور و اُناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفّیٰ مہذب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوتے (جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش و علیٰ ہذا) میں بہترین شعبہ میں رہا کذا فی المواہب

چوتھی روایت دلائل ابونعیم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا ہوں میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایاں ہیں کذا فی المواہب ف حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

پانچویں روایت مشکوٰۃ میں مسلم سے روایت واثلہ بن الاسقع مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔

من الروض

أَكْرِمْ بِهِ نَسَبًا طَابَتْ عَنَاصِرُهُ أَصْلًا وَفَرْعًا وَقَدْ سَادَتْ بِهِ الْبَشَرُ	آپ کا نسب کیسا کچھ باکرامت ہے کہ اسکے مواد پاکیزہ ہیں۔ اصل سے بھی اور فرع سے بھی اور آپ کے سبب جنس بشر کو شرف حاصل ہو گیا۔
مُطَهَّرًا مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَشُوبُهُ قَطُّ لَا نَقْصٌ وَلَا كَدَرُ	وہ نسب مطہر ہے لوث جاہلیت سے اس میں کبھی آمیزش نہیں ہوتی نہ نقص کی نہ کدورت کی۔
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ	اے پروردگار ابدالاباد تک درود اور سلام بھیجو اپنے حبیب پر جن سے زمانوں کی زینت ہو گئی۔

چوتھی فصل

آپ کے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے میں

آپ کے والد ماجد وجد امجد میں

پہلی روایت حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور انہوں نے سعید بن عمرو انصاری سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن وجمال کا لباس زیب بر ہے ان کو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہیں یہ کس نے کیا ہے ان کے والد ان کا ہاتھ پکڑ کر کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ معلوم کر لو کہ رب السمٰوات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ انہوں نے

اوّل قبیلہ سے نکاح کیا اور اُن کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کرنے
وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہوگئیں۔ اور عبد المطلب کے
بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اُن
پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبد المطلب کا ہاتھ
پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور ان کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے
ساتھ تقرب ڈھونڈھتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت
نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باران عظیم رحمت فرماتے الخ کذا فی المواہب

دوسری روایت ابونعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے طریق عطا
سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب عبد المطلب اپنے فرزند عبد
کو نکاح کرنے کی غرض سے لے کر چلے تو ایک کاہنہ پر گزرے جو یہودیہ
ہوگئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اُس کو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے ا
عبد اللہ کے چہرہ پر نور نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ
نے انکار کردیا کذا فی المواہب۔

تیسری روایت جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم
کرنے کو مکہ پر چڑھ آیا عبد المطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لے کر جبل
پر چڑھے اُس وقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال
نمود ہو کر خوب درخشاں ہوا یہاں تک کہ شعاع اُس کی خانہ کعبہ پر پڑی عبد المطلب

بات دیکھ کر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں
یا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ہم غالب رہیں گے۔ اور عبدالمطلب کے
ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ لے گئے اور عبدالمطلب اُن کے چھوڑانے
رہہ کے پاس گئے اُن کی صورت دیکھتے ہی اُس نے بایں جہت کہ
بت اور مہابت نور شریف کی اُن کے چہرے سے نمایاں تھی اُن کی
یت تعظیم کی اور تخت سے اُتر بیٹھا اور اُن کو اپنی برابر بیٹھلا لیا بالجملہ ایسی
بت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اُس کے بادشاہ ہیبت میں آجاتے
تعظیم و تکریم کرتے کذا فی تواریخ حبیب الہ المولا عنایت احمدؒ

من الروض

افبہ الآ ھمام قد سما عظما
و سید نحو فعل الخیر مبتدر
تے بن امتہ فامن والدیہ وقد
حملت بجادہ الشمس والقمر
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من زانت بہ العصر

آپ کے سلسلہ نسب میں سب بڑے ہی بڑے ہیں جو عظمت میں شان رکھتے ہیں۔ یا ایسے سردار ہیں کہ محل خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہیں یہاں تک کہ آپ منور ہو کر اپنے والدین سے ظاہر ہوئے اور حالت یہ تھی کہ آپ کے انوار سے شمس و قمر بھی صاحب جمال ہو گئے تھے۔

پانچویں فصل

آپکے بعض برکات میں جب آپ بصورت حمل بطن مادر میں مستقر

پہلی روایت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت
کہ جب آپ حمل میں آئے تو ان کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تم اس اُمت
کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوں تو یوں کہنا اُعِيذُهُ بِالْوَ
مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ اور اُن کا نام محمد رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔

دوسری روایت نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے
نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ا
ہشام ف اور یہ نور کا دیکھنا اُس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے و
اسی طرح کا واقع ہوا۔

تیسری روایت نیز آپ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ میں
(کسی عورت کا) کوئی حمل نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ سُبک اور سہل ہو۔ کذ
سیرۃ ابن ہشام۔ ف محاورہ میں اس عبارۃ کے معنی مساواۃ کی بھی نفی ہوتی

شباب یہ کہ گراں نہ تھا اور سہل یہ کہ اُس میں کسی قسم کی تکلیف غثیان یا کسل یا اختلال جوع وغیرہ نہ تھی اور شمامہ میں ہے کہ بعض [1] احادیث میں آیا ہے کہ ایسا ثقل ہوا جس کی شکایت عورتوں سے کی۔ حافظ ابونعیم نے کہا ثقل ابتداء علوق یعنی حمل میں تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال میں یہ حمل عادت معروف سے خارج تھا اھ۔

من الروض

هٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِيْبِ بِهٖ
وَلَيْسَ فِيْ حَمْلِهَا كَرْبٌ وَّلَا ضَرَرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہو گئیں۔ اور ان کے حمل میں نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی۔

---

[1] میں کہتا ہوں کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاط طبعی زائل نہیں ہوتا پس عین ثقل میں بھی بایں معنی خفت کا حکم صحیح ہے پس روایات میں تعارض نہ رہا ۱۲

چھٹی فصل

بعض واقعات وقت ولادت شریفہ میں

پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اُس میں سے عطاء اور ابن عباس بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جُدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا کذا فی المواہب

ف اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ اُس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے[1] وروٴیا امی التی رات اور اُس میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہے

---

[1] یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جس کا وعدہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے اور شام کے محل نظر آنے ہیں اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے ہیں جیسا آگے (باقی ص۴۱)

وکذلک امہات الانبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی عن العرباض بن ساریہ وقال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان والحاکم کذا فی المواہب

دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آگئے کہ مجھکو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑینگے روایت کیا اس کو بیہقی نے کذا فی المواہب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) تیسری روایت میں آتا ہے یہ اشکال نہ کیا جاوے کہ زمین کروی ہے اور روم و شام مکہ سے بہت فاصلہ پر ہیں اور اتنے فاصلہ پر نظر آنے میں خود کرویت مانع ہے جواب یہ ہے کہ بعض انوار کا خاصہ ہے کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھلائی دیتا ہے جیسا پانی سے بھرے ہوئے کٹورہ میں پیسا پڑا ہو یا بعضے طلوع و غروب شمس کے وقت اسی کے قائل ہیں پس اگر اس نور کی خاصیت سے اور زیادہ مرتفع نظر آجاویں تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

لہ اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تب تو اس اخیر کے واقعہ میں کوئی تردد ہی نہیں اور اگر دن میں ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستاروں کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاویگا کذا قالوا اور احقر کے نزدیک یہ سہل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت کو کہا جاوے تو اس وقت ستارے بھی نمایاں ہوتے ہیں اور اس کو عوام رات سے اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہیں پس دونوں قول منطابق بھی ہو جاویں گے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

تیسری روایت ابو نعیم نے عبد الرحمان بن عوفؓ سے روایت کیا ہے اور اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور موافق معمول بچوں کے) آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے رَحِمَكَ اللّٰهُ (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر میں نے آپ کو دودھ دیا (یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا رکو کسی نے مرضعات میں ذکر نہیں کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھ پر ایک تاریکی اور رعب اور زلزلہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے سو میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی کہ کہتا ہے کہ ان کو کہاں لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی یہاں تک کہ اللہ تعالے نے آپ کو مبعوث فرمایا پس اول اسلام لانے والوں میں ہوئی کذا فی المواہب ف مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہیں ہوتی دوسری روایات میں مغارب بھی آیا ہے کما فی الشمامۃ شاید تخصیص ذکری اس روایت میں بنا بر شرف سمت مشرق کے ہے بوجہ اسکے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصّفّت میں رب المشارق فرمایا گیا ہے

چوتھی روایت اور منجملہ آپ کے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کیئے گئے ہیں۔ کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑجانا اور اس سے چودہ کنگوروں کا گرپڑنا۔ اور بحیرہ طبریہ کا دفعۃً خشک ہوجانا اور فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اس کو بیہقی نے اور ابونعیم نے اور خرائطی نے ہواتف میں اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب

ف یہ واقعات اشارہ ہیں زوال سلطنت فارس وشام کی طرف واللہ اعلم

پانچویں روایت فتح الباری میں سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے شروع ولادت میں کلام فرمایا کذا فی المواہب آگے اہل کتاب کی خبریں دینا آپ کے تولد شریف سے مذکور ہیں۔[لہ]

چھٹی روایت بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابت رض سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سُنی بات کو سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود کی سب جمع ہوگئے اور میں سُن رہا تھا کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا کہنے

لہ اور اہل تنجیم وکہانت کی خبریں اس نظر سے ذکر نہیں کیں کہ یہ دونوں چیزیں شرع میں معتبر نہیں اور کتب سابقہ کی خبریں فی نفسہ صحیح ہیں جبکہ اُن میں تحریف کا احتمال نہ ہو اور ظاہر ہے کہ اپنی مضر خبر دینا دلیل یقینی ہے کہ اس میں تحریف نہیں ہوئی اور جن علماء نے ان کے اقوال ذکر کیئے ہیں بقصد حجت الزامیہ کے ذکر کیئے ہیں اور یہ قصد صحیح ہے ولکل وجهة هو موليها ۱۲

لگا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا جس کی ساعت میں آپ پیدا ہونے والے تھے۔ کذا فی المواہب۔ سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عبدالرحمان بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی انہوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ترپن سال کی عمر میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت (حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے تو انہوں) نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا۔

ساتویں روایت حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں آرہا تھا سو جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے (جس کا

لے اس سے شبہ فن تنجیم کے صحیح ہونے کا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کی تولد میں موثر و دخیل ہونا اس سے لازم نہیں آیا بلکہ معنی یہ ہیں کہ اس کو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپ کے تولد کا ایسا وقت ہوگا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو بتلاوے کہ ہمارا فلاں نائب ہمارا فرستادہ فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو پہونچے گا تو ایک وقت کی تعیین ہے نہ کہ وقت کی تاثیر ۱۲ منہ

نقب مہر نبوت ہے چنانچہ قریش نے اس کے پاس جاکر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا انہوں نے آپ کو اُن لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی اے گروہ قریش سُن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق اور مغرب سے اُس کی خبر شائع ہو گی روایت کیا اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے۔ یہ فتح الباری میں کہا ہے۔ کذا فی المواہب۔

من القصیدۃ

اَبَانَ مَوْلِدُہٗ عَنْ طِیْبِ عُنْصُرِہٖ
یَا طِیْبَ مُبْتَدَاءٍ مِنْہُ وَمُخْتَتَمٖ

یَوْمًا تَفَرَّسَ فِیْہِ الْفُرْسُ اَنَّھُمْ
قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمٖ

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمٖ

یعنی آپکے زمان ولادت نے (بسبب ظہور امور غریبہ و کرامت عظیمہ) آپکی عمدگی و لطافت و طہارت اصل مبارک کو ظاہر کر دیا۔ اے قوم یا اے خوشبو تم حاضر ہو اور آپکے حسن ابتداء اور خوبی خاتمہ کو دیکھو (دو اور اے زمان) ۱۲ ربیع الاول آپکی پیدائش کا روز وہ مبارک دن ہے کہ اہل فارس نے اپنی فراست سے دریافت کر لیا (اس وقت آیات بینات بکثرت ظاہر ہوئیں اور بھی اوضاع فلکیہ) کہ وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ انکی زوال سلطنت اور پیش آنیوالے مصائب کا (بسبب ولادت سرور کائنات) قریب آگیا ۱۲ ربیع الاول اور نوشیرواں کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی الیسا

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ

عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ ۱۱

وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا

وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِي

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ

حُزْنًا وَبِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ ضَرَمِ

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ

وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَمِنْ كَلِمِ

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ

تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ

بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

پاش پاش ہوگیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع
ہونا نصیب نہ ہوا ۱۲ ع اور آپ کے میلاد شریف
کے وقت، آتش مجوس (جو ہزار سال سے برابر
روشن تھی) بسبب افسوس کے (جو بطلان)
سرد ہو گئی اور نہر فرات ایسی حیران اور بیخود
ہوئی کہ اپنا بہاو چھوڑ کر ساوہ کے کھالے
میں جا پڑی ۱۲ ع اور اہل ساوہ کو اس امر
نے غمگین کیا کہ اسکے دریاچہ کا پانی خشک
ہو گیا اور اسکے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ
ہوا خشمگین ناکامیاب لوٹا یا گیا یا اس لئے
اسکو تشنہ لوٹایا ۱۲ ع گویا آگ کو وہ کیفیت
تری حاصل ہو گئی جو پانی میں ہوتی ہے
بسبب رنج کے اور پانی کو وہ خاصہ التہاب
حاصل ہو گیا جو آگ میں تھا ۱۲ ع اور جنات
ظہور حضور کی آوازیں کر رہے ہیں اور انوار
حضرات کے ظاہر و باہر ہو رہے ہیں اور حق
ظاہر ہو رہا ہے امور باطنیہ سے (مثل ظہور نور
وغیرہ کے) اور امور ظاہریہ سے (مثل آواز ہاتف
کے) ۱۲ ع منکرین اندھے (ہو گئے) اور
بہرے ہو گئے سو اظہار بشارات سنا نہ گیا
اور برق تخویف نہ دیکھی گئی ۱۲ ع اور زیادہ
عجیب یہ ہے کہ یہ قبول حق سے ان کا اندھا
اور بہرا ہونا، اس امر کے بعد ہوا کہ انکے کاہن

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْأُفُقِ مِنْ شُهُبٍ

مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ صَنَمٍ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نے تمام اقوام کو یہ خبر دیدی تھی کہ اُن کا نا راست
و کج دین آئندہ قائم نہیں رہیگا اور وہ مجوس
یا عام کفار اختیار راہ صواب سے اندھے
اور بہرے ہو گئے بعد دیکھنے شعلہا آتش
کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے
جاتے تھے مثل اونارے اور منہ کے بل
گرنے بتہائے روئے زمین کے ۱۲ عطر الورد

ساتویں فصل

یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ میں

یوم و تاریخ سب کا اتفاق ہے کہ دو شنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارہویں کذا فی الشمامۃ۔ ماہ سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔ سنہ سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کئے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس[۱] دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد کذا فی الشمامۃ۔ وقت بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن قالہ الزرکشی بعض[۲] نے طلوع فجر کذا فی الشمامۃ۔ مکان بعض[۳] کے نزدیک

---

[۱] اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل میں نور محمدی عبد المطلب کی جبین میں نمایاں ہوا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا منتبع رہنا ممکن ہے جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اس کا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہے ۱۲ منہ

[۲] چھٹی فصل کی دوسری روایت ذیل میں وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ

[۳] اشہر قول اول ہے دوسرے اقوال یا ضعیف ہیں یا ماؤل بتاویلات مناسبہ ۱۲ منہ

مکہ ہیں بعض کے نزدیک شعب[1] ہیں بعض کے نزدیک ردم ہیں بعض کے نزدیک عسفان ہیں کذا فی الشمامۃ عن المواہب۔

من الروض

وَكَانَ مَوْلِدُهُ اَيْضًا وَنُقْلَتُهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ هٰذَا الْاَمْرُ مُعْتَبَرٌ	اور آپ کی ولادت شریفہ اور وفات شریف دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے۔
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ	

---

[1] شاید وہی شعب ہو جس میں قریش مخالفین کے تعاہدہ مخالف کے وقت ابوطالب آپکو لے کر رہے تھے جس کا قصہ گیارہویں فصل میں آتا ہے ۱۲ منہ

آٹھویں فصل

بعض واقعات زمانہ طفولیت میں

پہلی روایت ابن شیخ نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ کذا فی المواہب

دوسری روایت بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ کہتی تھیں کہ انہوں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا وہ یہ تھا اللہ اکبر کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا جب آپ ذرا سیانے ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر ان سے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے) کذا فی المواہب

تیسری روایت ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ رض آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتیں ایک بار ان کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنی (رضاعی بہن) شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے

وقت مواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہ آپ کی تلاش میں نکلیں یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی میں ان کو لائی ہو، بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کئے ہوئے تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہاں تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہونچے۔ کذا فی المواہب۔

چوتھی روایت حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اس سال سخت قحط تھا میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہوتا رات بھر اس کے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا میں ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہمراہی بھی اس سے تنگ آگئے تھے ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سنتی کہ آپ یتیم ہیں کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام واکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادہر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں میں تو اس یتیم کو لاتی ہوں شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالی برکت کرے غرض میں آپ کو جا کر لے آئی جب اپنی

فرودگاہ پر لائی اور گود میں لے کر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اس قدر اترا کہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور آسودہ ہو کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا غرض اُس نے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گزری اور اس کے قبل سونا میسر نہیں ہوتا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچہ کو لائی ہیں نے کہا ہاں مجھ کو بھی یہی اُمید ہے پھر ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور میں آپ کو لے کر اُسی دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اُس کو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جس پر تم آئی تھیں میں نے کہا ہاں وہی ہے وہ کہنے لگیں کہ بیشک اس میں کوئی بات ہے پھر ہم اپنے گھر پہونچے اور وہاں سخت قحط تھا سو میری بکریاں دودھ سے بھری آتیں اور دوسروں کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ نہ ملتا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے تم بھی وہاں ہی چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ میں کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض ہم برابر خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشو و نما اور بچوں سے بہت زیادہ تھا یہاں تک کہ دو سال

کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس
لائے مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہیں اسلیئے
آپ کی والدہ سے اصرار کرکے وبار مکّہ کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے
سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مواشی چرانے میں
پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ
میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم
چاک کیا۔ میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں سو ہم دونوں گھبرائے ہوئے گئے
دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے میں نے پوچھا بیٹا کیا
تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک
کرکے اُس میں کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے ڈیرے
پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قبل اسکے
کہ اُس کا زیادہ ظہور ہو ان کے گھر پہونچا آ۔ میں والدہ کے پاس لے کر گئی
کہنے لگیں کہ تو تو اس کا رکھنا چاہتی تھی پھر کیوں لے آئی؟ میں نے کہا اب
خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے اور میں اپنی خدمت کرچکی خدا جانے کیا
اتفاق ہوتا اسلیئے لائی ہوں۔ انہوں نے فرمایا یہ بات نہیں سچ بتلا؟ میں نے
سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگیں تجھ کو ان پر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ میں
نے کہا ہاں۔ کہنے لگیں ہرگز نہیں واللہ شیطان کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوسکتا

میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر انہوں نے بعض حالات حمل اور ولادت کے بیان کئے (جو پانچویں فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اخیر میں مذکور ہوئے) اچھا ان کو چھوڑ دو اور خیریت کے ساتھ جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام ف اس روایت میں متعدد واقعات پُر کرامات مذکور ہیں جیسا کہ ظاہر ہے ف۲ اور حلیمہ کے اُس لڑکے کا نام عبد اللہ ہے اور یہ انیسہ اور جذامہ کے بھائی ہیں اور یہ جذامہ شیما کے نام سے مشہور ہیں اور یہ سب اولاد ہیں حارث بن عبد العزی کے جو شوہر ہیں حلیمہ کے کذا فی زاد المعاد اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح کی ہے کذا فی الشمامۃ وزاد المعاد

پانچویں روایت محمد بن اسحق نے ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن دو سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو انکی اُمت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بھاری نکلا پھر اسی طرح سَو کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کرو واللہ اگر ان کو ان کی تمام اُمت سے وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی نکلیں گے کذا فی سیرۃ ابن ہشام ف اس جملہ میں آپ کو بشارت سُنا دی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں ف۲ اور شق صدر اور قلب اطہر کا دُھلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو

مذکور ہوا دوسری بار بعمر دس سال یہ صحرا میں ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بعثت کے[1] بماہ رمضان غار حرا میں چوتھی بار شب معراج میں اور پانچویں ثابت نہیں کذا فی الشمامۃ بتغییر یسیر۔ شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تفسیر سورہ الم نشرح میں اس کے متعلق نکتہ لکھا ہے کہ پہلی بار کا شق کرنا اس لئے تھا کہ آپ کے دل سے جب لہو و لعب جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے نکال ڈالیں اور دوسری بار اسلئے کہ جوانی میں آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتی ہیں نہ رہے اور تیسری بار اسلئے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت[2] کی ہو کذا فی تواریخ حبیب اللہ

چھٹی روایت آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہ کے بیٹے کے لئے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا عدل آپ کی طبیعت میں تھا۔ اور لڑکپن میں کبھی آپ نے بول و براز کپڑے میں نہیں کیا بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے کہ اسی وقت رکھنے والے آپ کو اٹھا کر جا ضرور پیشاب کرا لیتے اور کبھی ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اٹھ جاتا

---

[1] یہ ایک قول ہے اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول میں کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ

[2] عطف ہے عالم پر نہ کہ ملکوت پر کیونکہ عالم ماسوی اللہ ہے اور لاہوت مراتب الٰہیہ سے ہے ۱۲ منہ

تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ میں ایک بار بچوں کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہا تھا اور سب اپنی لنگی اُتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے ہوئے تھے میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ اتنے بچپن میں انسان مکلّف بھی نہیں ہوتا اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیار نہیں سمجھا جاتا) دفعتہً (غیب سے) زور سے ایک دھکّا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس میں نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر لانے شروع کئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔

ساتویں روایت ابن عساکر نے حلیمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ میں مکّہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط میں تھے قریش نے کہا اے ابوطالب چلو پانی کی دعا مانگو ابوطالب چلے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس قدر حسین جیسے بدلی میں سے سورج نکلا ہو دیہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اُس وقت ابوطالب کی پرورش میں تھے، ابوطالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے انگلی سے اشارہ کیا اور آسمان میں کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا کذا فی المواہب اور یہ واقعہ آپ کی صغر سنی میں ہوا کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔

آٹھویں روایت ایک مرتبہ آپ ابو طالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے راہ میں بحیرا راہب نصاریٰ کے پاس اتفاق قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب اور یہود اور نصاریٰ اِن کے دشمن ہیں ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے ان کو گزند پہونچے سو ابو طالب نے مال تجارت وہیں بیچا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ

ف سیرۃ ابن ہشام میں یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہے۔

نویں روایت آپ جب ابو طالب کی کفالت و تربیت میں تھے جب اُن کے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہو جاتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے کذا فی الشمامۃ

من الروض

وَیَا ھَنَا ابْنَۃِ سَعْدٍ فَھِیَ قَدْ سَعَدَتْ
سَعَادَۃً قَدْ رَھَا بَیْنَ الْوَرٰی خَطَرُ
اِذْ اَرْضَعَتْ خَیْرَ خَلْقِ اللہِ کُلِّھِمِ
ھٰذَا ھُوَ الْفَوْزُ لَا مُلْکٌ وَّ لَا وَزَرُ
رَاَتْ لَہٗ مُعْجِزَاتٍ فِی الرَّضَاعِ بَدَتْ

اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدیہ کی انکو ایسی سعادت حاصل ہوئی جس کی قدر مخلوق میں عظیم ہے کیونکہ انہوں نے بہترین تمام خلایق کو دودھ پلایا یہ بڑی کامیابی ہے اس کی برابر نہ شاہی ہے نہ وزارت انہوں نے آپ کے بہت سے معجزات

وَشَاهَدَتْ بَرَكَاتٍ لَيْسَ تَنْحَصِرُ
وَحَدَّثَتْ قَوْمَهَا اَهْلُ الْكِتٰبِ بِمَا
يَكُوْنُ مِنْ شَانِهٖ مُذْ شَخْصَهٗ نَظَرُوْا
يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

دیکھے جو رضاع کی حالت میں ظاہر ہوئے اور ایسی برکات کا مشاہدہ کیا جن کا حصر نہیں ہو سکتا۔ اور اہل کتاب نے اپنی قوم سے آپ کے حالات بیان کئے جب سے کہ آپ کو دیکھا۔

نویں فصل

اُنکے ناموں میں جن کے متعلق آپکی تربیت و رضاع یکے بعد دیگرے ہوتا رہا

آپ زمانہ حمل میں تھے کہ آپ کے والد عبداللہ کی وفات ہوگئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام صرف دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبداللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہوکر ٹھہر گئے کہ وہاں ہی وفات پائی کذا فی تواریخ حبیب الہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ آمنہ آپ کو لے کر مدینہ میں اپنے اقارب سے ملنے گئی تھیں مکہ کو واپس آتے ہوئے درمیان مکہ و مدینہ کے موضع ابوا میں انہوں نے وفات پائی کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اُس وقت ام ایمن بھی ساتھ تھیں کذا فی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی پرورش میں رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے

عبدالمطلب کی بھی وفات ہوئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور انہوں نے ابوطالب
کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ ان کی کفالت میں رہے
کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ یہاں تک کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ بھی پایا اور
سات روز تک آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ
پھر چند روز تک ثوبیہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور
ان کے اسلام میں اختلاف ہے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت
حمزہ کو بھی دودھ پلایا اور اُس وقت اُن کا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا۔ پھر حلیمہ
سعدیہ نے پلایا اور اس دودھ کے شریک بھائی بہنوں کے نام اور اسلام کی
نسبت آٹھویں فصل کی چوتھی روایت کے ذیل میں کچھ مضمون مذکور ہوا ہے
اور ان ہی حلیمہ نے آپ کے ساتھ آپ کے چچازاد بھائی ابوسفیان بن الحارث
بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح میں مسلمان ہوئے اور بہت پکے
مسلمان ہوئے۔ اور اس زمانہ میں حضرت حمزہ بھی بنی سعد میں کسی عورت
کا دودھ پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی ایک روز آپ کو دودھ پلا دیا
جب آپ حلیمہ کے پاس تھے تو حضرت حمزہ دو عورتوں کے دودھ کی وجہ
سے آپ کے رضاعی بھائی ہیں ایک ثوبیہ کے دودھ سے دوسرے اس
سعدیہ کے دودھ سے۔ کذا فی زاد المعاد۔ اور جن کے آغوش میں آپ رہے
وہ یہ ہیں۔ آپ کی والدہ۔ اور ثوبیہ۔ اور حلیمہ اور شیما آپ کی رضاعی بہن

اور ام ایمن حبشیہ جن کا نام برکت ہے یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں اور آپ نے ان کا نکاح حضرت زید سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ کذا فی زاد المعاد ؎

شاباش آں صدف کہ چناں پرورد گہر | آبا ازو مکرم و ابنا عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر | بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسویں فصل

شباب سے نبوت تک کے بعض حالات میں

پہلی روایت جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوتے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس عیلان میں ایک لڑائی ہوئی تو اس واقعہ کے بعض تاریخوں میں آپ بھی تشریف فرمائے معرکہ ہوئے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے اعمام کو عدو کے تیروں سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام ف اس سے آپکا اول ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دوسری روایت جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے جو کہ قریش میں ایک مالدار بی بی تھیں اور تاجروں کو اپنا مال اکثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھیں آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سن کر آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لے جاتے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاوے گا آپ نے

قبول فرمایا یہاں تک کہ آپ شام میں پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اُترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہیں میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہیں اُترا آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دُھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکّہ پہونچے تو حضرت خدیجہ کو اُن کا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دو گنا یا اُس کے قریب نفع ہوا (یہ تو آپ کے صدق و امانت کی بیّن دلیل تھی) اور میسرہ نے اُن سے اُس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قصّہ بیان کیا حضرت خدیجہ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ ان کے چچا زاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہیں اور مجکو (کتب سماویہ سے) معلوم ہے کہ اس اُمت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اُس کا یہی زمانہ ہے حضرت خدیجہ بڑی عاقل تھیں یہ سب سُنکر آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں آپ نے اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُن کے اہتمام سے نکاح ہو گیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام

اُس راہب کا نام نسطورا تھا۔کذا فی تواریخ حبیب آلہ

تیسری روایت جب آپ پنتیس ۳۵ سال کے ہوئے قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہنچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُس کی جگہ پر میں رکھوں قریب تھا کہ اُن میں ہتھیار چلے آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب میں پہلے آدے اُسکے فیصلہ پر سب عمل کریں سو سب سے اوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ۔ چنانچہ لایا گیا آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانہ کعبہ تک لادیں جب وہاں تک پہونچا آپ نے خود اُس کو اُٹھا کر اس کے موقع پر رکھ دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔

اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجکو اس کے موقع پر رکھنے کیلئے اپنا وکیل بنا دیں کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے میں بھی سب شریک ہو گئے۔کذا فی تواریخ حبیب آلہ بتغییر الالفاظ۔

من الروض

وَفِی خَدِیجَۃَ الکُبرٰی وَقِصَّتِھَا
عَجَائِبُ یَا اُولِی الاَبصَارِ فَاعتَبِرُوا
اِختَارَتِ المُصطَفٰی بَعلاً وَّقَد نَظَرَت
فِی مُعجِزَاتِ رَسُولِ اللہِ تَنتَشِرُ،
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ مَن زَانَت بِہِ العُصُرُ

اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے قصہ میں، عجائب امور ہیں اے اہل بینش یہ خیال کرو۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، معجزات میں جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی۔

گیارہویں فصل

نزول وحی میں اور کفار کی مخالفت میں

جب آپ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچّے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھویں دوشنبہ کے دن جبریل علیہ السلام آئے اور سورہ اقرا کی شروع کی آیتیں آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے۔ اس کے ایک عرصہ کے بعد سورہ مدثر کی آیتیں اول کی نازل ہوئیں تو آپ نے حسب حکم فانذر دعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تؤمر آپ نے علی الاعلان دعوت شروع کی بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کردو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے انہوں نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔

ابوطالب آپ کو لے کر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی
گھاٹی میں واسطے محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم
و بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سوداگروں کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے
پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ
میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب میں
نہایت تکلیف میں رہے آخر کار آپ کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع
ہوئی کہ کیڑے نے اس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھا لیا بجز اللہ کے نام
کے کہ اس میں کہیں کہیں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا آپ نے یہ حال
ابوطالب سے کہا۔ انہوں نے شعب سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان
کی اور کہا کہ اس کاغذ کو دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے
حوالہ کر دینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز
آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے اُتار کر اس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا
تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا ابوطالب آپکو
اور بنی ہاشم و بنی مطلب[1] کو لے کر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور

---

[1] عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم[1] مطلب[2] عبدشمس[3] نوفل[4] جناب رسول اللہ صلعم ہاشم
کی اولاد میں ہیں اور مطلب کی اولاد میں بنی مطلب ہیں عبدشمس کی اولاد میں بنی امیہ ہیں
حضرت عثمان بنی امیہ میں ہیں اور نوفل کی اولاد میں حضرت جبیر بن مطعم ہیں (رباقی صفحہ ٦٨)

دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وغیرہ اور یہ عہدنامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرہ محرم سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور نبوت سے سال دہم میں شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال میں حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا اور اُن کے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہو گئی کذا فی التسماتہ بعد وفات حضرت خدیجہؓ کے آپ کے دو نکاح قرار پائے ایک حضرت عائشہؓ سے کہ اس وقت چھ سال کی تھیں مکہ میں اُنکا نکاح ہوا اور مدینہ آکر نو برس کی عمر میں رخصت ہو کر آئیں اور دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ سے کہ بیوہ تھیں کہ مکہ میں نکاح ہوا اور وہ آپ کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور ہمیشہ ازواج میں رہیں۔ کذا فی تاریخ حبیب الٰہ اس سال دہم میں آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور یہ جانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷) بنی مطلب حالت کفر میں بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حصہ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا۔ حضرت عثمان اور جبیر بن مطعم نے اس باب میں عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح کا ہمیں انکار نہیں اس لئے کہ خدائے تعالےٰ نے آپ کو اُن میں پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک سی قرابت رکھتے ہیں ان کی ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہیں۔ ترجیح کی یہ وجہ ہے ۱۲ منہ

دعوت اسلام کے لیئے اور نیز اسلیئے تھا کہ ان سے کچھ مدد لیں (کیونکہ بعد وفات
ابوطالب کے کوئی باوجاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہاں کے
سرداروں نے آپ کی کچھ مدد نہ کی بلکہ سفلے لوگوں کو بہکا کر آپ کو بہت
تکلیف پہونچائی آپ وہاں سے ملول ہوکر مکہ کو واپس ہوئے جب آپ بطن نخلہ
میں کہ ایک دن کی راہ پر مکہ سے ہے پہونچے رات کو وہاں رہ گئے۔ آپ
قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہے
موصل میں وہاں پہونچے اور کلام اللہ سن کر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے
وہ ظاہر ہوئے انہیں اسلام کی طرف دعوت کی وہ سب بے توقف مسلمان
ہوگئے اور انہوں نے اپنی قوم کو جاکر اسلام کی طرف دعوت دی سورہ احقاف
آیہ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے پھر
آپ مکہ تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے اور
آپ عکاظ و مجنہ وذی المجاز میں کہ اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت
کرتے مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یہاں تک کہ سن گیارہ نبوت میں آپ
موسم حج میں اسلام کی طرف دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے
آپ کو ملے آپ نے اُن کو دعوت اسلام کی کی اُنہوں نے یہود مدینہ
سے سُنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے اور وہ انصار سے مغلوب رہتے
تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے ہم اُن کے ساتھ ہوکر تم کو

قتل کریں گے انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے
ہیں جن کا ذکر یہود کرتے ہیں لیکن ایسا نہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے آملیں
اور چھ آدمی اُن میں سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ میں
ہم پھر آدیں گے مدینہ میں جاکر انہوں نے آپ کا ذکر کیا اور ہر گھر میں آپ کا
ذکر ہو نیچا اگلے سال کہ نبوت سے بارہواں سال تھا بارہ آدمی نے آپ
سے آکر ملاقات کی پانچ پہلوں میں کے اور سات اور، اور انہوں نے احکام
اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اس کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے آپ نے
حسب درخواست اُن کی مصعب بن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام
کے مدینہ کو بھیج دیا مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور
اکثر آدمی انصار میں کے مسلمان ہو گئے تھوڑے اُن میں سے باقی رہے
پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرہواں سال تھا ستر آدمی شرفائے انصار میں
سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا کہ
آپ جو مدینہ کو تشریف لے جاویں گے ہم خدمت گاری میں کوتاہی نہ
کریں گے اور جو کوئی دشمن آپ کے مدینہ پر چڑھ آوے گا ہم اس سے
لڑیں گے اور جان نثاری میں قصور نہ کریں گے اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ
ہے عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں ایک گھاٹی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئی تھیں
کذا فی تاریخ حبیب الہ وسیرۃ ابن ہشام

من الروض

وَعِنْدَمَا جَاءَ جِبْرِيلٌ وَقَالَ لَهُ
اِقْرَأْ وَأُنْزِلَتِ الْاٰيَاتُ وَالسُّوَرُ
دَعَى لِدِيْنِ اِلٰهِ الْعَرْشِ فَابْتَدَرَتْ
لَمَّا دَعَى زُمَرٌ مِنْ بَعْدِهَا زُمَرُ
وَقَامَ بَيْنَ قَوْمٍ خَالَفُوْا سَفَهًا
وَكَذَّبُوْا حَسَدًا وَالْحَقَّ هُمْ بَطِرُوْا
فَبَرَّأَ اللّٰهُ مِمَّا قَدْ رَمَوْهُ بِهٖ
وَزَوَّرُوْهُ فَأَقْوَالُ الْعِدٰى هَذَرُ
وِقَايَةُ اللّٰهِ أَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ
مِنَ الدُّرُوْعِ فَمَا الْأَرْمَاحُ وَالْبُتُرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

اور جب جبرئیل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ پڑھئے اور آیات اور سورتیں نازل ہونے لگیں۔ آپ نے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائی سو آپ کی دعوت پر بہت سی جماعتیں دوڑیں اور اُن کے بعد اور جماعتیں دوڑیں۔ اور آپ مستعد ہو گئے کہ ایسی قوم کو ڈرانے لگے جنہوں نے حماقت سے مخالفت کی اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن تہمتوں سے بری کیا جو انہوں نے آپ پر لگائی تھیں اور ان کو اختراع کیا تھا۔ حمایت خداوندی نے زرہوں کے اوپر تلے پہننے کی ضرورت نہ رکھی سو نیزے اور تلواریں کیا چیز ہیں۔

فصل بارہویں[1]

واقعہ معراج شریف میں

(اور اس فصل کو بوجہ مہتم بالشان ہونے کے ملقب بہ تنویر[2] السراج فی لیلۃ المعراج کرتا ہوں)

منجملہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہے جو مکہ میں بقول زہری ۵ھ[3] ہجری نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النودی) جس کے راوی

---

[1] اس فصل کی روایتیں مواہب سے ہیں اور جو دوسری کتاب کی ہیں وہاں ان کے نام کے ساتھ لفظ لذا بڑھا دیا ہے اور اگر اس فصل کو کبھی جداگانہ شائع کیا جاوے تو یہ حاشیہ اُس لفظ فصل پر لکھا جاوے جو اسکی تمہید میں مذکور ہے جیسا حاشیہ آئندہ میں معلوم ہوگا ۱۲ منہ

[2] اس تلقیب مستقل میں یہ مصلحت بھی سوچی گئی کہ اگر اس کو جداگانہ چھاپنا چاہے تو نام نہ سوچنا پڑے البتہ اس صورت میں اسکے اول میں بطور تمہید کے یہ عبارت بڑھا دینا مستحسن ہوگا۔ بعد حمد و صلوٰۃ یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعہ معراج شریف میں جس کا لقب خود مولف نے تنویر السراج فی لیلۃ المعراج رکھا تھا جس کو مستقلاً شائع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق منجملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲ منہ

[3] کہ بارہواں سنہ تھا اسلئے یہ فصل ترتیب میں فصل سابق کے مضمون سے موخر کی گئی ۱۲ منہ

اتنے صحابی ہیں۔ حضرت[1] عمرؓ۔ حضرت[2] علیؓ۔ حضرت[3] ابن مسعودؓ۔ حضرت[4] ابن عباسؓ
حضرت[5] ابن عمرؓ۔ حضرت[6] ابن عمروؓ۔ حضرت[7] ابی بن کعبؓ۔ حضرت[8] ابوہریرہؓ
حضرت[9] انسؓ۔ حضرت[10] جابرؓ۔ حضرت[11] بریدہؓ۔ حضرت[12] سمرہ بن جندبؓ۔ حضرت[13]
حذیفہ بن الیمانؓ۔ حضرت[14] شداد بن اوسؓ۔ حضرت[15] صہیبؓ۔ حضرت[16] مالک
بن صعصعۃؓ۔ حضرت[17] ابی امامہؓ۔ حضرت[18] ابوایوبؓ۔ حضرت[19] ابوحبہؓ۔ حضرت[20]
ابوذرؓ۔ حضرت[21] ابوسعید خدریؓ۔ حضرت[22] ابوسفیان بن حربؓ مردوں میں سے
اور حضرت[23] عائشہؓ۔ حضرت[24] اسماء بنت ابی بکرؓ۔ حضرت[25] ام ہانی۔ حضرت[26]
ام سلمہؓ عورتوں میں سے اور ان کے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا
ہوں۔

واقعہ اول۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا تھا۔
(رواہ البخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ شعب ابی طالب میں
تھے (رواہ الواقدی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ام ہانی کے گھر تھے
(رواہ الطبرانی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنے گھر میں تھے اور
چھت کھولی گئی (رواہ البخاری)۔ ف جمع ان روایات میں یہ ہے کہ ام ہانی
کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا
گھر فرما دیا وہاں سے آپ کو مسجد میں حطیم میں لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی
تھا کہ وہاں پہونچ کر بھی لیٹ گئے۔ ف اور چھت کھولنے میں حکمت یہ تھی

کہ آپ کو ابتدائے امر ہی سے معلوم ہو جائے کہ میرے ساتھ کوئی معا[ملہ]
خارق عادت ہونے والا ہے۔

واقعہ دوم ۔ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت [میں ہے]
کہ آپ مسجد حرام میں سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلا[م]
آئے اور ایک روایت میں ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ [کون]
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (ان حاضرین) میں سے کون سے ہیں دوسرا بولا [وہ]
سب سے اچھے ہیں تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اُسی کو لے [لو]
شب کو پھر وہی تینوں آئے اور کچھ بولے نہیں اور آپ کو اُٹھا لے گ[ئے]
(رواہ البخاری) **ف** یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتدا[ء]
تھی اور اسی کو سونا کہہ دیا پھر آپ جاگ اُٹھے اور تمام واقعہ میں بیدار[ی]
اور بعض روایت میں جو معراج کے اخیر میں آیا ہے کہ پھر میں جاگ [اُٹھا]
مراد یہ ہے کہ اُس حالت سے افاقہ ہو گیا اور بعض نے اس زیادت [کو]
غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ ان حاضرین میں سے کون سے [ہیں]
وجہ اُس کی یہ ہے کہ قریش خانہ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے
(رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی میں ہے کہ اول جبریل و میکائیل آتے
گفتگو کر کے چلے گئے پھر تین آئے اور مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ میں[نے]
ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے کہ ان تینوں میں ایک شخص ہیں جو دو [شخصوں کے بیچ میں ہیں]

کے بیچ میں ہیں اور مواہب میں ہے کہ مراد ان دو شخصوں سے حضرت حمزہ و حضرت جعفر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان سو رہے تھے۔

واقعہ سوم۔ اول آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا جس میں ایمان اور حکمت تھا وہ قلب میں بھر دیا گیا اور اُس کے اصلی مقام پر اُس کو رکھ کر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم عن روایتین عن ابی ذر و مالک بن صعصعۃ) ف ملائکہ کا زمزم شریف سے آپ کے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علماء کے نزدیک اس کی دلیل ہے کہ آب زمزم اس سے افضل ہے (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود اُس کے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہے اول یہ کہ تحریم ذہب مدینہ میں ہوئی تو اُس وقت تحریم نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت میں استعمال سونے کا جائز ہوگا تیسرے یہ کہ آپ نے استعمال نہیں کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلف نہیں ہیں (عن ابی جمرۃ) اور ایمان و حکمت کا طشت میں ہونا اسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت میں ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جواہر

تبس واستعمال قلب اور دماغ میں قوت اور فرحت بڑھاتا ہے چونکہ
سبب تھا حکمت و ایمان کا اسلیئے اُس کا یہی نام رکھ دیا گیا (کذا قالہ النو
واقعہ چہارم پھر آپ کے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا
براق کہلاتا ہے جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جوا
قدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم
اُس پر زین ولگام لگا ہوا تھا۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی
لگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عن
کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ بس وہ عرق عرق ہو گیا (رواہ الترمذی
اور آپ اس پر سوار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑ
اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی (من شرف المصطفیٰ بروایۃ ابی سع
ف یہ شوخی براق کی غضبانہ تھی بلکہ طرباً تھی پھر آپ کے مرتبہ کی تجد
استحضار وتنبیہ سے خجل ہو کر ساکن ہو گیا جیسا ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وس
پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے اور اُس کو حرکت ہوئی اور آپ کے اس ارشا
سے ساکن ہو گیا کہ اثبت فانما علیک نبی وصدیق و شہیدان
اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا
پر پہنچے (رواہ البخاری) اور بعض میں آیا ہے کہ آپ کو جبرئیل علیہ السلام
براق پر اپنے پیچھے سوار کیا (رواہ بن حبان فی صحیحہ والحارث فی مسن

سوار کو روایت بالا سے تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اوّل اوّل جبریل علیہ السلام خود بھی اس مصلحت سے سوار ہو لئے ہوں کہ آپ کو طبعًا خوف معلوم نہو پھر اُتر کر رکاب تھام لی ہو اور دونوں حالتوں میں گاہ گاہ ضرورت کے موقع پر آپ کو تھامنے کے لیئے ہاتھ پکڑ لیتے ہوں۔

واقعہ پنجم۔ جب آپ منزل مقصود کو روانہ ہوئے آپ کا گذر ایک ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اُتر کر یہاں نماز (نفل) پڑھیئے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یثرب (مدینہ) میں نماز پڑھی پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا جبریل علیہ السلام نے کہا اتر کر نماز پڑھیئے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم پر گذر ہوا وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے (رواہ البزار والطبرانی وصححہ البیہقی فی الدلائل) اور ایک روایت میں بجائے مدین کے طور سینا ہے کہ آپ نے نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے (کذا رواہ النسائی)

واقعہ ششم۔ جس میں عجائب واقعات برزخ کے ملاحظہ فرمائے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا گذر ایک عجوز پر ہوا جو سر راہ کھڑی تھی آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جبریل یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ چلیئے چلیئے آپ

چلتے رہے ایک بڑھیا راستہ سے بچا ہوا ملا کہ آپکو بلاتا ہے کہ اے محمدؐ ادھر آئیے جبرئیل علیہ السلام نے کہا چلئے چلئے اور آپکا ایک جماعت پر گذر ہوا کہ انہوں نے آپکو ان الفاظ سلام کیا السلام علیک یا اوّل السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ انکو جواب دیجئے اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپنے دیکھی وہ دنیا تھی سو دنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے اور جس نے آپ کو پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا کے پکارنے کا جواب دے دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے (رواہ البیہقی فی الدلائل وقال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی الفاظ نکارۃ غرابۃ) اور طبرانی اور بزار کی حدیث میں روایت ابوہریرہؓ یہ ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بو بھی لیتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں اور جب کاٹتے ہیں کھیتی وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کاٹنے کے قبل تھا۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں

اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سر گرانی کرتے ہیں۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اُس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت میں سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہاں تک کہ صبح ہو جاوے اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اُس کے پاس رہے یہاں تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع

کر رکھا ہے کہ وہ اُس کو اُٹھا نہیں سکتا اور وہ اُس میں اور لا لا کر رکھ
ہے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت
میں ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت
ہیں جن کے ادا پر قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لیتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ
ایسی قوم پر گذرے ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے
جا رہے ہیں اور جب وہ کٹ چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں
اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا
کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا
جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا
چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے پھر
نادم ہو مگر اُس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور
وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی آپ
نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہ کہتی
ہے کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے کیونکہ میرے بالاخانے
اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی
سونا اور گلاس اور کشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی

اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہونچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز
(یعنی سکان جنت) مجھ کو دیجیے (کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مؤمن اور مؤمنہ
اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لادے اور میرے ساتھ شرک نہ
کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اور جو مجھ سے ڈرے گا وہ
مامون رہیگا اور جو مجھ سے مانگے گا میں اس کو دونگا اور جو مجھ کو قرض دیگا
میں اُس کو جزا دونگا اور جو مجھ پر توکل کریگا میں اُس کو کفایت کرونگا میں اللہ
ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بیشک مؤمنوں
کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے بابرکت ہے
جنت نے کہا کہ میں راضی ہوگئی۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور ایک خشمناک
آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے
(یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما کیونکہ میری زنجیریں اور طوق
اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہونچ گئے اور میرا
قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہوگئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے
تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب
پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہوگئی۔ اور ابوسعید کی روایت

ہیں بیہقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجیئے میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں میں نے اُس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا میں نے اُس کو بھی جواب نہیں دیا اور اُس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوتے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرائش ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجیے میں آپ سے کچھ دریافت کروں گی میں نے اُس کی طرف التفات نہیں کیا۔ اور اُسی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمّت، نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اُس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمّت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر[۱] آچکا ہے) اور (ظاہرا یہ واقعات قبل[۲]

---

[۱] یعنی سرخی واقعہ ششم کے شروع پر ۱۲ منہ [۲] چنانچہ دلائل بیہقی والی حدیث کے شروع میں یہ الفاظ وارد ہیں فقال لہا جبرئیل مہ یا براق فواللہ ما رکبک مثلہ فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہو بعجوزۃ الخ جس سے تبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی ان کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ

عروج الی السموات دیکھے گئے اور بعضے واقعات ہیں بعد عروج[1] دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ اُسی حدیث بالا میں ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں اور اُسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں جب اُن میں سے کوئی اُٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ ان کے لب اونٹ کے سے ہیں وہ چنگاریاں نگلتی ہیں اور وہ اُن کے اسفل سے نکل رہی ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپ کا گذر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں۔ اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور اُن ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چیں تھے **ف** عالم برزخ باعتبار مکان کے

---

[1] مقتضا ترتیب کا یہ تھا کہ بعد ذکر عروج کے ہوتا مگر واقعات کے تناسب سے یہ اقتران مستحسن معلوم ہوا ۱۲ منہ

خواہ کہیں ہو مگر انکشاف اُس کا مشروط نہیں صاحب کشف کے اُس مکان میں ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال اُن صورتوں کے نظر آئے ہوں جو آدم علیہ السلام کے یسار میں تھیں جن کا ذکر واقعہ دہم میں آویگا لیکن اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہیں کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپ کا گذر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گذر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں کہا گیا کہ موسیٰ اور اُن کی قوم ہیں لیکن اپنا سر اوپر اُٹھایئے اور دیکھئے سو دیکھتا کیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی اُمّت ہے اور ان کے علاوہ آپ کی اُمت میں سے ستر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہوں گے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (کذا رواہ الترمذی)

واقعہ ہفتم جب آپ بیت المقدس پہنچے حضرت انسؓ سے مسلم کی روایت ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے براق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السلام (اپنے مراکب کو) باندھتے تھے۔ اور بزاز

نے بریدہ سے روایت کیا کہ جبریل علیہ السلام نے پتھر میں جو کہ بیت المقدس میں ہے انگلی سے سوراخ کر کے اُس سے براق کو باندھ دیا فـ دونوں روایتیں اس طرح جمع ہوسکتی ہیں کہ وہ حلقہ تو فی بم الزماں سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہوگیا ہو جبریل علیہ السلام نے اُنگلی سے کھول دیا ہو اور دونوں حضرات باندھنے میں شریک ہوں اور اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی کہ وہ تو مسخر کر کے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس عالم میں آنے سے اُس میں کچھ آثار یہاں کے پیدا ہوگئے ہوں اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہ ہو تاہم اس کی شوخی وغیرہ سے آپ کے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتوں کا احاطہ کون کرسکتا ہے۔

واقعہ ہشتم تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ بیت المقدس میں پہونچے اور اُس مقام پر پہونچے جس کا نام باب محمدؐ ہے تو براق کو باندھ کر دونوں صاحب فناء مسجد میں پہونچے تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمدؐ کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حورعین دکھلاوے آپ نے فرمایا ہاں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتوں کے پاس جائیے اور ان کو سلام کیجئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا تم کس کے لئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم نیک ہیں حسین ہیں اور ایسے مردوں کی بیبیاں

ہیں جو پاک ہیں صاف ہیں اور میلے نہ ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی جنت سے جدا نہ ہوں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مریں گے۔ سو وہاں سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امامت کرے سو میرا ہاتھ جبریل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں فارغ ہوا جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے کہا کہ نہیں انہوں نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور بیہقی نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اور جبریل بیت المقدس کی مسجد میں داخل ہوئے اور دونوں نے دو دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ابن مسعود کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میں مسجد میں گیا تو انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہیں کوئی رکوع میں ہیں کوئی سجدہ میں پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف درست کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں سو جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعودؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے کہ نماز کا وقت آ گیا اور میں اُن کا امام بنا اور ابن عباس سے یہ ہے کہ

جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہونچے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیاء آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور بیہقی میں ابوسعید سے اس طرح روایت ہے کہ آپ نے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اُس جماعت کے آپ امام ہوئے) جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں اُنہوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے) بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر تہنیت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالے کے خلیفہ) پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن سبھوں نے اپنے رب پر ثنا کی سوا ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالے کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھ کو آتش (نمرودی) سے نجات دی اور اس کو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد

---

۵ کیونکہ جب آپ امام الانبیاء ہیں اور انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں تو امام الملائکہ بدرجہ اولےٰ ہونگے ۱۲ منہ

اللہ تعالے کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھ کو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اُسی کے موافق عمل کرتے ہیں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالے کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کو بھی (تسبیح کے لئے مسخر فرمایا) اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہیں۔ اللہ تعالے کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیزیں میں چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عمارات عالیشان اور مجسم تصاویر (کہ اس وقت درست تھیں) اور مجھ کو پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لئے شیاطین اور انسان اور جن اور طیر کے لشکروں کو مسخر کیا اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایاں نہ ہو گی اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اُس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہو گا۔ پھر حضرت عیسی علیہ السلام

نے اپنے رب پر نثار کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ ان کو مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ تو (ذی روح) ہو جا اور وہ (ذی روح) ہو گیا اور مجھ کو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں بحکم خدا مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھ کو پاک کیا اور مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تم نے سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر دینی ضروری امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً) اور میری اُمّت کو بہترین اُمت بنایا کہ لوگوں کے نفع (دین) کے لئے پیدا کی گئی ہے اور میری اُمّت کو اُمت عادلہ بنایا اور میری اُمت کو ایسا بنایا کہ وہ اوّل بھی ہیں (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی زمانہ میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے

ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے پھر آپ کے عروج الی السمٰوات کا ذکر کیا اور ایک روایت میں آپ نے بالخصوص تین پیغمبروں کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا اور ہر ایک کا حلیہ بیان فرمایا اور اُس میں یہ بھی ہے کہ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا اے محمد یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہیں اُن کو سلام کیجئے میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے ہی پہلے مجھ کو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباسؓ نے آپ سے روایت کیا ہے کہ لیلۃ الاسراء میں دجال کو بھی دیکھا اور خازن نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہرا اس اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا یعنی اُس کی صورت مثالیہ کو کیونکہ وہاں اُس کا نہ ہونا ظاہر ہے۔

واقعہ نہم - اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے جبریل علیہ السلام آپ کے سامنے ایک ظرف شراب کا اور ایک دودھ کا لائے آپ فرماتے ہیں میں نے دودھ کو اختیار کیا جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت (یعنی طریق دین) کو اختیار فرمایا پھر آسمان

کی طرف عروج کیا کذا رواہ مسلم، اور احمد کی حدیث میں بروایت ابن عباسؓ ایک طرف دودھ کا ایک شہد کا آیا۔ اور بزاز کی روایت میں تین ظرف آئے ہیں دودھ اور شراب اور پانی اور شداد بن اوس کی حدیث میں آپکا ارشاد ہے کہ بعد نماز کے مجھ کو پیاس لگی اُس وقت یہ برتن حاضر کئے گئے اور جبکہ میں نے دودھ کو اختیار کیا تو ایک بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ تمہارے دوست نے فطرت کو اختیار کیا۔

متعلق واقعہ ہشتم و نہم ۱۲ ف براق کے باندھنے کے بعد جو واقعات مذکور ہیں اُن میں ترتیب اس طرح مفہوم ہوتی ہے۔

۱۔ فنا مسجد میں پہونچکر حوروں سے ملنا بات کرنا۔

۲۔ آپ کا اور جبرئیل علیہ السلام کا دو رکعت پڑھنا غالبًا یہ تحیۃ المسجد ہے اس وقت غالبًا بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام پہلے سے جمع تھے جن کو آپ نے مختلف حالتوں میں دیکھا کسی کو راکع کسی کو ساجد غالبًا یہ سب تحیۃ المسجد پڑھتے تھے اور ان میں سے بعض کو پہچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی حضرات تمامھم اپنی نمازوں سے فارغ ہو کر اسی تحیۃ المسجد میں بھی آپ کے مقتدی ہو گئے ہوں گے۔

۳۔ پھر بقیہ انبیاء علیہم السلام کا جمع ہو جانا۔

۴۔ پھر اذان و تکبیر ہونا اور جماعت ہونا جس میں آپ امام تھے اور

تمام انبیاء علیہم السلام اور بعض ملائکہ آپ کے مقتدی تھے ان میں سے بعض کو آپ نہ پہچانتے تھے اس واسطے جبرئیل علیہ السلام نے تبلایا کہ ... انبیاء مبعوثین نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اُس کی تحقیق کہ یہ نماز کونسی تھی واقعہ بست وسوم کے ذیل میں آوے گی اور اذان و اقامت تو ایسی ہی ہو تو عام حکم اُس کا مدینہ میں پہونچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو۔

۵- پھر ملائکہ سے تعارف ہونا شاید خازن نار سے ملاقات بھی اسی ضمن میں ہوئی ہو جس میں انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اور نام سنکر فرشتوں کا پوچھنا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا دلیل اس کی ہے کہ ان فرشتوں کو آپ کے متعلق یہ علم تھا کہ آپ کے لئے ایسا ہونے والا ہے آگے اس میں دو احتمال ہیں یا تو ہنوز اعطاء نبوت ہی کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے مشاغل مختلف ہیں دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہیں ہوتا اور یا نبوت کا علم پہلے سے ہو اور مقصود پوچھنے سے یہ کہ معراج کے لئے اُن کے پاس حکم پہونچ چکا اور اسی طرح آگے جو سموات میں سوال ہوا ہے وہاں بھی یہی تقریر ہے۔

۶- پھر حضرات انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا۔

۷- پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا۔

۸۔ پھر پیالوں کا پیش ہونا جن کی روایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دودھ اور شہد اور خمر اور پانی کسی نے دو کے ذکر پہ اکتفا کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ کہ تین ہوں ایک پیالے میں پانی ہو کہ شیرینی میں شہد جیسا ہو کبھی اُس کو شہد کہہ دیا ہو کبھی پانی اور ہر چند کہ شراب اس وقت حرام نہ تھی کیونکہ یہ مدینہ میں حرام ہوئی ہے مگر سامان نشاط ضرور ہے اسلئے مشابہ دنیا کے ہے شہد بھی اکثر تلذذ کے لئے پیا جاتا ہے غذا کے لئے نہیں تو یہ بھی امر زائد اشارہ لذات دنیا کی طرف ہوا اور پانی بھی معین غذا ہے غذا نہیں جس طرح دنیا معین دین ہے مقصود نہیں اور دین خود غذائے روحانی مقصود ہے جیسا دودھ غذائے جسمانی مقصود ہے اور گو غذائیں اور بھی ہیں مگر دودھ کو اوروں پہ ترجیح ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونوں کا کام دیتا ہے۔ اور ایسے ہی ظروف کا بعد سدرۃ المنتہیٰ کے پیش ہونا آیا ہے جیسا آگے آوے گا تو یہ پیشی مکرر ہوئی ہے کما صرح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیرؒ شاید اس میں مصلحت تقویت و تنبیہ و تاکید تحذیر ہو۔

۹۔ پھر آسمان کا سفر۔ اور اس تقریر سے جس طرح ترتیب واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اشکالات از قبیل تعارض بھی رفع ہوگئے اور روایات جمع ہوگئیں ولعل عند غیری احسن من ہذا اور شاید یہاں پر انبیاء اور ملائکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو واللہ اعلم۔

واقعہ دہم۔ اس کے بعد آپ کا آسمانوں پر صعود ہوا بعض روایات
سے معلوم ہوتا ہے کہ براق پر تشریف لے گئے بخاری میں آپ کا ارشاد
ہے کہ بعد قلب دھونے اور اُس میں ایمان و حکمت بھرنے کے مجھکو براق
پر سوار کیا گیا جس کا ایک قدم اُس منتہائے نگاہ پر پڑتا ہے اور مجھ کو جبریل
لے چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہونچے اس سے ظاہراً یہی معلوم
ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی براق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے گو درمیان
میں بیت المقدس میں بھی اُترے اور بیہقی میں ابوسعید کی روایت سے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھر یعنی بعد فراغ اعمال بیت المقدس
کے میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جس پر بنی آدم کی ارواح (بعد موت
کے) چڑھتی ہیں سو اس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہیں
گذرا تم نے (بعض) میت کو آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے
دیکھا ہوگا۔ سو وہ اس زینہ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور شرف مصطفےٰ میں
ہے کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اُس کے داہنے بائیں ملائکہ
اوپر تلے گھیرے ہوئے تھے۔ اور کعب کی روایت میں ہے آپ کے لئے
ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک سونے کا یہاں تک کہ آپ اور جبریل
اُس پر چڑھے اور ابن اسحٰق کی روایت میں آپ کا ارشاد ہے کہ جب میں
بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیق راہ

(جبریل) نے مجھ کو اُس پر چڑھایا یہاں تک کہ دروازہ آسمان تک پہونچا
ف براق اور زینہ کی روایات میں اس طرح جمع ممکن ہے کہ کچھ ایک پر
سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جس طرح مکرم مہمان کے روبرو کئی سواریاں حاضر
کی جاتی ہیں اُس کو اختیار ہوتا ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر
قطع کرے۔ اور براق ہر چند کہ نہایت تیز رفتار ہے مگر اس کی سرعت اور
بطور راکب کے قبضہ میں ہوگا۔ کیونکہ براق پر سوار ہونے کے بعد مختلف مواقع
ومقامات پر نزول اور مختلف مناظر پر مفصل اطلاع و مرور ظاہر اعتدال
فی السیر کا قرینہ ہے۔

واقعہ یازدہم ۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ اول آسمان دنیا
تک پہونچے جبریل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا (ملائکہ بوابین کی
طرف سے) پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ
کون ہیں انہوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کہ کیا انکے
پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پہ بلانے کے لئے) بھیجا گیا
جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث میں ابو سعید رض
سے روایت ہے کہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچے
اس کا نام باب الحفظہ ہے اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے اُس کا نام اسماعیل
ہے اس کی ماتحتی میں بارہ ہزار فرشتے ہیں اور شریک کی روایت میں حدیث

بخاری میں یہ بھی ہے کہ اہل سموات کو خبر نہیں ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالیٰ ا
کیا کرنے کا ارادہ ہے جب تک کہ ان کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے
اھ جیسے یہاں جبریل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتوں کے
اس پوچھنے کی وجہ معلوم ہوگئی کہ کیا ان کے پاس پیام الہٰی پہونچا ہے
اور اس پوچھنے میں جو دو احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اس کی واقعہ ہشتم
نمبرہ میں مذکور ہوئی ہے اور وہاں خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی لکھی گئی ہے
اس دلیل نقلی سے اس توجیہ عقلی کی تائید ہوگئی۔ بخاری کی روایت میں
ہے کہ فرشتوں نے یہ سن کر کہا مرحبا آپ کا بہت اچھا آنا ہوا آئے اور دروازہ
کھول دیا گیا آپ فرماتے ہیں کہ میں وہاں پہونچا تو حضرت آدم علیہ السلام
موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام
کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا
فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان دنیا میں
ایک شخص کو بیٹھا دیکھا جن کے داہنی طرف کچھ صورتیں نظر آتی ہیں اور
کچھ صورتیں بائیں طرف ہیں جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہیں ہنستے ہیں
اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں روتے ہیں میں نے جبریل علیہ السلام سے
پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا آدم علیہ السلام ہیں اور یہ صورتیں داہنی
اور بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں سو داہنی طرف والے جنتی ہیں اور

بائیں طرف والے دوزخی ہیں اس لئے داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور
بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) اور بزار کی حدیث
میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ان کی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ
اُس میں سے خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائیں طرف ایک دروازہ ہے کہ
اُس میں سے بدبودار ہوا آتی ہے جب داہنی طرف دیکھتے ہیں خوش
ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں مغموم ہوتے ہیں اور شریک
کی روایت بالا میں یہ بھی ہے کہ آپ نے سمارِ دنیا میں نیل اور فرات کو دیکھا
اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اسی اسمارِ دنیا میں ایک اور نہر بھی دیکھی
کہ اُس پر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہیں اور وہ کوثر ہے ف حضرت
آدم علیہ السلام جمیع انبیار ہیں اس کے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے
ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سموات
میں جو انبیار علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اسکی حقیقت
یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر
اُن کی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی
کہتے ہیں روح کا تعلق ہوگیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں
روح کاسب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں
بلکہ محض بقدرت ومشیت حق اور ظاہراً یہ جسم مثالی جو دونوں جگہ نظر آیا الگ

الگ شکل رکھتا تھا اسی لیئے باوجود لقا بیت المقدس کے آسمان پر نہ
پہچانا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پہ مع الجسد ہیں ان کو
دیکھنا مع الجسد ہوسکتا ہے لیکن اُن کو جو بیت المقدس میں دیکھا جیسا
ہشتم میں مذکور ہے وہ مع الجسد نہیں تھا بلکہ بالمثال ہے کہ تعلق روح
جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے
اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان
آ گئے ہوں یا دونوں جگہ مع الجسد ہوں کہ اوّل آسمان سے بیت المقد
آئے ہوں پھر یہاں سے پہونچ گئے ہوں مگر خلاف ظاہر ہے واللہ
اور آدم علیہ السلام کے داہنے بائیں جو صورتیں نظر آئیں وہ بھی ارواح
صورتیں مثالیہ تھیں اور بزار کی روایت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا
کہ یہ ارواح اس وقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھیں بلکہ اپنے اپنے ٹھکا
پر تھیں اور اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ
اُس دروازہ سے اُن صورتوں کا عکس اس مقام پہ پڑتا ہوگا یا وہ ہوا جو
تھی آخر وہ بھی جسم ہے اُس میں خاصیت انطباع وانعکاس کی ہو
جیسے ہوا شعاعوں سے منکیف ہو کر قابل رویت کے ہو جاتی ہے۔
اُس روایت میں دروازہ کا ہونا آیا ہے یہ ظاہر قرینہ ہے اس کا وہ در
واسطہ تھا یہاں تک اُن صورتوں کے اثر پہونچنے کا واللہ اعلم پس آ

یہ اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہیں جا سکتیں پھر آسمان دنیا پر یہ روحیں کافروں کی جو بائیں طرف تھیں کیسے پائی گئیں اور نیل و فرات کا دوسری روایات میں ساتویں آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ سے دیکھنا ثابت ہوتا ہے سو اس سوال کا جواب ہے کہ یہ نہریں تو دنیا میں ہیں وہاں ہونے کے کیا معنی آگے سدرۃ المنتہی کے ذکر کے موقع پر دیا جاوے گا یہاں صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ سمجھ لی جاوے وہ یہ ہے کہ اصل سرچشمہ ان کا سدرۃ المنتہی کی جڑ ہو اور پھر نکلکر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور پھر وہاں سے زمین میں آتا ہو جیسا آگے مذکور ہوگا اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال دفع کر لیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت میں ہونا منصوص ہے یعنی اصل وہاں ہو اور یہاں اُس کی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اُس کی میدان قیامت میں ہو گی۔

واقعہ دوازدہم۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریل آگے لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سُن کر کہا مرحبا آپ بہت

اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہونچا تو حضرت
یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہیں اور وہ دونوں باہم خلیرے ہیں۔ جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ یحییٰ و عیسےٰ ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا ان
دونوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو۔ ف حضرت
یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں تو حضرت یحییٰ
علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہیں چونکہ نانی بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اس
عیسےٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسےٰ علیہ السلام کی والدہ کے قرار دیا گیا ان
اور واقع میں عیسےٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتیں تو یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام
خلیرے ہوتے اس لئے مجازاً اُن کو خلیرا فرما دیا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت
عیسےٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد میں ہیں اگرچہ بیٹے
نہیں مگر نواسے ہیں اور ان دونوں نے بھائی اس لئے کہا کہ یہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے نہیں ہیں۔

واقعہ سیزدہم۔ بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبرئیل علیہ السلام تیسرے
آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا
جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انہوں نے کہا محمد (صلی
علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ
نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سن کر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آتے اور

ول دیا گیا جب میں وہاں پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود
یں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام
یا اُنھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت
میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتا کیا ہوں کہ یوسف
علیہ السلام کو حسن کا ایک (بڑا) حصہ عطا کیا گیا ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم)
اور بیہقی کی حدیث میں بروایت ابو سعید اور طبرانی کی حدیث میں بروایت
ابو ہریرہ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے کہ ایک ایسے شخص کو دیکھا
جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہے اور لوگوں پر حسن میں ایسی فضیلت رکھتا
ہے جیسے چودھویں شب کا چاند باقی کواکب پر ف اس میں دو احتمال ہیں
ایک یہ کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہوں اور
قرینہ اس کا ایک حدیث ہے جس کو ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت
کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا کہ خوبصورت اور
خوش آواز نہ ہو اور تمہارے نبی اُن سب سے زیادہ حسین اور سب میں
زیادہ خوش آواز تھے دوسرے احتمال یہ ہے کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر باقی
رہے اور فضل جزئی فضل کلی میں قادح نہیں یا یوں کہا جاوے کہ حسن
کے انواع مختلف ہیں ایک نوع میں حضرت یوسف علیہ السلام احسن ہوں
اور ایک نوع میں ہمارے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم احسن ہوں اور خود

ان دونوں نوعوں میں یوں تفاضل ہو کہ نوع یوسفی ظاہر او بداہتہ اظہر
اور واقف عنہ حد ہو اور نوع محمدی معنیً و امعاناً الطف و ادق اور لاتقف
الی حد ہو اول نوع کا لقب حسن صباحت مناسب ہے اور دوسری نوع
کا نام حسن ملاحت گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہے ؎

یزیدک وجہہ حسنا اذا ما زدتہ نظرا

واللہ اعلم بحقائق الامور والمحل محل ادب

واقعہ چہاردہم۔ بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریل علیہ السلام آگے
لے کر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا
گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انہوں نے
کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا
جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سن کر کہا مرحبا آپ بہت اچھا
آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہونچا تو حضرت ادریس
علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس ہیں ان کو سلام کیجئے
میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح
کو ف باوجودیکہ ادریس علیہ السلام آپ کے اجداد میں ہیں پھر ان کا برادر کہنا
اخوت نبوۃ کی بنا پر ہے اور ابن پر اس کو ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہے۔
برابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے بیٹے کو بھائی کے لقب سے

بکار نے لگتے ہیں اور ابن المنیر نے کہا ہے کہ ایک طریق شاذ میں مرحبا بالا
ن الصالح بھی آیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت الیاس
علیہ السلام کا لقب ہے اور یہی ملے ہیں اور یہ اجداد نبویہ میں سے نہیں
واللہ اعلم

واقعہ پانزدہم۔ بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریلؑ آگے لے کر چڑھے
یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون
ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الہی بھیجا گیا کہا ہاں وہاں سے
کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہونچا تو ہارون علیہ السلام
موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارونؑ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے
سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو۔

واقعہ شانزدہم۔ بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریلؑ آگے لیکر چڑھے
یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے
جبریل ہوں پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الہی بھیجا گیا کہا ہاں کہا گیا مرحبا
آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہونچا تو موسیٰ علیہ السلام
موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے

سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح
پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا آپ کے رونے
کیا سبب ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اس لیئے روتا ہوں کہ ایک نوجوان
پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے جن کی امت کے جنت میں داخل ہونے
والے میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے بہت زیادہ
ہوں گے (تو مجھ کو اپنی امت پر حسرت ہے کہ انہوں نے میرا اس طرح
اتباع نہ کیا جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کی اطاعت
کرے گی اور اسلئے میری امت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے
تو ان کے حال پر رونا آتا ہے) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نوجوان
فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ آپ کے اتباع تھوڑی ہی مدت میں کہ اس
وقت تک آپ سن شیخوخت تک بھی نہ پہنچیں گے اتنی کثرت سے ہو جائینگے
کہ اوروں کے سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہیں ہوئے و نیز آپ کی کل
عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی تھی (کذا فی قصص الانبیاء)

واقعہ ہفدہم۔ بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریل آگے لیکر ساتویں
آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہے
پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا
گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہاں کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھے

آتا آتے جب میں وہاں پہونچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے جد امجد ابراہیم ہیں اُن کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں کہ جن کی باری پھر نہیں آتی (یعنی اگلے روز اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہیں کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم، اور دلائل بیہقی میں ابوسعید سے روایت ہے کہ جب مجھ کو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں بہت حسین ہیں اور اُن کے ساتھ اُن کی قوم کے کچھ لوگ ہیں اور میری اُمت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جن پر سفید کپڑے ہیں اور ایک وہ جن پر میلے کپڑے ہیں میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوئے اور دوسرے روک دیئے گئے سو میں نے اور میرے ساتھ والوں نے وہاں نماز پڑھی ف بعض روایات میں ترتیب منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر اصح یہی ہے جو مذکور ہوا واللہ اعلم اور بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آوے گا۔

واقعہ ہژدہم۔ بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف

بلند کیا گیا سو اُس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے
مٹکے اور اُس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبریل علیہ السلام
نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے اور وہاں چار نہریں ہیں دو اندر کو جا رہی ہیں اور
دو باہر کو آ رہی ہیں میں نے پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ
یہ جو اندر کو جاتی ہیں یہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر جو آ رہی ہیں یہ نیل
اور فرات ہے ۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا تیسرا
شہد کا لایا گیا میں نے دودھ کو اختیار کیا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت
(یعنی دین) ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت قائم رہے گی اور بخاری کی
ایک روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ میں یہ چار نہریں ہیں اور مسلم
میں یہ ہے کہ اُس کی جڑ سے یہ چار نہریں نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے
حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد
مجھ کو ساتویں آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے یہاں تک کہ آپ ایک
نہر پر پہونچے جس پر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے ۔
اور اُس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے
جو آپ کے رب نے آپ کو دی ہے اُس کے اندر برتن سونے اور چاندی
کے پڑے ہیں اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگریزوں پر چلتی ہے اس کا
پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے میں نے ایک برتن لے کر اس میں سے

کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اور بیہقی کی حدیث میں ابو سعید کی روایت سے ہے کہ وہاں ایک چشمہ تھا جس کا نام سلسبیل تھا اور اس سے دو نہریں نکلتی تھیں ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو سدرۃ المنتہی تک پہونچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان میں ہے اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ اُس تک پہونچتے ہیں اور وہاں سے اوپر اُٹھا لئے جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ (اوّل) اُسی پر نزول کرتے ہیں اور وہاں سے نیچے (عالم دنیا میں) لائے جاتے ہیں (اور اسی واسطے اس کا نام سدرۃ المنتہی ہے اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کو ایسی رنگتوں نے چھپا لیا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھیں اور مسلم میں ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث میں ہے کہ ٹڈیاں تھیں سونے کی اور ایک حدیث میں ہے کہ اُسکو فرشتوں نے چھپا لیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب خدا کے حکم سے اُس کو ایک عجیب چیز نے چھپا لیا تو اُس کی ہیئت بدل گئی سو کوئی شخص خلائق میں سے اُس کا وصف بیان نہیں کر سکتا اور ایک روایت میں سدرۃ المنتہی کے دیکھنے اور برتنوں کے پیش کئے جانے کے درمیان میں یہ ہے کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا رواہ مسلم) اور ایک روایت میں بعد سدرۃ المنتہی دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر میں جنت میں داخل کیا

گیا تو اُس میں موتیوں کے گنبد ہیں اور مٹی اس کی مشک ہے (کذا فی
المشکوٰۃ عن الشیخین) ف ظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہیٰ کا ساتویں آسمان
پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور چھٹے میں ہونے کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اس
کی جڑ ممکن ہے چھٹے میں ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چار نہریں
چھٹے میں ہوں جیسا کہ روایات میں ہے کہ یہ نہریں اُس کی جڑ سے نکلتی ہیں
اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے گزر کر ساتویں کے اندر کو نفوذ کرتا
ہوا آگے پہونچا تو یہ موقع نفوذ کا اس کے لئے بمنزلہ جڑ کے ہے جو ساتویں
میں ہے تو وہ نہریں اس دوسری جڑ سے نکلیں اور یہ جو اندر کو جاری تھیں
یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں سلسبیل کی شاخیں ہیں
ممکن ہے کہ یہ سلسبیل اور اُس کا وہ موقع جہاں سے کوثر و نہر رحمت کا
اس سے انشعاب ہوا ہے یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ میں ہوں اور
ابن ابی حاتم کی روایت بالا سے ظاہراً کوثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا
ہے سو غالباً خارج وہ حصہ ہے جو سدرہ کی جڑ میں ہے باقی زیادہ حصہ
اس کا جنت کے اندر ہے جیسا اور حدیثوں میں اُس کا جنت کے اندر
ہونا وارد ہے اور نیل و فرات کا آسمان پر ہونا اس طرح ممکن ہے کہ دنیا
میں جو نیل و فرات ہیں ظاہر ہے کہ بارش کا پانی جذب ہو کر پتھر سے جاری
ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا نیل و فرات کا مادہ

ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس طور پر نیل و فرات کی اصل
آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہی کے الوان کی نسبت فراش و جراد کہنا
تشبیہًا ہے ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھے اسکے
معنی یا تو یہ ہیں کہ اولاً معلوم نہ ہوا ہو یا یہ فرمانا تعجبًا ہے کہ اُس کے حسن
کی تعبیر کا طریقہ نہیں معلوم کس طرح بیان کیا جاوے اور مسلم کی روایت سے
جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہی
سے بھی اوپر ہے جیسا اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے
ثم رفع الی البیت المعمور کا اور یہ رفع موخر ہے سدرۃ المنتہی کے دیکھنے سے
جیسے کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے اور خود سدرۃ المنتہی کا مقام ابراہیم علیہ السلام
سے بالاتر ہونا بھی معلوم ہوتا ہے جیسا اس لفظ کا مدلول ہے کہ پھر مجھکو
سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کا
اور یہ موخر ہے ابراہیم علیہ السلام کے ملنے سے جیسا کلمہ ثم سے معلوم
ہوتا ہے پھر اس کے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے
ہوئے تھے جیسا واقعہ ہفدہم میں ہے سو اس کی توجیہ قریب یہ ہے کہ
بنیاد اس کی ساتویں آسمان پر ہو اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے
کمر لگائے ہوں مگر ارتفاع اس کا رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہی
سے بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہی
ہے جو کہ ساتویں آسمان سے بلند ہے نیز ملتبس نہ ہو اور واقعہ ہفدہم میں

جو آپ کا نماز پڑھنا ہمراہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس والوں کے مذکور
ہے اس میں بھی اشکال نہیں کیونکہ نماز نیچے کے درجہ میں ہوگی جیسا
اکثر مساجد میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور طبری نے قتادہ سے روایت
کیا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
بیت معمور ایک مسجد ہے آسمان میں مقابل خانہ کعبہ کے اس طرح پر
کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اس میں ستر ہزار فرشتے
روزانہ داخل ہوتے ہیں اور جب وہ نکل آتے ہیں تو ان کی باری دوبارہ
نہیں آتی اور یہ جنت میں داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ
بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہو اور ممکن ہے کہ بعد میں ہو لیکن اتنا
قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہی کے قریب ہے اور
اس میں دونوں احتمال ہیں کہ جنت کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع
ہو یا نہ ہو اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو یہ جنت قریب سدرۃ المنتہی
کے ہے مگر اس سے ارفع بھی ہے چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدری سے
بعد سدرۃ المنتہی کی سیر کے یہ روایت کیا ہے کہ ثم رفعت الی الجنۃ یعنی
پھر مجھ کو جنت کے طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور میں
یہ بھی ہے کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اس میں اللہ
کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اس میں پتھر اور لوہا بھی ڈال دیا جا

تو اس کو بھی کھا لے پھر وہ بند کر دیا گیا تھا اس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر رہا اور آپ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اُٹھا کر آپ کو دکھلا دیا گیا

واقعہ نوزدہم بخاری میں بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنوں کے پیش کیے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر روز میں فرض کی گئیں اور ایک روایت میں بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے ہے کہ پھر مجھ کو عروج کرایا گیا یہاں تک کہ میں ایک ہموار میدان میں پہونچا جہاں میں نے قلموں کی آواز جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے سنی سو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کیں (کذا فی المشکوۃ عن الشیخین) ف پہلی روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ پھر کا مقتضا ہے جو مدلول ہے کلمہ ثم کا اور دوسری روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا اُس میدان میں پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ سو کا مقتضا ہے جو ترجمہ ہے فاء کا ثابت ہوتا ہے جس سے دونوں میں غور کرنے سے یہ ترتیب سمجھ میں آتی ہے کہ بعد عروج بیت المعمور کے اُس میدان میں پہونچنا ہوا اور اس میدان میں پہونچنے کے بعد نمازیں فرض ہو گئیں واللہ اعلم نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف اقلام کا سدرہ اور بیت المعمور سے ارفع ہونا

معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہیں جو احکام تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو
لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں اور سدرہ کی نسبت واقعہ ہژدہم میں آیا
ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اول وہاں آتے ہیں تو
سدرہ اُس کے تحت میں ہوا اسی طرح بیت المعمور کی اصل ساتویں
آسمان میں ہے اور وہاں فرشتے عبادت میں مشغول ہیں اور سموات
اس عموم میں داخل ہیں یتنزل الامر بینہن تو بیت المعمور بھی اُس کے
تحت میں ہوا۔

واقعہ بستم۔ بزار نے حضرت علیؓ سے معراج کے باب میں ایک
حدیث ذکر کی ہے اور اُس میں جبرئیل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے
یہاں تک کہ حجاب تک پہونچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے
اندر سے نکلا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو
دین حق دے کر مبعوث فرمایا کہ جب سے میں پیدا ہوا ہوں میں نے اس
فرشتہ کو نہیں دیکھا اور حالانکہ میں خلائق میں رتبہ کے اعتبار سے بہت
مقرب ہوں اور دوسری حدیث میں ہے کہ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے
مفارقت اختیار کی اور تمام آوازیں مجھ سے منقطع ہو گئیں (کذا فی شرح النووی
مسلم) اور ابوالحسن ابن غالب نے ابوالربیع بن سبع کی طرف شفاء الصدور
میں حدیث ابن عباسؓ سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور میرے رب کی طرف چلنے میں میرے
ہم سفر رہے یہاں تک کہ ایک مقام تک پہونچے پھر ٹھہر گئے میں نے کہا
اے جبریل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے
انہوں نے کہا کہ اگر میں اس مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں اھ
شیخ سعدیؒ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے ؎

بدو گفت سالار بیت الحرام	کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی	عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند	بماندم کہ نیروی بالم نماند
اگر یک سر موی برتر پرم	فروغ تجلی بسوزد پرم

اور اسی حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ پھر مجھ کو نور میں پیوست کر دیا
گیا اور ستر ہزار حجاب مجھ کو طے کرائے گئے کہ ان میں ایک حجاب دوسرے
حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھ سے تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ
منقطع ہو گئی اس وقت مجھ کو وحشت ہوئی تو اس وقت مجھ کو ایک پکارنے
والے نے ابوبکرؓ کے لہجہ میں پکارا کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوۃ میں مشغول
ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو ان دو امر سے
تعجب ہوا ایک تو یہ کہ کیا ابوبکر مجھ سے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ
میرا رب صلوۃ سے بے نیاز ہے ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ آیت پڑھو

هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا سو میری صلوۃ سے مراد رحمت ہے آپ کے لئے اور
اور آپ کی اُمت کے لیے۔ اور ابوبکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک
فرشتہ ابوبکرؓ کی صورت کا پیدا کیا جو آپ کو اُن کے لہجہ میں پکارے تاکہ آپ
کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہو جو آپ کو فہم مقصود سے
مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد قطع حجابات کے
ایک رفرف یعنی مسند سبز میرے لئے اُتار دی گئی اور میں اُس پر رکھا گیا
پھر مجھ کو اوپر اُٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش تک پہونچا تو میں نے ایسا
امر عظیم دیکھا کہ زبان اُس کو بیان نہیں کر سکتی۔ مواہب میں ابن غالب
کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کر کے کہا ہے والعہدۃ
علیہ فی ذلک اھ ف بزار کی روایت سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ عروج سما
بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الٰہیہ کی توجہ کے لئے جو آپ
کو حکم ہوا ٹھہرنے کا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا آگے بڑھنا نعوذ باللہ
اللہ تعالیٰ کو شغل مانع ہو جاوے گا توجہ رحمت سے جس طرح مخلوق کو
ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ چونکہ اللہ
اس وقت خاص رحمت فرما رہے ہیں آپ سیر کو منقطع کیجئے اور اُس
مشغول ہو جیئے کیونکہ شغل سیر مانع ہو گا ایک سوئی تام سے اُس رحمت

کے اخذ کرتے ہیں واللہ اعلم

واقعہ بست و نہم۔ حق تعالیٰ کی روایت اور کلام۔ ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ محمد صلی علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبد الرزاق نے بواسطہ معمر کے حسن سے روایت کیا کہ انہوں نے حلف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا اور ابن عباس کے تمام اصحاب اس کے قائل ہیں اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اس کا جزم کرتے ہیں اور نسائی نے باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اس کی تصحیح کی ہے انہوں نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہوا اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور روئیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور طبرانی نے اوسط میں بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے اور خلال نے کتاب السنہ میں مروزی سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام احمد سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہ کے قول کا

جواب دیا جاوے انہوں نے فرمایا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول
رَاَیْتُ رَبِّی یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے (تو امام احمد کی روایت
سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہو گئی) اور کلام کرنا صحاح میں ان امور کے
ساتھ وارد ہے۔ پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور خواتیم سورہ بقرہ عنایت ہوئی
اور جو شخص آپ کی اُمّت میں سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک
نہ ٹھہراوے اُس کے گناہ معاف کیئے گئے (کذا رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ
ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اُس کو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی
لکھی جاوے گی اور اگر اُس کو کر لیا تو (کم از کم) دس حصے کر کے لکھی جاویگی
اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاویگی
اور اگر اس کو کر لے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی
نے ابو سعید خدریؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اسکا اختصار
یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت
اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی اور داود علیہ السلام کو
ملک عظیم اور لوہے کا نرم ہونا اور پہاڑوں کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام
ملک عظیم اور انس و جن و شیاطین و ہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک د
اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل و توراۃ اور ابراء اکمہ و ابرص و احیاء موتی کا
ہونا اور اُن کا اور اُن کی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق

نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر و وضع وزر و رفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمہارا بھی ہوتا ہے اور تمہاری اُمت کو خیر اُمت اور امت عادلہ بنایا اور اول بھی اور آخر بھی بنایا اور اُن کا کوئی خطبہ درست نہیں جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دیں اور تمہاری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے سینے میں اُن کی کتاب رکھی اور تم کو پیدائش (عالم نور) میں سب سے اول اور بعث میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم بنایا اور میں نے تم کو سبع مثانی اور خواتیم سورہ بقر بلا شرکت دوسرے انبیاء کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور تم کو فاتح اور خاتم بنایا اس کے اسناد میں ابو جعفر ہیں جن کو ابن کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے ف بعض صحابہ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے سے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لاتدرکہ الابصار

لہ کذا قال النووی وما اورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشہؓ فی قول اللہ تعالیٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ انہا سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذٰلک فقال انما ہو جبریل وفی روایۃ ابن مردود فقلت یا رسول اللہ رایت ربک فقال لا انما رایت جبریل منہبطا حیث حکت النفی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وہو دای جزم النووی بان عائشہ لم تنف الرویۃ بحدیث مرفوع عجیب فاقول ہذا الایراد عجیب لان النفی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرویۃ الخاصۃ المذکورۃ فی ہذہ الایۃ لا مطلق الرویۃ والکلام فی مطلقہا فافہم ۱۲ منہ

لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات کو محمول کیا جاویگا نفی ادراک
بمعنی معرفت کنہ واحاطہ پر اور آپ کا یہ فرمانا کہ نور انی اراہ جو محمول اس پر ہے
کہ نور جس درجہ میں مانع رویت ہوتا ہے وہ درجہ مرئی نہیں ہوتا اور آخرت میں
یہ عادۃ مبدل ہو جاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ اس سے فوق استعداد
بشری کے لئے متصور نہیں اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہیں اور
خواتیم سورہ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ میں ہونا اس روایت کے منافی نہیں
کہ اس وقت اجمالاً وعدہ ہوا ہوگا۔ پھر مدینہ میں نزول تفصیلاً عطا ہو گیا۔
اور پانچ نمازوں کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آخر میں پانچ رہ گئیں اور
ظاہراً یہ سب کلام مقام رویت میں ہوئے ہیں قرینہ اس کا یہ ہے کہ واقعہ
نوز دہم میں مقام صریف الاقلام کے بعد نمازوں کا فرض ہونا ثابت ہوتا
ہے اور مقام صریف الاقلام کے بعد ظاہراً یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہے گو
ممکن ہے کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام صریف اقلام کے ہوئی ہو
اور خود یہ امور جن کے ساتھ کلام واقع ہوا ظاہراً متحد الوقت ہیں جب فرضیت
صلوٰۃ کا یہ وقت ہے تو سب مکالمات کا یہی ہوگا واللہ اعلم اور یہ جو حدیث
میں کعب کا قول ہے ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین محمد وموسیٰ (کذا رواہ
الترمذی) اس سے نفی کلام کی لازم نہیں آتی کیونکہ مراد اس سے عادت کلام
کی ہے جو مرۃ بعد آخری ہو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام

خاص ایک ہی بار واقع ہوا چنانچہ اُسی حدیث میں کعبؓ کا قول ہے فکلم
موسیٰ مرتین وراٰہ محمدؐ مرتین اور یہ روایت مرتین جو فرمایا تو ظاہر یہی ہے جو
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا اور یک بار بصر سے اور یہ جو
حدیث میں حضرت جابرؓ کی نسبت آیا ہے کہ ان کے قبل کسی سے مشافتہً
کلام نہیں ہوا مراد اس سے یہ ہے کہ ایسے درجے کے آدمیوں میں پس اس
مکالمت نبویہ کی نفی نہیں ہوئی اور یہ جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خلت ابراہیم
علیہ السلام کے لئے اور رویت حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مراد
اس سے بعض آثار خاصہ خلت کے ہیں تو اُن کے اختصاص با براہیم
علیہ السلام سے انتفار نفس خلت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہیں
آتا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہے اور بدی کا نہیں لکھا جاتا
مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہیں وہ تو خود ایک عمل ہے کہ بدی میں بھی لکھا
جاویگا بلکہ مراد اس سے مرتبہ تمنی ہے جبکہ ارادہ پختہ نہ ہوا ہو لیکن نیکی کی تمنی کو
زائل کرنے کا قصد نہ ہو اور بدی کی تمنی کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت میں
نیکی لکھی جاویگی اور بدی نہ لکھی جاوے گی۔

واقعہ بست و دوم۔ واپسی فوق سموات سے سموات کی طرف بخاری
میں بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروف خمر و لبن و عسل کے جس کا ذکر
واقعہ ہشتدہم میں ہوا ہے، یہ ہے کہ پھر مجھ پر ہر رات دن پچاس نمازیں فرض

ہوتیں پھر میں واپس ہوا آپ فرماتے ہیں کہ میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام
پر گذرا تو اُنہوں لنے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں لنے کہا پچاس نمازوں
کا رات دن میں حکم ہوا انہوں لنے فرمایا کہ آپ کی اُمت سے پچاس نمازیں
ہرگز رات دن میں نہ پڑھی جاویں گی واللہ میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ
کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں اپنے رب کے پاس
(یعنی اُس مقام کو جہاں یہ حکم ہوا تھا) واپس جایئے اور اپنی اُمت کے لئے
تخفیف کی درخواست کیجئے میں واپس گیا سو اللہ تعالےٰ لنے دس نمازیں
کم کردیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں لنے پھر اُسی طرح کہا میں پھر
لوٹا سو دس اور کم کردیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر
اُسی طرح کہا میں پھر لوٹا سو دس اور کم کردیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے
پاس آیا اُنہوں لنے پھر اُسی طرح کہا میں پھر لوٹا تو مجھ کو ہر روز میں دس
نمازوں کا حکم ہوا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنہوں نے پھر
اُسی طرح کہا میں پھر لوٹا سو ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا موسےٰ
علیہ السلام لنے کہا کہ آپ کی اُمت (یعنی سب اُمت) ہر دن میں پانچ نمازیں
بھی نہ پڑھ سکیں گی اور میں آپ کے قبل لوگوں کا تجربہ کرچکا ہوں اور بنی اسرائیل
کو بھگت چکا ہوں پھر اپنے رب کے پاس جایئے اور اپنے لئے اور تخفیف
مانگئے آپ لنے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی یہانتک

کہ میں شرما گیا د گو پھر عرض کرنا ممکن تھا لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم
کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں جب وہاں سے آگے بڑھا ایک پکارنے والے
نے (حق تعالیٰ کی جانب سے) پکارا میں نے اپنا فرض جاری کردیا اور
اپنے بندوں سے تخفیف کردی۔ اور مسلم کی روایت میں پانچ پانچ کا
کم ہونا آیا ہے اور اُس کے اخیر میں یہ ہے کہ اے محمد یہ پانچ نمازیں ہیں
دن اور رات میں اور ہر نماز دس کی برابر ہے تو پچاس ہی ہوگئیں اور
نسائی میں ہے کہ حق تعالےٰ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس روز
آسمان و زمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض
کیں تھیں سو آپ اور آپ کی اُمت اُس کی پابندی کیجئے اور اس حدیث
میں موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی
تھیں مگر اُن سے نہ ہوسکیں اور اُس کے آخر میں یہ ہے کہ یہ پانچ ہیں
برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کریں آپ
فرماتے ہیں کہ میں پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہے
جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا پھر جائیے داور تخفیف
کرائیے) مگر میں پھر نہیں گیا اور شیخین کی روایت میں ہے کہ جب کم ہوتے
ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس ہیں
میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقرر تھا اس میں

تبدیل اور کمی نہیں ہوئی اور پچاس نمازوں کا بدلنا ہی مقدر تھا اس لئے
اُس میں بھی تبدیل نہیں ہوئی، کذا فی المشکوۃ ف فرضیت صلوۃ کے بعد
واپس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ فوراً واپسی ہو گئی یعنی درمیان میں آیت
و مکالمت وغیرہ ہو کر پھر واپسی ہوئی اور دس دس کم ہونے کے معنی یہ ہیں
کہ دو دو بار میں یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے
اس کو تعارض نہیں اور نسائی کی روایت سے اور مشکوۃ سے جو شیخین کی
روایت نقل کی ہے اس سے آپ کے شرما جانے اور پھر درخواست نہ
کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ پانچ ہیں برابر
پچاس کے اور میرے یہاں بات نہیں بدلتی اس سے آپ اشارہ اس
عدد کے مطلوب و مرضی حق ہونے کا سمجھے گو اس میں تصریح نہیں ہے
کہ اس سے کمی ممکن نہیں کیونکہ اس کے معنی یہ تھے کہ موجودہ عدد جو پانچ
کا ہے یہ بھی پچاس کے برابر ہے ثواب میں کمی نہیں ہوئی اس میں اور
کم ہونے کی نہ نفی ہے نہ کم کرانے کی نہی ہے اگر اور بھی کم ہو جاتی تو ثواب
نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کی برابر ہو جاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے
فرمایا تھا اُس سے یہ لازم نہیں آیا تھا کہ اس سے کم عدد اُس فضیلت
کو نہیں پہونچ سکتا بلکہ اُس کے معنی صرف یہ تھے کہ یہ عدد اس سے
کم فضیلت نہیں رکھتا۔

واقعہ بست وسوم۔ واپسی سمٰوات سے زمین کی طرف محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ مجھ کو ام ہانی بنت ابی طالب سے جن کا نام ہند ہے معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر میں سوتے تھے۔ آپ نے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے ام ہانی میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر میں بیت المقدس پہونچا اور اس میں نماز پڑھی پھر میں نے اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لئے اٹھے میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگوں سے یہ قصہ نہ کہئے آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا دیں گے آپ نے فرمایا واللہ میں ضرور ان سے اس کو بیان کروں گا میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا تاکہ جو آپ لوگوں سے کہیں اور لوگ آپ سے کہیں اس کو سنے جب آپ باہر تشریف لے گئے ان کو خبر دی انہوں نے تعجب کیا اور کہا اے محمد اس کی کوئی نشانی ہے جس سے ہم کو یقین آوے کیونکہ ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی آپ نے فرمایا نشانی اس کی یہ ہے کہ میں فلاں وادی

میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا اور اُن کا ایک اُونٹ بھاگ گیا تھا
اور میں نے اُن کو تبلایا تھا اُس وقت تو میں شام کو جا رہا تھا یعنی سفر
ابتداء آغاز تھا پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب ضجنان میں فلاں قبیلہ
کے قافلہ پر پہونچا میں نے لوگوں کو سوتا ہوا پایا اور ان کا ایک برتن تھا جس
میں پانی تھا اور اُس کو ڈھانک رکھا تھا میں نے ڈھکنا اُتارا کہ اُس میں کا
پانی پیا پھر اُسی طرح بدستور ڈھانک دیا اور اُس کی یہ بھی نشانی ہے کہ
اُن کا وہ قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو آ رہا ہے سب سے آگے ایک
خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اس پر دو بورے لدے ہیں ایک کالا دوسرا
دھاری دار لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے سو اُس اونٹ سے پہلے
کوئی اور اونٹ نہیں ملا جیسا آپ نے فرمایا تھا اور اُن سے برتن کا قصہ
پوچھا انہوں نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھکا ہوا
تو ملا مگر اُس میں پانی نہ تھا اور اُن دوسروں سے بھی پوچھا جن کا اونٹ
بھاگنا بیان فرمایا تھا، اور یہ لوگ مکہ آ چکے تھے انہوں نے کہا واقعی
صحیح فرمایا اُس وادی میں ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص
کی آواز سُنی جو اونٹ کی طرف ہم کو پکار رہا ہے یہاں تک کہ ہم نے
اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام)، اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ
آپ سے نشانی کی درخواست کی تو آپ نے بدھ کے دن قافلہ کے

آنے کی خبر دی۔ جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے یہاں تک کہ آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رُک گیا یہاں تک کہ وہ لوگ جیسا آپ نے بیان فرمایا تھا آ گئے ف ان روایات سے چند امور ثابت ہوئے اول عشا اور فجر کے درمیان درمیان سفر ذہاباً و ایاباً ختم ہو گیا اور عشا کی نماز گو اس وقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہوں گے اور دوسرے مومنین بھی آپ کے ساتھ پڑھ لیتے ہوں گے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے تھی مگر احادیث سے اول امامت جبریل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہے تو غالباً اس فرضیت کی ابتدا موقت بہ ظہر ہو گی اور بیت المقدس میں جو نماز پڑھی اُس کی نسبت بعض روایات میں آیا ہے حانت الصلوٰۃ۔ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہے کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے تو غالباً یہ تہجد کی نماز ہو گی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرایض کے موکد رہی اور اذان اسی تہجد کے لئے ہوئی ہو گی جیسا رمضان المبارک میں حضرت بلال کی اذان اُس وقت میں وارد ہے۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگوں کی تکذیب کی کیا وجہ اور اُس تکذیب میں آپ کے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہیں ہے بلکہ روحانی و منامی ہے جس میں مستبعد سے مستبعد امر کا دعویٰ بھی مقبولیت کی گنجائش

رکھتا ہے۔ تیسرا امر سیرۃ ابن ہشام میں جن قافلوں کا ذکر ہے ظاہراً وہ دونوں
الگ الگ ہیں اور بیہقی کی روایت میں جن کا ذکر ہے کہ وہ آئے نہ تھے
یہ الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن دونوں میں سے ایک تو مکہ آپہونچا تھا
اور دوسرا تنعیم کو آتا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت شام تک نہ آنا اور
جبس شمس ہونا مذکور ہے جس سے ظاہراً اس کا متغائر ہونا معلوم ہوتا ہے
اور مواہب میں بلا سند دونوں قصّے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری
اونٹ کے پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کئے ہیں
تو غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں قافلے ایک ہی قافلہ کے ٹکڑے
ہیں یہ دو قصّے دو جماعتوں میں ہوئے اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور
جبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب ایک ہی مجموع کے
احاد ہیں اس لئے دو قصوں کو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی
صحیح ہو سکتا ہے اور جبس شمس میں کوئی اشکال عقلی نہیں ہے اس لئے یہ
وجہ انکار کی نہیں ہو سکتی ہے اور عام چرچا اس کا اس لئے نہ ہوا ہو کہ
تھوڑی دیر کے لئے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو اور یہ امر
باوجود تلاش کے مجھ کو نہ ملا کہ واپسی آپ کی براق پر ہوئی تھی یا کس طرح
اگر کسی کو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اس میں
ملحق کر دے۔

واقعہ بست و چہارم۔ معاملہ مخاطبین بعد استماع قصۂ حضرت عائشہؓ

سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شبا شب مسجد اقصے کی طرف لے جایا گیا (اس میں آگے کی نفی نہیں) تو صبح کو لوگوں سے تذکرہ فرمایا بعضے لوگ جو مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے اور بعضے مشرکین حضرت ابوبکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے یوں کہتے ہیں کہ مجھ کو رات ہی رات بیت المقدس میں لے جایا گیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں انہوں نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہیں تو ٹھیک کہتے ہیں لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر میں انکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے۔ (حالانکہ وہ کس قدر دور ہے) انہوں نے فرمایا ہاں میں تو اس سے زیادہ بعید امر میں اُن کی تصدیق کرتا ہوں یعنی آسمان کی خبر کے بارہ میں جو اُن کے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدار میں کم ہے) اُنکی تصدیق کر لیتا ہوں اسی لئے اُن کا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور ابن اسحق نے ف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعویٰ فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعضے لوگ مرتد ہو جاتے۔

واقعہ بست و پنجم۔ مطالبہ حجت از کفار و اقامتش از سید الابرار

علیہ صلوۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے
میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس
کی کئی باتیں پوچھیں کہ جن کو میں نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط
نہ کیا تھا سو مجھ کو اس قدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالیٰ
نے اُس کو میرے لئے ظاہر کر دیا کہ میں اُس کو دیکھتا تھا اور وہ جو جو مجھ
سے پوچھتے تھے میں اُن کو بتلاتا جاتا تھا روایت کیا اس کو مسلم نے
(کذا فی المشکوۃ) اور احمد اور بزار نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا
ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور میں اُس کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ عقیل کے
گھر کے پاس لاکر رکھی گئی اور آپ نے سب بیان فرمایا اور میں اُس کو
دیکھ رہا تھا اور ابن سعد نے اُم ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس
میرے لئے متخیل (و متمثل) کیا گیا اور میں اُن لوگوں کو اُس کے نشان
بتلا رہا تھا اور اُم ہانی کی اسی حدیث میں ہے کہ لوگوں نے آپ سے
پوچھا کہ مسجد کے کتنے دروازے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو
(بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گنا نہ تھا آپ فرماتے ہیں کہ بس میں اُس کو
دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلی کی روایت
میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم ابن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا

سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری میں مع الجسم ہوا ہے۔ ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہ ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا کہ آپ بیان فرمایئے کیونکہ میں نے اُس کو دیکھا ہے آپ بیان فرماتے تھے اور ابوبکرؓ تصدیق کرتے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم صدیق ہو کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ تو اس میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آپ کا پوچھنا شک و امتحان کے لئے نہ تھا۔ بلکہ اس لئے تھا کہ کفار سُن لیں اور کفار کو حضرت ابوبکرؓ پر اس امر میں اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو دیکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی احتمال تھا کہ یہ محسوسات میں خلاف واقع کی تصدیق نہ کریں گے اور کفار کا دریافت کرنا یا تو اسی مجلس میں ہو پھر بادی خواہ وہ ہوں یا حضرت ابوبکرؓ ہوں اور دوسرا امر یہ سوال کا ہو گو قصہ ہر ایک کا مختلف ہو اور یا دو مجلس میں ہو اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر رہ کر ظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا اُسکی مثال منکشف ہونا ان میں جمع کی صورت سہل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس کی مثال منکشف ہوئی اور وہ دار عقیل کے پاس نمایاں ہوئی جیسا نسائی کی حدیث میں آپ کے سامنے دوزخ جنت کا متمثل ہونا آیا ہے اور غایۃ تشابہ کی وجہ سے اُس کو بیت المقدس کا منکشف ہونا فرمایا گیا۔ اب یہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہاں آتا تو اپنی جگہ سے اُتنی

دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ میں منقول ہوتا وہذا آخر ما اردت ایرادہ فی ہذا الخبر۔ ومضی اللیل وبدا السحر۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی ہذا النبی خیر الخلائق والبشر وعلی آلہ واصحابہ مصابیح الغرر۔

فوائد متعلقہ واقعہ معراج

چونکہ یہ[2] واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اسلیئے برخلاف دوسرے فصول کے دکہ ان کے فوائد متعلقہ کو حواشی میں لکھا گیا جیسا کہ مقدمہ رسالہ میں مذکور ہے) اس کے بعض فوائد کو بھی اس کے بعد متن ہی میں لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ دو قسم کے ہیں ایک حکمیہ بضم الحاء جسکا لقب

---

[1] اور تین قصے روایات معراج میں اور آئے ہیں ایک یہ کہ آپنے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخنوں سے اپنا منہ نوچتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہیں اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر بھیجا۔ تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا معالجہ کیلیئے مشورہ دیجئے اس وقت مجھ کو یہ حدیثیں نہیں ملیں جس کو ملجاویں حاشیہ میں ملحق کردیں ۱۲ منہ [2] اگر یہ فصل کبھی الگ چھپے تو بعد سرخی فوائد متعلقہ واقعہ معراج یہ عبارت کافی ہے چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اسلیئے اسکے بعض فوائد متعلقہ کو بھی اس کے بعد لکھنا مناسب معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ فوائد دو قسم کے ہیں ایک فوائد حکمیہ بضم الحاء جس کا حاصل احکام عملیہ ہیں اور دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاء جس کا حاصل تحقیقات علمیہ ہیں اسکے بعد سرخی قسم اول الخ سے لکھا جاوے ۱۲ منہ

مقدمہ میں باب الانوار تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحا جس کا لقب مقدمہ میں باب الاسرار تجویز ہوا تھا قسم اول عملیات ہیں قسم ثانی علمیات ہیں

قسم اوّل فوائد حکمیہ بالضم

۱۔ احادیث اسرار میں مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور گو فرشتے ذکورۃ و انوثۃ سے منزہ ہیں مگر اطلاقات شرعیہ میں ان کا ذکر بصیغہ ذکور آیا ہے اسلئے یہ استنباط چسپاں ہو گیا۔

۲۔ اور اُس میں یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر براق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اس سے احتیاط فی الامور و مباشرت اسباب کا منافی توکل نہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو۔

۳۔ اور اس میں یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے جبریل علیہ السلام نے جواب میں اپنا نام بتلایا کہ جبریل یوں نہیں کہا کہ میں اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب میں ادب یہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف میں کہنا اکثر اوقات معرفت کیلئے کافی نہیں ہوتا ایک حدیث میں اس پر انکار بھی آیا ہے۔

۴۔ اور اس سے استیذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر میں گودہ

مردانہ بھی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیئے۔

۵۔ اُس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر
لگائے بیٹھے تھے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور قبلہ کی
طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ ہمارے لیئے ادب یہی ہے کہ بلا ضرورت
ایسا نہ کریں۔

۶۔ اور اُس میں یہ ہے کہ آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھ کر ہنستے تھے
اور بائیں طرف دیکھ کر روتے تھے اس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت
ہوتی ہے کہ اُس کی خوش حالی پر مسرور ہو اور بدحالی پر مغموم ہو۔

۷۔ اور اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہہ کر روئے کہ اُن
امت کے لوگ جنت میں میری امت کے لوگوں سے زیادہ جاویں گے
چونکہ یہ رونا اپنی امت پر حزن و حسرت اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کثرت تابعین پر غبطہ کے طور تھا اس سے یہ ثابت ہوا کہ امر خیر میں غبطہ مح
ہے اور غبطہ اُس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ
پاس بھی یہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا
کرے ورنہ یہ حسد ہے اور حرام ہے۔ یہ فوائد نووی شارح مسلم نے لکھے
اور ان کے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال میں آئے لکھے جاتے ہیں۔

۸۔ اُن میں یہ بھی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑ

اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی اس سے یہ ثابت ہوا کہ راکب اگر کسی مصلحت سے اپنے خادم سے ایسا کام لے یا کوئی محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اُس کو گوارا کر لینا جائز ہے البتہ برائے کبر نہ ہو۔

۹۔ اُن میں یہ بھی ہے کہ آپ نے راہ میں بعض مقامات متبرکہ میں نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ میں نماز پڑھنا موجب برکت ہے بشرطیکہ اس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہ ہو خوب سمجھ لو نازک بات ہے۔

۱۰۔ اور اُن میں یہ بھی ہے کہ راہ میں آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا جیسا کہ واقعہ ششم میں مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب اور عابر کسی جالس ورا جل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اُس کے لئے افضل ہے کہ راکب و عابر کو سلام کرے۔

۱۱۔ اور اُن میں یہ بھی ہے کہ آپ نے بعض اعمال پر لوگوں کو جزا ملتے ہوئے اور بعض کو سزا ملتے ہوئے دیکھا اس سے اُن اعمال خیر و شر کا قابل ارتکاب یا اجتناب ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر ہے۔

۱۲۔ اُن میں یہ ہے کہ آپ نے بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے تحیۃ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔

۱۳- اُن میں یہ بھی ہے کہ بیت المقدس میں آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ امامت افضل القوم کی افضل ہے۔

۱۴- اور اُن میں یہ بھی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو بطور شکر و تحدث بالنعمۃ کے ظاہر کرے تو محمود ہے۔

۱۵- اور ان میں یہ بھی ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ کے سامنے حاضر کئے گئے اس سے ثابت ہوا کہ توسع تاکل و مشارب میں خصوص ضیف کے لئے جائز ہے۔

۱۶- اور اگر اس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین میں امتحان لینا جائز ہے۔

۱۷- اور اُن میں یہ بھی ہے کہ فرشتے آپ کو دونوں طرف گھیرے ہوئے تھے جیسا واقعہ دہم میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکرام کیلئے خادم دونوں طرف گھیرے ہوں تو مذموم نہیں۔

۱۸- اور اُن میں یہ بھی ہے کہ آپ جب آسمانوں پر پہونچے تو فرشتوں نے اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کو مرحبا کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اُس کے آنے پر مطلوب ہے۔

۱۹- اور اُن میں یہ بھی ہے کہ آپ نے آسمانوں میں خود انبیاء علیہم

کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے۔ اگرچہ آنے والا افضل ہو۔

۲۰۔ اور اُن میں یہ بھی ہے کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کر کے اپنے لئے دعا فرمائی اِس سے مقام قرب میں پہونچکر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔

۲۱۔ اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوٰۃ کی درخواست کیجئے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے گو جس کو مشورہ دیا جاوے وہ اپنے سے رتبہ میں بڑا ہی ہو۔

۲۲۔ اُن میں یہ بھی ہے کہ آپ نے تخفیف صلوٰۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ کو قبول کر لینا محمود ہے۔

۲۳۔ اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگوں سے نہ فرمائیے جیسا کہ واقعہ ۲۲ میں مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ ان کے مشورہ کا یہی اصل ہے۔

۲۴۔ پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اُس اصل میں تفصیل ہے یعنی جو امر دین میں ضروری نہ ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری میں فتنہ کی

کچھ پروانہ کی جاوے۔

۲۵۔ اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ تھی کہ میری تصدیق
کرلنے سے کفار وثوق کریں گے جیسا کہ واقعہ ۲۵ میں مذکور ہوا اس سے
معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق واہل باطل کے وقت تائید حق کے لئے گفتگو
میں ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے۔ یہ کل چھبیں ہوئے مطابق
عدد واقعات کے واللہ اعلم قسم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر اور یہ بھی چھبیں
ہیں پندرہ تنبیہ کے عنوان سے پانچ تحقیق کے عنوان سے اور چار
دفع اشکال کے عنوان سے چنانچہ آگے آتا ہے اور یہ قسم ثانی بصورت
تفسیر آیت اسرا لکھی جاتی ہے جس کو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کرد
ہے دہوہذا۔

تفسیر آیۃ الاسراء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ
وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شب

(مثلا) مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد (کہ ملک شام ہے، ہم نے (دینی و دنیوی برکتیں کر رکھی ہیں) دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے غرض اُس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اس واسطے) لے گیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں (جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قلیلہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اُن کی باتیں سننا وغیر ذلک اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا او عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سنتے احوال کو دیکھتے تھے اس لئے اُن کو اس طرح مکرم و مقرب بنایا) ف اس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں۔

تنبیہہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لئے مستعمل ہے چونکہ یہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر دال ہے اس لئے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لئے احقر نے ترجمہ میں لفظ عجیب طور پر ظاہر کر دیا اور یہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح میں ہے جس کی برق رفتاری بھی عجیب تھی۔

تنبیہ دوم - اس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے کو اسرا
کہتے ہیں اور آگے آسمانوں پر جانے کو معراج کہتے ہیں اور گاہے دونوں
لفظ مجموعہ پر اطلاق کیئے جاتے ہیں۔

تنبیہ سوم - یہاں بعبدہ کہنے سے دو فائدے ہیں ایک
اظہار آپ کے قرب و قبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی
پر الوہیت کا شبہ نہ کر سکے۔

تنبیہ چہارم - ہر چند کہ اسریٰ رات ہی کے لے چلنے کو کہتے ہیں
لیکن لیلاً کی تصریح اس لیئے ہے تاکہ باعتبار عرف و محاورات کے تبعیض
پر دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات میں اتنا
کام کر لیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبد القاہر سے اور اس کی
سیبویہ اور ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہے
والنہار اذا عرفا کان معیار التعمیم وظرفا ممدا بخلاف المنکر فلما عدل عن
علم انہ لم یقصد استغراق السری۔

تنبیہ پنجم - مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہے اور یہ
دونوں معنی صحیح ہو سکتے ہیں کیونکہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ
وقت حطیم میں تشریف رکھتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ ام ہانی کے گھر
تھے پس آیت کو دونوں پر محمول کر سکتے ہیں اور وجہ تطبیق دونوں حدیثوں

بہت سہل ہے کیونکہ ام ہانی کے گھر سے حطیم میں آجانا اور وہاں سے
آگے جانا کوئی امر مستبعد نہیں۔

تنبیہ ششم۔ مسجد اقصٰے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصٰی کے معنی عربی
میں ہیں بہت دور چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اسلئے اقصٰی کہا گیا۔

تنبیہ ہفتم۔ ہرچند کہ عجائبات کا مشاہدہ بدون آپ کے لے جائے
ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اس میں اور اسی طرح رکوب میں اور زیادہ اکرام
واظہار شان ہے اس لئے آپ کو اس طرح لے گئے۔

تنبیہ ہشتم۔ رات کی تخصیص میں یہ حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وہ
وقت خلوت کا ہے اُس میں بلانا دلیل ہے زیادت اختصاص کی۔

تنبیہ نہم۔ یہاں مسجد اقصٰے سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے
کہ حقیقت میں مسجد اصالتًا زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت تو تبعًا مسجد ہوتی
ہے وجہ اس مراد لینے کی یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسٰے
علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے درمیان میں اُس
کی عمارت منہدم کردی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات وقضینا الی
بنی اسرائیل میں مذکور ہوگا اس لئے ظاہرًا اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مسجد
اقصٰی کا جب اُس وقت وجود ہی نہ تھا پھر وہاں تک لے جانے کے
کیا معنی پس اس مراد کے تعیین سے وہ شبہ جاتا رہا اور اگر اس حدیث

پر شبہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کی ہیئت ا
کیفیت دریافت کی تھی اس کے کیا معنی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول
تو منہدم عمارت کی ہیئت و کیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے علاوہ اسکے
اس کے اس زمین کے قرب میں لوگوں نے کچھ عمارتیں بنام نہاد
بیت المقدس کے بنائی تھیں اس سے بھی سوال ممکن ہے۔

تنبیہ و ہم۔ الذی بارکنا بطور مدح کے بڑھایا ہے اور اس سے
خود اس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولی مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اس کے
آس پاس باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہے تو خود اس میں تو ضرور
برکت ہو گی کیونکہ آس پاس دو قسم کی برکتیں ہیں ایک دنیوی سو اس
سے تو دینی برکت ضرور زیادہ ہے اور دوسری دینی کہ مدفن انبیاء ہے
سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہے اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیاء علیہم السلا
کا وہ قبلہ رہا ہے تلبس روح کا ہے اور یہ زیادہ موجب برکت ہو گا خصو
جبکہ وہاں ہی رہ کر عبادت کریں کہ جسم کا تلبس بھی ہو جاوے گا کیونکہ
وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاء کا متعبد اور محل عبادت بھی رہا ہے پس
اس طرح خود اس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہو گئی۔ پس بعض
کتب میں جو لکھا ہے کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم
عرش سے بھی افضل ہے اس کا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہے واللہ

تنبیہ یازدہم۔ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا میں آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً عظیم اور کمال پر دال ہوتا ہے اور آیات سماویہ خصوصاً جبکہ آسمانوں پر انبیاً بھی تھے جیسا احادیث معراج میں ہے آیات ارضیہ سے اعظم اور اکمل ہیں اس طرح یہ اطلاق مشیر ہے کہ مسجد اقصیٰ سے آگے بھی آپ کو لے گئے اسی لئے روح المعانی میں یوں تفسیر کی ہے لنریہ من اٰیٰتنا ای لنرفعہ الی السماء حتی یری ما یری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے میں شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور زیادہ عجیب ہے اور انکار اس کا قریب ہے اور نص قطعی کا انکار کفر ہے پس تصریح نہ کرنا رحمت ہے ضعفاء کے ساتھ۔

تنبیہ دوازدہم۔ مِنْ کا تبعیضیہ لینا اس وجہ سے ہے کہ واقع میں ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح میں ہے کہ اسمع صریف الاقلام کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہر اً اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم نہیں دیکھے وعلیٰ ہٰذا

تنبیہ سیزدہم۔ اسریٰ میں ضمیر غائب کی ہے اس سے شروع کیا گیا اور انہ ھو السمیع پر کہ اس میں بھی ضمیر غائب کی ہے ختم کیا گیا اور درمیان میں ضمیر متکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہے لائی گئی اس میں یہ نکات ہیں اول تجدید کلام و تنشیط سامع دوم برکات اور آیات اور اراءت کا عظیم ہونا سوم۔ اسراء کے بعد قرب کے زیادہ ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے رعایت اصل تکلم ہے۔

تنبیہ چہاردہم - اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ کے بڑھانے کا فائدہ
علاوہ فائدہ مذکور فی المتن کے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکذبین کو
ہے کہ ہم تمہاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سُنتے ہیں خوب سزا دینگے
تنبیہہ پانزدہم - لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا کے بعد اس کا بڑھانا مشیر اس
طرف ہے کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
ہوئی مگر علم میں ہمارے برابر نہیں ہو گئے کیونکہ اُن کو تو ہم نے دکھلایا
اور ہم بالذات سمیع بصیر ہیں دوسرے انہوں نے بعض آیات کو دیکھا
ہم علی الاطلاق سمیع بصیر ہیں۔

"تحقیقات" تحقیق اوّل - یہاں مسجد اقصےٰ تک جانا مذکور ہے
اندر جانا احادیث میں مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور
انبیاء علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز میں اُن کے امام بنے۔

تحقیق دوم - آگے آسمانوں کی طرف جانا اس آیت میں مصرح
نہیں ہے گو اس کی طرف اشارہ ہے اور اس سے زیادہ صراحت
قریب اشارہ سورہ والنجم میں ہے وَلَقَدۡ رَاٰہُ نَزۡلَۃً اُخۡرٰی عِنۡدَ
سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَہٰی یعنی آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار سِدۡرَۃُ الۡمُنۡتَہٰی
کے پاس دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اس کے قبل وَھُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی
میں مذکور ہوا ہے سو اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ

پہونچے تھے کیونکہ عندی متعلق رائی کے ہے پس رویت عند السدرہ سے
ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ رائی اور مرئی دونوں سدرہ کے پاس ہوں گے
پھر حدیثوں میں تو اس کی اس قدر تصریح ہے کہ مجال انکار ہی نہیں۔

تحقیق سوم۔ جمہور اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ معراج
بیداری میں جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اس کی اجماع ہے اور مستند
اس اجماع کا یہ امور ہو سکتے ہیں اوّل حق تعالے نے جس اہتمام سے
قصّہ اسرار کو بیان فرمایا ہے اُس سے اُس کا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا
ہے اگر یہ نوم میں یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے
دوسری بعبدہ سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جانی
عبد فلاں کے یہی ہیں کہ وہ بیداری میں دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد
کا مصداق مجموعہ روح وجسد اور اُس محل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے إلّا
ان یصرح علی خلاف ذلک تیسری اگر یہ خواب کی حالت میں یا روحانی
طور پر ہوتی تو جس وقت کفار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے
قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے بعضها فی الصحاح
وبعضها رواه البیهقی وغیرہ کما فی الدر المنثور تو آپ اُس وقت بہت سہولت
سے جواب دے دیتے کہ میں بیداری میں اس کے ہونے کا کب مدعی
ہوں جو تم ایسی باتیں کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت بیان

کرنے کے متعلق فکر میں نہ پڑتے جیسا حدیثوں میں ہے کہ آپ کو فکر ہوئی
حق تعالے نے منکشف کردیا اور آپ نے بتلا دیا رواہ مسلم اور بعض کو
آیت وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الخ سے شبہ ہوا ہے سو اول تو وہاں احتمال
ہے کہ واقعہ بدر یا عمرہ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف
گئے ہیں جن کا ذکر اجمالاً اِذْ يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ اور لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ
رَسُولَهُ الرُّؤْيَا میں آیا ہے اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رویا بمعنی رویت
ہے کیونکہ رائی کے دونوں مصدر ہیں مثل قربی اور قربت کے یا بقول
بعض شب سے رویت کو رویا کہتے ہیں گو بیداری میں ہو یا تشبیہاً رویا کہہ
دیا ہو اور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا ہے اور یا شب کے وقت واقع
ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جس کے آخر
میں ثم استیقظت ہے شبہ پڑ گیا ہے سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک
حافظ حدیث نہیں اور دوسرے حفاظ کے خلاف کیا اس لئے وہ زیادت
غیر مقبول ہے کذا فی روح المعانی یا محمول ہے تعدد واقعہ پر کیونکہ علما
نے لکھا ہے کہ عروج روحانی آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے
پہلے خواب میں عروج ہوا ہے جس کی حکمت یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اس
معراج اعظم کے استعداد اور برداشت ہو سکے اور بعض کو حضرت معاویہ
و حضرت عائشہ رضی کے اقوال سے شبہ ہو گیا ہے سو حضرت عائشہ رضی تو اس وقت

تک آپ کے نکاح میں بھی نہ آئی تھیں اور حضرت معاویہؓ اس وقت تک اسلام بھی نہ لائے تھے خدا جانے کسی سے سن کر کہا ہے یا اجتہاداً کہا ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

تحقیق چہارم۔ بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہے اور ماؤل مبتدع ہے اور آگے جانے کا منکر اور ماؤل مبتدع ہے اور ہر چند کہ سورہ نجم میں قریباً تصریح ہے لیکن عند میں احتمال ہے کہ وہ رأہ کے مفعول کا حال ہو اس لئے آپ کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچنے میں نص نہیں ہے۔

تحقیق پنجم۔ اس میں اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اس شب میں آپ نے دیکھا یا نہیں اس میں سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات متحمل تاویل کو ہیں کیونکہ روایت مثبتہ رویت میں احتمال ہے کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت میں جو انکشاف ہوگا یہ انکشاف اس سے کم ہو گو رویت صادق آوے جیسے بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس مسئلہ میں توقف بہتر ہے۔

دفع اشکالات۔ دفع اشکال اول۔ بعض کو وسوسہ ہوا ہے

کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب میں فرمایا ہے نُرِیٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آپ کے لئے مِن تبعیضیہ کیوں فرمایا جواب یہ ہے کہ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کل آیات تو نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا اُس بعض سے اعظم ہو۔

دفع اشکال دوم۔ بعض ظاہر پرست شبہ کرتے ہیں کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہے جواب یہ ہے کہ اُس دلیل کے سب مقدمات باطل ہیں جیسا اپنے محل میں مذکور ہے

دفع اشکال سوم۔ بعض کہتے ہیں کہ اس قدر سیر سریع کیونکر ممکن ہے جواب یہ ہے کہ بعض کواکب باوجود اس قدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہیں اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہیں ہے۔

دفع اشکال چہارم۔ بعض کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے ہوا نہیں اور حرارت شدید ہے جسم عنصری سلامت نہیں رہ سکتا جواب یہ ہے کہ محال ممکن نہیں ہوتا لیکن مستبعد واقع ہو سکتا ہے۔

دفع اشکال پنجم۔ بعض کہتے ہیں کہ آسمان ہی موجود نہیں جواب یہ ہے کہ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

من القصیدۃ

لے سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ

لے ترجمہ: آپ ایک شب میں حرم شریف مکہ

كما سرى البدر في داجٍ من الظلم

وبتّ ترقى الى ان نلت منزلة

من قاب قوسين لم تدرك ولم ترم

وقدّمتك جميع الانبياء بها

والرسل تقديم مخدوم على خدم

وانت تخترق السبع الطباق بهم

في موكب كنت فيه صاحب العلم

حتى اذا لم تدع شأواً لمستبق

من الدنو ولا مرقى لمستنم

خفضت كل مكان بالاضافة اذ

نوديت بالرفع مثل المفرد العلم

سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک رہا وجودیکہ اُن میں
فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے ایسے ظاہر
و باہر و تیز رو کمال اور انیت وارتفاع کدورت
کے ساتھ تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی
کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا
ہے ۱۲ منہ اور آپ نے بحالت ترقی رات گذاری
اور یہانتک ترقی فرمائی کہ ایسا قرب الٰہی حاصل
کیا جس پر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی
نہیں پہنچایا گیا تھا بلکہ اُس مرتبہ کا بسبب غایت
رفعت کسی نے قصد بھی نہیں کیا تھا ۱۲ منہ اور
آپ کو مسجد بیت المقدس میں تمام انبیاء و رسل
نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادموں کا
امام و پیشوا ہوتا ہے ۱۲ منہ اور منجملہ آپکی ترقیات
کے یہ امر ہے کہ آپ سات آسمانوں کو طے
کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہے ایسے
لشکر ملائکہ میں رجو بلحاظ آپ کی عظمت و شان و
تالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا اور)
جسکے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے ۱۲
منہ (آپ رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے
اور آسمانوں کو برابر طے کرتے رہے) یہانتک
کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب منزلت کی نہایت
نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع

كَيْمَا تَفُوزُ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ

عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ونختم الكلام على وقعة الاسراء

بالصلوة على سيد اهل الاصطفاء

وآله واصحابه اهل الاجتباء

مادامت الارض والسماء

ترقی کا نہ رہا تو ۱۲ ؎ جس وقت آپ کی
ترقیات نہایت درجہ کو پہونچ گئیں تو
لیے ہر مقام انبیاء کردیا ہر صاحب مقام
بہ نسبت اپنے

مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا
پست کردیا جبکہ آپ اُون کہہ کر واسطے
ترقی مرتبہ کے مثل کیتا اور نامور شخص کے
پکارے گئے ۱۲ ؎ دیہ ندا یا محمد کی اسلئے
تھی) تاکہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت
درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا اور کوئی
مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی) اور تاکہ
آپ کامیاب ہوں اُس اچھے بھید سے
جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے ۱۲ عطر الوردہ

تیرھویں فصل

ہجرت حبشہ میں

یہ نبوت کے پانچویں سال میں ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کفار مسلمانوں کو بہت تکلیف دیتے تھے اُس وقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُس نے مسلمانوں کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا انہوں نے کئی شخصوں کو تحفہ وہدیا دے کر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانوں کو اپنے پاس جگہ نہ دے جب انہوں نے جا کر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار میں مسلمانوں کو بمواجہ اُن لوگوں کے بلا کر گفتگو کی حضرت جعفر نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالےٰ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام اُن پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں نجاشی نے کہا جو کلام اُن پر اُترا ہے اُس میں سے کچھ پڑھو انہوں نے سورۂ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانوں کو تسلی دی

اور فرستادگان قریش کو خائب وخاسر رد کر دیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ
حدیثوں میں تصریح ہے کہ یہ بادشاہ مسلمان ہو گئے تھے اور زاد المعا
میں ہے کہ پھر جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر ان لوگوں کو پہونچی
تو ۳۳ آدمی حبشہ سے لوٹ آئے سات تو مکہ میں روک لیئے گئے اور باقی
پہونچ گئے اور بقیہ نے کشتی کے رستہ سال غزوہ خیبر میں مدینہ کو ہجرت کی ان
صاحبوں کو دو ہجرتوں کی وجہ سے اصحاب الہجرتین کہتے ہیں۔

مِن القصیدۃ

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرَ مُنْتَصِرٍ
بِہٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمٖ
اَحَلَّ اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ
کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٖ
کَمْ جَدَّلَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ مِنْ جَدَلٍ
فِیْہِ وَکَمْ خَصَمَ الْبُرْھَانُ مِنْ خَصِمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۱؎ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی آپ کے دوست
کو کہ اسکو آپ کی برکت سے مدد نہ پہونچی ہو اور نہ تو ان
انکا کوئی ایسا دشمن دیکھے گا کہ اسکو شکست فاش
نہ پہونچی ہو ۲؎ آپ نے اپنی امت اجابت کو
دین کے مضبوط و مستحکم قلعہ میں اتارا ان کو
مغلوب و مقہور نہیں کر سکتا، جیسا کہ شیر نے بچوں
کو لیکر اپنے بیشہ میں فروکش ہوتا ہے اور کسی
مقدور نہیں کہ انکو وہاں ستا سکے، ۳؎ اور بہت
دفعہ کلام اللہ نے خاک مذلت پر ڈالدیا
کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
میں جھگڑا کیا اور انکی نبوت کا انکار کیا اور بہت
غالب ہوئیں دلائل آپکی اثبات رسالت کی
شدید الخصومۃ پر عطر الوردہ چنانچہ اس موقع
کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا

۱؎ یعنی مکہ کو تاکہ وہاں سے پھر مدینہ چلے جاویں گے ۱۲

چودھویں فصل

زمانہ اقامت کا بعد النبوت کے بعض متفرق مہم واقعات[1]

واقعہ پہلا۔ جب آپ پر وحی اول نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہؓ سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ[2] کے پاس لے گئیں انہوں نے آپ کے صاحب وحی ہونے کی تصدیق کی اور حضرت خدیجہ دولت ایمان سے مشرف ہوئیں۔ اور عورتوں میں سب سے اول حضرت خدیجہ اور جوانان احرار میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور لڑکوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں حضرت بلالؓ اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ اور بعد ازیں حضرت عثمانؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

---

[1] اس پوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب الہ سے لئے ہیں گو الفاظ و ترتیب میں تبدیلی ہو

[2] یہ وہ ہیں جن کا ذکر دسویں فصل کی دوسری ہدایت میں آیا ہے ۱۲ منہ

دوسرا واقعہ۔ جب آپ پر یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا اور سب کو جمع کر کے شرک پر رہنے کی حالت میں عذاب سے ڈرایا ابولہب نے آپ کی شان میں سخت الفاظ کہے سورہ تبت تب ہی نازل ہوئی جس میں اس کی اور اس کی جورو کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم ان دونوں کے نکاح میں تھیں اس وقت اختلاف دین سے نکاح درست تھا ابولہب نے بیٹوں کو کہا کہ اگر تم ان بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو تم سے علاقہ نہ رکھوں گا۔ ان دونوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور عتبہ نے تو ایسی بے حیائی کی کہ آپ کے سامنے جا کر یہ کلمات کہہ دیئے اس گستاخی پر آپ نے بد دعا کی اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِکَ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے۔ ایک بار تجارت کے لئے شام جاتا تھا رستہ میں ایک منزل پر جہاں شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابولہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک ٹیلہ بنا کر عتبہ کو اس پر بٹھایا اور سب کو اس کے گرداگرد سلایا رات کو شیر آیا اور عتبہ کو مار کر چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تھے یہ سب قصے قریب زمانہ نبوت کے ہیں۔

تیسرا واقعہ۔ جب ہجرت حبشہ کی ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الغماد تک کہ چار منزل مکہ سے ہے پہونچے تھے کہ مالک بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور ان کو اپنی پناہ میں مکہ لے آیا اور سب کفار قریش سے کہہ دیا کفار نے کہا بایں شرط ہم کو منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور باواز بلند نہ پڑھا کریں حضرت صدیق رضؓ نے چندے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہو سکا اور باواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتیں جمع ہوکر سننے لگیں کفار نے اس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُس نے حضرت صدیق سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ رہے گی انہوں نے فرمایا مجھ کو سوائے خدا کے کسی کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ کو توڑکر چلا گیا اور آپ بامان الہی محفوظ رہے۔

چوتھا واقعہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپ کے اکثر چھپے رہتے اور اُنتالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی۔ آپ ارقم کے گھر میں تھے اُس زمانہ میں عمر بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپ نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمر رضؓ

بانجس کا ذکر تیرہویں فصل میں ہے

کے حق میں وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے یہ سنہ ۶ نبوت میں ہوا کذا فی تواریخ حبیب الٰہ

پانچواں واقعہ۔ آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور امن طلب کیا مطعم نے امن دیا اور ہمراہ آپکے مسجد میں آیا آپ اس پر مطعم کا شکریہ فرمایا کرتے تھے کذا فی التتمہ عن اسد الغابہ۔

من القصیدہ

لَا تُعجبن لحسودٍ راحَ ینکرها
تجاهُلًا وهوَ عینُ الحاذقِ الفهِمِ
قد تُنکر العینُ ضوءَ الشمسِ من رمدٍ
وینکر الفمُ طعمَ الماءِ من سقمِ
یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا
علٰی حبیبکَ خیرِ الخلقِ کلّهمِ

[۱] اگر کوئی حاسد ان آیات (نبوۃ) کا براہ تجاہل انکار کرے حالانکہ وہ امور میں پورا ہوشیار اور فہیم ہے تو اس کا تو ہرگز تعجب مت کر[۲] (اسلیئے کہ) کبھی آنکھ بسبب رمد کے آفتاب کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیریں کو ناپسند کرتا ہے ۱۲ عطر الوردہ

---

[۱] قصہ ان کے اسلام کا تواریخ حبیب الٰہ میں بسوط مذکور ہے ۱۲ منہ

[۲] بخاری میں حدیث ہے کہ جب آپ کی خدمت میں بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مطعم ابن عدی اس وقت زندہ ہوتا اور مجھ سے ان مرداروں کے باب میں سفارش کی گفتگو کرتا تو اس کی خاطر سے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اس ارشاد کی وجہ یہی قصہ ہے ۱۲

پندرھویں فصل

ہجرت مدینہ طیبہ میں

جب تیرھویں سال نبوت بیعت عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دارالندوہ میں کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوئے اور بعد گفتگوئے بسیار کے سب کی رائے آپ کے باب میں یہ قرار پائی کہ ہر قبیلہ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمد کے مکان پر جا کر محمد کو قتل کر دیں بنی ہاشم کہ حامی آپ کے ہیں سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہیں رکھ سکتے بالضرور خونبہا پر راضی ہو جاویں گے اور ہم لوگ لے تکلیف دیت ادا کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاویں آپ شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازہ مبارک گھیر لیا آپ

امانتیں حضرت علیؓ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لے جا کر اُن کو ہمراہ لے کر نہایت احتیاط سے غار ثور میں جا چھپے یہاں کفار نے گھر میں جا کر آپ کو نہ دیکھا تو تلاش میں مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہونچے بعد آپ کے غار میں داخل ہونے کے مکڑی نے جالا غار کے منہ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آ کے غار میں انڈے دے کر سینے شروع کئے کفار نے جب یہ دیکھا کہنے لگے کہ اگر اس میں کوئی آدمی جاتا تو یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے اس غار میں نہ ٹھہرتا یہ کہہ کر کفار پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محافظت کیلئے تار عنکبوت اور بیضۂ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صدہا زرہ آہنی اور جوانان جنگی اور قلعہ محکم سے نہ نکلتا قصیدہ بردہ کے ان اشعار میں اسی طرف اشارہ ہے

له وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي
٢ه فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرِمَا
وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرِمِ

له اور میں قسم کھاتا ہوں اُس خیر و کرم کی جسکو غار ثور نے جمع کر رکھا تھا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکر صدیقؓ ایسے حال میں کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی ٢ه پس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق غار سے ہٹے نہیں اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی بھی نہیں ١٢ ٣ه انہوں نے

ظنوا الحمام وظنوا العنکبوت علی | گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہیں پھرے اور انہوں نے انڈے نہیں دیے،
خیر البریۃ لم تنسج ولم تحم | اور مکڑی نے آپ پر جالا نہیں تنا ۱۲ ؎
وقایۃ اللہ اغنت عن مضاعفۃ | خداوند تعالیٰ کی حمایت وحفاظت نے آپ کو دوہری بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دو زرہوں
من الدروع وعن عال من الاطم | کے پہننے سے اور بلند قلعوں میں پناہ گیر ہونے سے بے پروا کر دیا تھا ۱۲ عطر الوردہ

تین دن تک آپ غار میں رہے عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے متصل غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابوبکر کو پلا جاتے اور عبداللہ بیٹے ابوبکر صدیق کے نوجوان تھے مکہ میں قریش کی مجالس میں جاکر خبریں دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور میں آکر بیان کر دیتے تھے۔ پہلے سے عبداللہ بن اریقط دیلی کو کہ مشرک ؎ تھا رہبری کے لئے نوکر رکھ لیا تھا اور اونٹنیاں اسی کو سپرد کر دی تھیں بعد تین دن کے حسب الحکم وہ اونٹنیاں در غار پر حاضر لایا اور آپ اور حضرت ابوبکر صدیق اور عامر بن فہیرہ سوار ہو کر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے

؎ اور حفظ راز کا اس پر اطمینان تھا ۱۲ منہ

گو بیان میں ان کے طول ہے تواریخ حبیب الہ وغیرہ میں دیکھ لیا جاوے[1] مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کیلئے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہونچے اُس روز بھی انتظار کر کے لوٹ چلے تھے کہ ایک بارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر اُن پھرنے والوں سے کہا یا معاشر العرب ھذا جدکم یعنی اے گروہ عرب یہ تمہارا خط یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا۔ وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہیں ہوسکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں یہ نظم پڑھتی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ[2]

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا

یعنی ہم پر بدر نے طلوع کیا ثنیات الوداع سے ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالےٰ سے کوئی دعا کرنے والا ہے اے نبی جو ہم میں مبعوث ہوئے ہیں آپ ایسا حکم لے کر آئے ہیں کہ اسکی اطاعت ضروری ہے ۱۲ منہ

[2] اسکے معنی ہیں گھاٹیاں رخصت کی اہل مدینہ

---

[1] عجیب تر اس میں دو قصہ ہیں ایک قصہ ام معبد کی بکری کے دودھ دینے کا یہ ایک عورت تھی شرفائے عرب میں خیمہ اسکا راہ مدینہ میں واقع تھا اور اسکے بعد ام معبد اور ان کا شوہر ابو معبد مشرف باسلام ہوئے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسویں فصل کے ع۱۲ میں آویگا ۱۲

مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاع

اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا

جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

رخصت کرنے کیلئے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا
تھا ان گھاٹیوں تک جایا کرتے تھے اور
بعض نے کہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ
سے شام کی جانب ہے اور شعر مذکور بوقت
معاودت آپ کے غزوہ تبوک سے پڑھا
گیا تھا میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں جانب
ایسا موقع ہو اور یہی نام ہو اور دونوں وقت
یہ اشعار پڑھے گئے ہوں تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

آپ مکہ سے دوشنبہ کے روز ماہ ربیع الاول کے مہینہ میں اور بقول بعض صفر کے ترپن سال کی عمر میں چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارھویں ربیع الاول کو مدینہ میں پہونچے اور پہونچکر محلہ قبا میں کہ کنارہ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہے منازل بنی عمرو بن عوف میں چودہ دن ٹھیرے اور تیسرے دن حضرت علی بھی امانتیں ادا کر کے آپ سے آملے پھر آپ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ میں ٹھیریں جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور یہی آرزو بر زبان تھی آپ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھ جاویگی وہاں ہی مقیم ہونگا اونٹنی

---

۱ ممکن ہے کہ مکہ سے تو آخر صفر میں چلے ہوں اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہو گیا ہو ۱۲ منہ

چلتے چلتے وہاں آ بیٹھی جہاں اب ممبر مسجد شریف ہے متصل اِس جگہ کے حضرت ابوایوب انصاری کا گھر تھا وہاں اسباب آپ کا اتارا گیا اور آپ اُن کے گھر ٹھیرے پھر آپ نے وہ زمین جہاں اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وزاد المعاد وغیرہما۔

من الروض

وَلِیُهْنِہِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ مَنْقَبَۃٌ
تَشْرِیْفَۃٌ مَّا حَوَاھَا قَبْلَہٗ بَشَرٌ

وَھَاجَرَا مِنْہُ لَمَّا جَاوَزَا سَفَرًا
لِطَیْبَۃٍ وَّتَنَاھٰی عِنْدَھَا السَّفَرُ

فَسَلْ سُرَاقَۃَ مِنْہُ اِنْ تُرِدْ خَبَرًا
وَاُمَّ مَعْبَدَ یَجْلُوْ عَنْہُمَا الْخَبَرُ

طَابَتْ بِہٖ طَیْبَۃٌ لَمَّا اَقَامَ بِھَا
وَفَاحَ حِیْنَ اَتَاھَا نَشْرُھَا الْعَطِرُ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

لہ اور آپ کو غار میں دونوں صاحبوں کے ہونے کے وقت کی ایسی منقبت شریف مبارک ہوئی کہ آپ کے قبل کسی بشر نے اسکو حاصل نہیں کیا ۱۲ منہ

لہ اور دونوں صاحبوں نے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی جبکہ مدینہ کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہوگیا ۱۲ منہ

لہ اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقہ اور ام معبد سے آپ کا حال پوچھو اُن دونوں سے خبر ظاہر ہوگی ۱۲ منہ

لہ آپ سے مدینہ پاکیزہ ہوگیا جب آپ وہاں مقیم ہوئے اور آپ جس وقت اس میں پہونچے تو اسکی خوشبوئے معطر پھیل گئی ۱۲ منہ

سولھویں فصل

مدینہ طیبہ میں تشریف آوری

اور اس زمانہ کے بعض اہم متفرق واقعات میں

پہلا واقعہ۔ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ میں عبد اللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود میں تھے آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور آپ سے تین سوال کئے اور جواب صحیح پا کر ایمان لے آئے۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ

دوسرا واقعہ۔ حضرت سلمان فارسی کہ اصل میں مجوسیان فارس سے تھے اور اُن کی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ انہوں نے اختیار کیا تھا اور زبانی علماء یہود اور نصاریٰ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ میں ہجرت کر کے آویں گے سُن کر مدینہ میں آ رہے

ہمارے عوام الناس میں ایک کتاب ہزار مسئلہ کے نام سے مشہور ہے جس میں عبد اللہ بن سلام کا یہ ہزار مسائل پوچھنا لکھا ہے۔ اس روایت سے اسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲ منہ

تھے کئی جگہ بکے تھے ان دونوں ایک یہودی کے غلام تھے حضور میں حاضر ہوئے اور علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انہوں نے اپنے مالک سے کہا اُس نے چالیس اُوقیہ[1] سونے پر (کہ یہاں کے تول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہے) مکاتب کو دیا اور یہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوارے کے لگا دیں اور جب وہ بارآور ہوں تب آزاد ہوں آپ نے دست مبارک سے چھوارے کے درخت لگا دئے وہ سب اُسی سال میں بارآور ہوئے اور بقدر ایک بیضہ کے سونا غنیمت میں آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اس کو دے کر آزاد ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہیئے یہ کیا کفایت کرے گا آپ نے زبان مبارک اس پر پھیر دی اور دعائے برکت کی سلمان کہتے ہیں کہ میں نے جو تولا چالیس اوقیہ تھا نہ کم نہ زیادہ اور ادا کر کے آزاد ہو گئے اور حضور اقدس کی خدمت میں رہے کذا فی تواریخ حبیب اله۔

تیسرا واقعہ۔ مدینہ طیبہ میں بیر رومہ کا (کہ ایک کنواں ہے) پانی شیریں تھا اور دوسرے کنوؤں کا پانی کھاری تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے

---

[1] ایک اوقیہ وزن میں سات مثقال کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

ڈول اُس میں جاری کردے اس کے لئے جنت ہے حضرت عثمانؓ نے اُس کنوے کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کردیا کذا فی تواریخ حبیب الہ

مِنَ القصیدة

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً[1]
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّأْدِيبِ فِي الْيُتُمِ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

[1] اے مخاطب تجھ کو درباب معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کا علم ایسے زمانہ میں کہ بے علم لوگ تھے اور باوجودیکہ آپ اُمی تھے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی نہایت با ادب تھے کافی ہے ۱۲ عطر الوردہ مع تغییر۔ سیدنا عبداللہ بن سلامؓ نے اسی سے استدلال کیا ۱۲ منہ

سترہویں فصل[1]

غزوات

آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ میں وفات تک دس سال دو ماہ ہیں
جب جہاد فرض ہوا آپ نے کفار سے قتال شروع کیا اور سپاہ بھیجنے لگے
جس جہاد میں آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اُس کو اہل سیر غزوہ کہتے
ہیں اور جو لشکر آپ نے بھیج دیا اور خود تشریف فرما نہیں ہوئے اُس کو سریہ[2] کہتے
ہیں تفصیل ہر غزوہ و سریہ کا حال لکھنا دشوار ہے اس لئے بعض بعض کا بہت
مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مقارنت زمانی کی مناسبت سے بعض دوسرے
واقعات لکھے جاتے ہیں۔

۱ سنہ اولی[3] ہجرت۔ جہاد فرض ہوا حضرت حمزہ کو تیس مہاجرین

لہ اس فصل کے مضامین ان کتب سے لئے گئے صحیحین بخاری مسلم۔ تواریخ حبیب الہ
زاد المعاد۔ سیرۃ ابن ہشام۔ الحمد بن عنیہ [illegible] ان تمام واقعات میں جو اس فصل میں لکھے ہیں
سنہ ا ہجری ربیع الاول سے شروع اور صفر ختم ہوا کیونکہ ہجرت ربیع الاول کے [illegible]
۱۲۵ (باقی)

کے ساتھ بھیجا کہ قافلہ قریش سے تعرض کریں۔ یہ ماجرا رمضان میں ہوا۔ اور حضرت عبیدہ بن الحارث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ بطن رابغ کی طرف شوال میں روانہ کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو بیس مہاجرین کے ساتھ خرار کی طرف کہ ایک موضع ہے قریب جحفہ کے ذیقعدہ میں روانہ کیا کہ قافلہ قریش سے تعرض کریں یہ سب سریے تھے پھر صفر میں غزوہ ابوا واقع ہوا اس میں خود تشریف فرما ہوئے ابوا ایک گاؤں تھا درمیان مکہ اور مدینہ کے اس کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں اور اسی سال آغاز اذان کا ہوا اور اسی سال حضرت عائشہ رخصت ہو کر آئیں اور اسی سال مہاجرین و انصار کے درمیان عقد اخوت منعقد ہوا۔

۲ سنہ ہجرت۔ ربیع الاول میں غزوہ بواط واقع ہوا کہ ایک مقام ہے ناحیہ رضوی میں قافلہ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہیں ملا پھر غزوہ عشیرہ بالضم عین واقع ہوا کہ ایک زمین ہے بنی مدلج کی ناحیہ ینبع میں

[illegible] ۱۶ [illegible] غزوات [illegible] واقع ہوئی ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے بعض علما کی اصطلاح بھی یہی ہے اور بعض واقعات کی تقدیم و تاخیر میں اہل سیر کے اقوال مختلف بھی ہیں نقل کے وقت حضرت نے خیال [illegible] جس کو کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوئی اُس کو اختیار کر لیا اور ان ہی کتابوں [illegible] بہت [illegible] میں میں نے اختصار کیلئے ترک کر دیا [illegible]

جمادی الاولیٰ والاخریٰ میں اور اس میں قافلہ قریش سے تعرض کا ارادہ
تھا جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہیں اور یہ وہی قافلہ تھا جس کی واپسی
کے وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہیں ملا اور غزوہ بدر کا سبب
ہو گیا اسی لئے اس غزوہ عشیرہ کو غزوہ بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں پھر رجب میں
عبداللہ بن جحش اسدی کو بطن نخلہ کی طرف بھیجا اور اسی واقعہ میں یہ آیتیں
نازل ہوئیں يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ اور سب سے
عظیم الشان غزوہ بدر ہوا جس کا لقب بدر کبریٰ ہے رمضان میں آپ نے
خبر سنی کہ قافلہ قریش شام سے مکہ کو جا رہا ہے آپ صحابہ کو لے کر کہ تین سو تیرہ
تھے اس کے تعرض کے لئے چلے یہ خبر مکہ پہونچی کفار قریش ایک ہزار مسلح
آدمی لے کر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکل کر مکہ کو جا پہونچا
مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر میں جا کر ڈیرے
ڈالیں گے اور خوب جشن کریں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری ہیبت چھا جاوے
اور یہ احتمال بھی نہ تھا کہ تین سو آدمی اور وہ بھی بے سروسامان ہم سے مقابل
ہوں گے مفت میں نیک نامی ہاتھ آوے گی اللہ تعالیٰ کو اسلام کا اعزاز
اور کفر کا اذلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار
مقتول و اسیر و مخذول ہوئے سورۂ انفال میں یہی قصہ ہے اور اس تمام
قصہ سے شوال میں فراغ ہو گیا۔ پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کیلئے

تشریف لے چلے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر بدر کے دو مہینہ بعد غزوہ سویق
ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر میں شکست کھا کر مکہ پہونچے پھر ابو سفیان
دو سو سوار لے کر بارادہ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہونچے تھے
کہ مسلمانوں کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانوں کو لے کر چلے کفار بھاگ گئے
اور بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ستو جو کہ زادراہ تھا پھینک گئے اسی لئے
اس کا لقب غزوہ سویق ہوا یہ واقعہ ذی الحجہ میں ہوا پھر بقیہ ذی الحجہ مدینہ میں قیام
فرمایا اس کے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لئے چلے اور ختم سفر
تک وہاں قیام کیا مگر لڑائی نہیں ہوئی اور اسی سال نصف شعبان میں
تحویل قبلہ ہوئی اور زکوٰۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر
شعبان میں روزہ فرض ہوا اور آخر رمضان میں صدقہ فطر واجب ہوا اور
عیدین کی نماز اور قربانی اسی سال مقرر ہوئیں اور جمعہ اس سال سے پہلے
سال میں فرض ہو گیا تھا اور اسی سال مراجعت بدر کے ایک روز قبل
آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات ہوئی اور آپ نے اس
کے بعد حضرت ام کلثوم دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر
دیا۔ حضرت عثمانؓ اسی سبب سے ذی النورین کہلاتے ہیں اور بدر ہی
کے بعد حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا۔

سنہ ۳ ہجرت بعد ربیع الاول کے پھر قریش کے تعاقب میں

تشریف لے چلے اور نجران تک پہونچے اور ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ وہاں رہے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس آگئے پھر بنی قینقاع کا کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ فرمایا پھر عبد اللہ بن ابی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبد اللہ بن سلام کی برادری ہیں اور اسی نقض عہد کے سبب کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل کیا گیا اور اسی سال شوال کی ابتدا میں غزوہ احد واقع ہوا جس کا قصہ چوتھے پارہ کے پاؤ سے شروع ہوکر نصف کے کچھ بعد تک پہونچا ہے پھر غزوہ حمراء الاسد کہ ایک منزل ہے واقع ہوا اُس کا قصہ یہ ہوا کہ جب احد سے کفار چلے گئے تو پھر راہ سے مدینہ لوٹنے کا ارادہ کیا آپ یہ خبر سُن کر خود صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے جب کفار نے یہ سنا ڈر کر پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہونچے تھے اُس کے نام پر اس کا نام مقرر ہوا پھر بقیہ شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ کوئی واقعہ نہیں ہوا جب محرم کا چاند نظر آیا تو طلحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقابلہ آنے کی خبر سُن کر حضرت ابو سلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی ہمراہی میں مقابلہ کے لئے بھیجا لڑائی نہیں ہوئی اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آپہونچے پھر پانچویں محرم کو خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سُن کر حضرت عبد اللہ بن انیس کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ اُس کو قتل کرکے اُس کا سر لائے اور واپسی اُن کی بعد اٹھارہ روز کے ہوئی

محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ میں سریہ رجیع واقع ہوا کفار مکہ کے بہکانے
پر کچھ لوگ قبیلہ عضل وقارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت میں آکر بظاہر
مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کردیجئے کہ
ہم کو احکام سکھلاویں آپ نے دس آدمی ساتھ کردئے جب یہ لوگ
رجیع پر کہ ایک تالاب ہے قبیلہ ہذیل کا پہونچے تو ہذیل کو مدد کے لئے
بلالیا اور بدعہدی کی بعضے اُس وقت شہید ہوئے جیسے عاصمؓ اور بعضے
پکڑلئے گئے جیسے خبیبؓ اور بعد میں شہید کردئے گئے اور اسی صفر کے
مہینہ میں واقعہ بیر معونہ کا ہوا یہ ایک جگہ ہے بلاد ہذیل میں درمیان مکہ اور
عسفان کے وہ اس طرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن مالک رہنے والا نجد
کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس میں حاضر ہوا اور کہا میں مسلمان ہوجاتا مگر
مجھ کو قوم کا خیال ہے آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کردیں کہ وہ میری قوم کو
دعوت اسلام کریں پھر مجھ کو بھی کچھ تامل نہ ہوگا آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد کا
ڈر ہے اُس نے کہا کچھ ڈر نہیں میں اپنی پناہ میں لے لوں گا۔ آپ نے
ستر آدمی اصحاب میں سے کہ قرا کہلاتے تھے ساتھ کردئے جب یہ حضرات
بیر معونہ میں پہونچے کفار نے کہ ان میں رعل وذکوان وعصیہ بھی حسب روایت
بخاری تھے تقریباً سب کو شہید کرڈالا ان میں حسب روایت بخاری حرام
بن ملحان بھی تھے اور بانی اس غدر کا عامر بن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن

مالک مذکور کا عامر بن مالک کو اس کا بڑا رنج ہوا کہ اُس کی امان میں اُس کے بھتیجے کے فتور ڈالا اور ان ہی دنوں میں وہ مرگیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو مجھ کو ملک بانٹ دیجئے یا اپنے بعد مجھ کو اپنا خلیفہ بنا دیجئے ——————— ورنہ بڑا لشکر لاکر آپ سے لڑوں گا آپ نے بددعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِی عَامِرًا وہ طاعون سے مرگیا آپ نے ایک مہینہ تک ان قرار کے قاتلوں پر قنوت میں بددعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہوکر آگئے تو بددعا ترک فرمادی اور اسی واقعہ بیر معونہ کے ایام میں غزوۂ بنی نضیر ہوا یہ لوگ یہود مدینہ سے تھے قصہ اس کا یوں ہوا کہ واقعہ بیر معونہ میں عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوئے تھے مگر عامر بن طفیل مذکور نے ان کی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اس کی ماں کے ذمہ ایک غلام کا آزاد کرنا تھا اُس میں چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا یہ وہاں سے پھرے راہ میں دو شخص مشرک بنی عامر کے انہیں ملے انھوں نے اُن دونوں کو قتل کیا دل میں سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے عامر بن طفیل سے جس نے سب اصحاب بیر معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونوں مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں تھے اس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس قتل کی نسبت کہ بخطا واقع ہوا تھا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر باہم عہد سے تھے

لہذا آپ کو منظور ہوا کہ اُن کے مشورہ سے اس معاملہ دیت کو طے کریں اور
بامرِ سبب غزوہ بنی نضیر کا ہوا اُس کا قصہ یہ ہے کہ جب آپ مدینہ طیبہ
ہجرت فرما کر تشریف فرما ہوئے تو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ
کے باہر ایک ایک محلہ میں رہتے تھے آپ سے عہد کیا کہ ہم آپ کے موافق
رہیں گے کچھ بدخواہی نہ کریں گے اور آپ کے دشمن کی مدد نہ کریں گے جب
آپ اس معاملہ دیت میں محلہ بنی نضیر میں تشریف لاتے اور اُن سے اس
معاملہ میں گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے
لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرے آپ کو وحی سے
اطلاع ہوگئی آپ اُٹھ کر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم
نے نقض عہد کیا یا تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہوگی وہ لڑائی
کے لئے تیار ہوئے آپ نے ان پر لشکر کشی کی اور ان کے قلعہ کو محصورہ
کر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر راضی ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب
ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جس قدر اسباب ہمراہ لے جا سکو لے جاؤ بعضے خیبر
میں جا بسے بعضے شام میں بعضے اور جگہ سورہ حشر میں یہی قصہ ہے اور
اسی سال یا اگلے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسنؓ پیدا ہوئے

سکنہ ہجرت - ابوسفیان احد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے
کہ سال آئندہ پھر بدر پر لڑائی ہوگی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابوسفیان

کی بار زنگ جانے کی ہمت نہ ہوئی اُس نے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو
کہ آپ بھی بدر نہ جاویں تو ہم کو خجالت نہ ہو ایک شخص کو نعیم بن مسعود نام
تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو ابوسفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہنچا کر
مرعوب کردے مسلمانوں نے سن کر کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ
اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو لے کر بدر تشریف لے گئے اور چند روز مقام کیا
کوئی مقابل نہ آیا اور وہاں اصحاب نے تجارت میں خوب نفع حاصل کیا
اور خوش و خرم بے جنگ و رنج پھر آئے۔ اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغریٰ
اور بدر موعد بھی کہتے ہیں اور یہ واقعہ شعبان میں اور بقول بعض ذیقعدہ میں
ہوا اور اسی سال امام حسینؓ پیدا ہوئے۔

۵ سنہ ہجرت اس میں غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول میں ہوا
یہ مقام دمشق سے پانچ منزل ہے آپ نے سنا تھا کہ وہاں کچھ کفار جمع ہوئے
ہیں مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں آپ ایک ہزار آدمیوں کو لے کر روانہ ہوئے
وہ خبر سن کر متفرق ہو گئے آپ چند روز وہاں مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے
آئے اسی سال شعبان میں غزوہ مریسیع ہوا اُس کو غزوہ بنی مصطلق بھی
کہتے ہیں آپ کو یہ خبر پہونچی کہ بنی مصطلق لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں آپ خود
صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہیں ہوئے اُنکے اموال
اور ذریۃ مسلمانوں کے ہاتھ لگے حضرت جویریہؓ اسی غزوہ میں ثابت بن قیس

ے حصہ میں آگئیں اُنہوں نے مکاتب بنا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
بدل کتابت ادا کر کے اُن سے نکاح فرمایا اور اسی غزوہ میں قصہ افک
یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے تہمت لگانے کا دردناک واقعہ ہوا اور اسی
سال شوال غزوہ خندق جس کا نام غزوہ احزاب بھی ہے واقع ہوا قصہ اُسکا
یہ ہے کہ جب بنی نضیر جلا وطن کیئے گئے حیی بن اخطب بنی نضیر میں بڑا
مفسد تھا یہ خیبر میں جا رہا تھا چند مفسدوں کو لے کر مکہ پہونچا اور قریش کو
آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور تدبیر اور آدمیوں سے مدد دینے کا
وعدہ کیا مختلف قبائل مل کر دس ہزار ہو گئے اور مدینہ کو چلے آپ نے یہ
سُن کر مشورہ حضرت سلمانؓ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع[1] کے خندق کھودنے
کا حکم دیا دوسری جانب شہر پناہ اور عمارات سے محکم تھیں اور بعد مرتب
ہونے خندق کے وہاں اپنا لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب
لشکر کفار کا آپہونچا خندق دیکھ کر بہت متحیر ہوا اسلیئے کہ عرب نے تو یہ صورت
کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن ہو کر تیر و سنگ سے لڑتے رہے
ادھر سے بھی تیر و سنگ سے اُن کو جواب دیا جاتا تھا اور حیی بن اخطب
نے بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپ نے احزاب میں تفرقہ ڈالنے
کے لئے مشورہ کیا ایک شخص نعیم بن مسعود تے کہ قبیلہ غطفان سے تھے

---

[1] یہ پہاڑ ہے مدینہ میں کذا فی القاموس ۱۲

اور تازہ مسلمان ہوئے تھے اور ہنوز اُن کے اسلام کی کفار کو اطلاع نہ ہوئی
تھی عرض کیا کہ میں ایک تدبیر خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ میں
کر سکتا ہوں کیونکہ مرے اسلام کی اُن کو خبر نہیں وہ میرا اعتبار کریں گے۔
آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی وہ بنی قریظہ میں گئے اور
کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے عہد شکنی کی بیجا کیا اگر یہ لوگ بے محمدؐ کے کام تمام کئے ہوئے پھر گئے
تو محمدؐ تم پر فوج کشی کریں گے اور تم کو تنہا اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں
یہود نے کہا کہ اب اس کی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم ان لوگوں کو کہلا
بھیجو کہ چند سردار یا اولاد سرداروں کی تم کو بطور رہن یعنی اُول کے دیدیں کہ
تمہارے پاس رہیں اگر محمدؐ تمہارا قصد کریں گے تو اُن سرداروں کی حفاظت
کی ضرورت سے یہ لوگ تمہاری مدد کو ضرور آویں گے اگر وہ لوگ اِس کو
منظور کرلیں تو سمجھ لو کہ دل سے اُن کو تمہارا خیال ہے اور اگر نہ مانیں تو وہ
دل سے تمہارے دوست نہیں اُنہوں نے کہا کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہیں
پھر نعیم وہاں سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیر خواہ ہونا ظاہر کرکے کہا
کہ ہم نے سُنا ہے کہ قریظہ محمدؐ سے در پردہ مل گئے ہیں اور محمدؐ نے اُن کو کہلا
بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش میں سے کچھ اعیان ہمارے
ہاتھ گرفتار کرادو سو انہوں نے اس کا وعدہ کرلیا ہے سو اگر وہ تم سے آدمی

طلب کریں ہرگز نہ دیجو اور وہاں سے اُٹھ کر غطفان کے لوگوں سے بھی اس طرح کہہ دیا قریفنہ کی طرف سے یہاں وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی ہو کر باہم اچھا خاصہ بگاڑ ہو گیا جب احزاب کو زیادہ دن گذر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے اُن کے دل افسردہ ہو گئے اللہ تعالے نے ایک پُروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اُکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے کہا کہ اب ٹھیرنا صلاح نہیں اور اُسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورۃ احزاب میں اسی غزوہ کا ذکر ہے اور غزوہ خندق کے متصل ہی غزوہ بنی قریظہ ہوا اور اس طرح ہوا کہ جب آپ بعد فتح غزوۂ احزاب دولت خانہ میں تشریف لائے آپ نہا رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا تعالے کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پر چڑھائی کیجئے آپ نے اُسی وقت لشکر روانہ کیا اور مع لشکری بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اُنہوں نے گھبرا کر درخواست کی کہ ہم اس طرح اترتے ہیں کہ سعد بن معاذ جو ہمارے لیے حکم دیں ہم کو منظور ہے وہ صحابی قبیلۂ اَوس ہیں تھے جو بنی قریظہ کے حلیف تھے بنی قریظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونے کے سبب رعایت کریں گے اُنہوں نے بعد اُترنے کے یہ حکم دیا کہ مردان کے قتل کیے جاویں اور عورتیں لڑکے لونڈی غلام بنائے جاویں اور مال و جائداد ان کا سب ضبط ہو چنانچہ اسی

طرح کیا گیا اور اسی زمانہ میں ابو رافع یہودی قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی میں رہا کرتا تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے میں یہ بھی شریک تھا آپ نے عبداللہ بن عتیق کو چند انصاریوں پر سردار کر کے اس کے قتل کو بھیجا انہوں نے پہونچکر رات کو اسکو قتل کیا حدیثوں میں اس کا قصہ مفصل مذکور ہے اور خندق اور قریظہ کے بعد مگر پورے طور سے تاریخ معین نہیں پہلے غزوہ عسفان ہوا جسمیں حسب روایت ترمذی صلوٰۃ الخوف نازل ہوئی اور اس کے بعد سریہ خبط ہوا خبط کہتے ہیں جھڑے ہوئے پتوں کو صحابہ نے شدت جوع سے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اس لئے یہ نام ہوا اس میں مدینہ سے پانچ روز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لئے حضرت ابو عبیدہ کو تین سو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا اور عنبر ماہی اسی سفر میں دریا سے موج کے ساتھ کنارے پر آگئی تھی جو بہت بڑی تھی اور اس غزوہ کا نام غزوہ سیف[1] البحر بھی ہے اور بعض روایات[2] میں ہے کہ قافلہ قریش کے تعرض کے لئے یہ لشکر گیا تھا اور اسی سال میں اور بقول بعض اس سے پہلے سال میں آیت حجاب نازل ہوئی۔

---

[1] سیف ساحل ۱۲ قاموس [2] اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ قصہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیبیہ کے بعد زمانہ صلح کا رہا ۱۲ منہ

سنہ ۶ ہجرت بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی لحیان کی طرف غزوہ
کے ارادے سے چلے وہ خبر سن کر پہاڑوں میں بھاگ گئے آپ نے وہاں
دو روز مقیم رہ کر فوج کے دستے مختلف جوانب بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہیں
آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر سریہ نجد واقع
ہوا یعنی آپ نے ایک لشکر نجد کی جانب بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ
بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے مسلمان ہو گئے اسی سال ذیقعدہ
میں قصہ حدیبیہ کا واقع ہوا۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے
گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحاب سے یہ خواب بیان کیا اصحاب تو شوق
لقائے مکہ میں بے قرار تھے خواب سن کر تیاری سفر کی کر دی اور آپ
بھی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ متصل مکہ کے پہونچ گئے اور
قریش نے سن کر کہا کہ ہم مکہ میں ہرگز نہ آنے دیں گے آپ نے وہاں سے
ہٹ کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنواں ہے اس کے پاس میدان ہے
آپ وہاں ٹھہرے پھر ایک دراز قصہ کے بعد جو کہ بخاری شریف میں مذکور
ہے اس پر صلح ہوئی کہ اگلے سال آ کر عمرہ کریں اور تین دن سے زیادہ
نہ ٹھہریں اور دس برس مدت صلح کی ٹھہری اس عرصہ میں فیما بین لڑائی
نہ ہو اور نہ آپ کے حلیفوں سے قریش نہ لڑیں اور قریش کے حلیفوں سے
آپ نہ لڑیں حلیف کہتے ہیں عہد موافقت باندھنے والے کو اور وہاں

بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپ کے ساتھ ہم عہد ہوئے اور
بنی بکر قریش کے ساتھ اس کے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے
اور اسی سنہ میں حدیبیہ کے قبل واقدی نے چند سرایا ذکر کیے ہیں مثلاً
ربیع الاول یا آخر میں عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیوں کے ساتھ غمر¹ کی
طرف بھیجا وہ لوگ خبر سن کر بھاگ گئے اور اُن کے دو سو اونٹ ہاتھ آئے
جن کو لے کر مدینہ آ گئے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ذی القصہ² کی طرف بھیجا
وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ مسلمان ہو گیا اور محمد بن مسلمہ
کو دس آدمی لے کر بھیجا غنیم چھپ کر بیٹھ گئے جب مسلمان سو گئے دفعتہً
اُن پر آ گرے اور سب کو قتل کر دیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر لوٹے اور اسی
سال زید بن حارثہ کا سریہ جموح³ کی طرف روانہ ہوا کچھ قیدی اور مواشی ہاتھ
آئے اور جمادی الاولی میں یہی زید بن حارثہ پندرہ آدمیوں کے ساتھ
طرف⁴ کی طرف روانہ کیے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ میں
یہی زید عیص⁵ کی جانب بھیجے گئے اور ابو العاص بن ربیع آپ کے داماد

¹ ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲
² ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲
³ ویقال جموح ناحیۃ ببطن نخل من المدینہ ۱۲ کذا فی المواہب
⁴ ماء علی ستۃ وثلثین میلاً من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب وہو کلکتف کذا فی القاموس ۱۲
⁵ موضع علی اربع لیال من المدینۃ ۱۲ مواہب

یعنی حضرت زینب کے شوہر قریش کا مال تجارت لئے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لے لیا گیا اور ابو العاص نے مدینہ میں آکر حضرت زینب کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھ کو واپس کرا دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں سے اجازت لے کر واپس کرا دیا اُنہوں نے مکہ میں آکر سب کی امانتیں ادا کیں اور مسلمان ہو گئے۔ مگر زاد المعاد میں راجح اس قصہ کا بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہے اور اُس کو ابو بصیر کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنہوں نے ہی آپ کے ارشاد کی خبر سُن کر مال واپس کیا تھا اور اسی میں سریہ عبد الرحمن بن عوف کا شعبان میں دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال شوال میں عرنیین کے مقابلہ کے لئے سریہ کرز بن جابر فہری کا ہوا بیس[۲۰] آدمی بھیجے تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثوں میں ہے ان سب کے بعد حدیبیہ[۱] ہوا۔ پھر بعد حدیبیہ کے غزوہ غابہ واقع ہوا جس کا نام غزوۂ ذی قرد بھی ہے یہ ایک تالاب ہے اور غابہ ایک مقام ہے مدینہ طیبہ کے قریب ہے یہاں آپ کے کچھ اونٹ چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فزاری راعی کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن

[۱] حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کی خواب کا غلط ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ خواب میں کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سو اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۲ منہ

اکوع نے اُس روز بہت کام کیا اور ان کو ذی قرد تک بھگاتے چلے
گئے اور سب اونٹ چھڑا لئے صحیح مسلم میں یہ قصہ بسط سے مذکور ہے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریباً ٹھہرے
تھے کہ غزوۂ خیبر واقع ہوا آپ وہاں صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات زراعت
لے کر صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا
آپ نے محاصرہ کیا سات قلعے خیبر میں تھے سب قلعے بتدریج فتح
ہو گئے بعد فتح ہونے کے آپ نے یہود خیبر کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا
اور ان کے اموال اور باغ اور زمین سب ضبط کر لئے یہود نے عرض کیا
کہ آپ کو یہاں کے تردد کے لئے مزدوروں کی حاجت ہوگی اگر آپ ہم کو
جلا وطن نہ کریں تو یہ کام ہم کریں گے آپ نے یہ بات اُن کی قبول فرمائی
اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہیں تمہیں رکھیں گے جب چاہیں نکال
دیں گے اور بٹائی پر خدمت کے لئے اُن کو رکھا پیداوار میں سے نصف
حصہ اُن کا مقرر کر دیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں جبکہ جزیرۂ
عرب کو کفار سے خالی کرنا منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکال دیا وہ سب
شام کو چلے گئے خیبر سے ملحق ایک موضع فدک تھا وہاں کے لوگوں نے
آپ سے اس طرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی آپ کو دیں اور آدھی
اپنے پاس رکھیں آپ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے حضرت صفیہؓ

حضرت دحیہؓ کے حصہ میں آئی تھیں آپ نے اُن سے لے کر آزاد کر کے
اُن سے نکاح کر لیا آپ خیبر میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی
طالب مع اور مہاجرین حبشہ کے وہیں تشریف لائے اور انہی کے ساتھ
کشتی پر حضرت ابو موسیٰ اشعری مع اشعریین کے آئے اور خیبر ہی میں ایک
یہودیہ نے دست کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ
مُنہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اِس دست نے مجھ سے کہہ دیا کہ مجھ میں زہر ملا ہے
اور اسی غزوہ میں گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی اور اسی غزوہ
میں متعہ کی ممانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا پھر حرام
ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم میں
موجود ہے پھر آپ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے
وہاں کچھ یہود اور کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی
القریٰ میں چار روز رہے جب یہود تیمار کو یہ خبریں پہونچیں انہوں نے آپ
سے صلح کر لی اور اپنے اموال پر قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خیبر اور
فدک والوں کو نکالا تھا اور تیمار اور وادی القریٰ والوں کو اس لئے نہیں
نکالا کہ یہ مواضع شام میں سے ہیں پھر خیبر سے واپس تشریف لاکر شوال
۸ھ ہجری تک آپ کہیں نہیں تشریف لے گئے اور اس مدت میں
مختلف سرایا روانہ فرمائے۔

۱- سریہ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی فزارہ کے مقابلہ میں

۲- سریہ عمرؓ بجانب ہوازن

۳- سریہ عبداللہ بن رواحہ بجانب بشیر بن وارام یہودی

۴- سریہ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ

۵- ایک سریہ بجانب حرقات از قبیلہ جہینہ[1]

۶- سریہ غالب بن عبداللہ کلبی بجانب بنی الملوح بمقام کدید

۷- سریہ بشیر بن سعد بجانب عیینہ از یمن و غطفان وحیان

۸- سریہ ابی حدرد اسلمی

۹- ایک سریہ بجانب اضم

۱۰- سریہ[2] عبداللہ بن حذافہ سہمی اور خیبر کے بعد ایک غزوۂ ذات الرقاع ہوا اس میں غطفان سے مقابلہ ہوا اور اس کو غزوۂ نجد اور غزوۂ بنی انمار بھی کہتے ہیں اور اسی سال قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان میں۔

---

[1] اور حضرت اسامہ سے وہ غلطی کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کی نیت کو تقیہ پر محمول کیا اسی واقعہ میں ہوئی ۱۲ منہ

[2] اور وہ قصہ اسی میں ہوا تھا کہ انہوں نے ایک دن غصہ ہو کر آگ جلوائی اور سب کو کہا اس میں گھس جاؤ بعضے آمادہ ہوگئے اور بعض نے اُن کو روکا اور آپ نے فرمایا کہ اطاعت امر غیر مشروع میں جائز نہیں ۱۲ منہ

سنہ ۷ ہجرت اوپر کے بعضے سرایا اسی سنہ میں ہوئے مگر تاریخ تمیز نہ ہونے سے میں نے سب کو تبعاً خیبر کے ذیل میں ذکر کر دیا اسی سنہ میں ذیقعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا واقع ہوا صلح حدیبیہ میں جو شرط ٹھہری تھی اُسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ میں آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ میں جو ساتھ تھے وہ ضرور چلیں مکہ پہونچ کر عمرہ کیا اور وہاں حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہ کی بچی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہولی آپ نے اُس کی خالہ کو جو حضرت جعفر کے نکاح میں تھیں سپرد کر دی جیسا حدیثوں میں ہے۔

سنہ ۸ ہجرت غزوہ[1] موتہ یہ جمادی الاولیٰ میں ہوا سبب اس کا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عمیرؓ آپ کا نامہ مبارک حاکم بصریٰ کے پاس لئے ہوئے جاتا تھا راہ میں حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہے جس کا نام شرجیل بن عمرو غسانی تھا اُس کو قتل کر ڈالا آپ نے اِس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ

---

[1] کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی ہوتے ہیں قطع نظر اصطلاح مشہور ہے کہ جس میں آپ بھی تشریف رکھتے ہوں ۱۲ منہ

شہید ہو جاویں تو جعفر بن ابی طالب کو امیر بنا دیں اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو عبد اللہ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو ایک مسلمان کو مسلمانوں میں سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانوں نے حضرت خالدؓ بن الولید کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الآخری میں غزوۂ ذات السلاسل ہوا یہ وادی القری کے آگے ہے اور یہاں سے مدینہ منورہ دس دن کی راہ ہے آپ نے سنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپ نے حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو خبر ملی کہ مجمع اعداء کا زیادہ ہے تو دو سو آدمی دے کر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا اور اُن میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے کچھ غنیم ملے مسلمانوں نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک پانی پر ٹھیرا تھا جس کا نام سلسل تھا اس لیے اُس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ سلاسل سلسلہ وار ریگ کو کہتے ہیں وہ زمین ایسی ہی تھی اور بخاری میں غزوہ ذات السلاسل سے پہلے غزوۂ ذی الخلصہ کا بھی ذکر کیا ہے جس میں آپ نے جریر بن عبد اللہ کو احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو بھیجا تھا جو قبیلہ خثعم میں کہ اہل یمن میں سے تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا

پھر اسی سال رمضان میں فتح مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور موجب اعزاز اسلام
اور مفتاح شیوع دین ہے سامان اس کا یہ ہوا کہ خزاعہ کو صلح حدیبیہ
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بنی بکر کے قریش کے
عہد میں ہوگئے تھے آپس میں لڑے اور زیادتی بنی بکر کی تھی کہ خزاعہ پہ
شبخون مارا اور قریش نے اُن کی خفیہ مدد کی آپ نے قریش کی اس عہد
شکنی کی خبر پاکر تیاری لشکر کشی مکہ پر فرمائی اور معہ لشکر مہاجرین و انصار و
دیگر قبائل عرب کو کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے موکب ہمایوں
داخل مکہ ہوا اور قتال ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار
قریش شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُن کی جان بخشی فرمائی گئی
اور اُس روز تھوڑی دیر کے لیے حرم میں قتال کی اجازت حق تعالیٰ
کی طرف سے ہوگئی تھی اور فتح کا قصہ نہایت بسوط ہے تواریخ حبیب الٰہ
میں دیکھ لیا جاوے یہاں اختصار مدنظر ہے اور آپ نے خانہ کعبہ کے
بتوں کو نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ میں تھے اُن کے
توڑنے مٹانے کے لیے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزیٰ
کے مٹانے کو کہ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاص
کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بت تھا اور سعد بن زید اشہلی کو مناۃ کی طرف
کہ مشلل میں قدید کے قریب اوس اور خزرج و غسان وغیرہم کا بت تھا

روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کرکے آ گئے اور آپ نے اثنا مت مکہ ہی کے زمانہ میں حضرت خالدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھیجا[۱] پھر بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا اس کو غزوہ اوطاس بھی کہتے ہیں یہ دونوں موضع ہیں مکہ اور طائف کے درمیان ہیں اور غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ آپ کے قتال کو آئے تھے آپ وہاں کے ان کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے اور قتال شروع ہوا اور میان میں کچھ پریشانی لشکر اسلام میں ہو گئی مگر انجام کار اللہ تعالےٰ نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین میں ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر اوطاس میں جمع ہو گئے حملہ لشکر اسلام سے وہاں بھی شکست پائی اور اس کے بعد شوال کے مہینہ میں آپ نے طائف کا کہ وہاں بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف میں قلعہ کے اندر پناہ گزیں ہو گئے تھے مگر علم الٰہی میں اس کے فتح کا وقت نہ آیا تھا۔ آپ وہاں سے اٹھ آئے اور بعد غزوہ تبوک کے کہ جس کا ذکر آویگا وہ لوگ بلا قتال

---

[۱] جب یہ وہاں پہونچے وہ لوگ مسلمانوں کو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اسلئے بجائے اسلمنا کے صبانا صبانا کہنے لگے حضرت خالدؓ نے غلطی سے ان کو قتل کرنا شروع کیا آپ یہ خبر سن کر ناخوش ہوئے اور اسی قصہ میں حضرت علیؓ اور خالدؓ میں کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالد کو فہمایش فرمادی ۱۲ منہ

خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بت اُن کے ہاں تھا وہ
بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم میں عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی
طرف پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لئے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے
اور کچھ مرد و عورتیں گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر اُن کے چند روسار
اقرع بن حابس وغیرہ مدینہ میں آئے اور بعد مقابلہ نظم و نثر کے مسلمان
ہو گئے آپ نے ان کو خوب عطیہ بھی دیا پھر صفر میں قطبہ بن عامر کو خثعم
کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لے کر مدینہ آ گئے اور اسی
سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا
نے وفات پائی۔

۹ سنہ ہجرت ربیع الاول میں ایک لشکر ضحاک بن سفیان
کا ہمراہی میں بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت
ہوئی پھر ربیع الآخر میں علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ
گئے پھر ایک لشکر عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال
حضرت علیؓ کو ایک بتخانہ منہدم کرنے کے لئے جو کہ قبیلہ طے میں تھا بھیجا
حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا۔ چنانچہ وہ بُت خانہ منہدم کیا گیا۔ اور کچھ
قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور ان کی بہن قید۔

کی گئی آپ نے ان کی بہن کو اُس کی درخواست پر رہا کر دیا اور سواری
بھی دی اُس نے عدی سے جا کر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہو
گئے پھر رجب میں غزوہ تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہے اطراف
شام میں اس کو غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں اس لیے کہ تکلیف کے دنوں
میں اس کی تیاری ہوئی تھی سبب اس کا یہ ہوا کہ آپ کو خبر پہونچی کہ
ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود
اس پر لشکر لے جاویں قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس
ہزار آدمی اس غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک میں
پہونچے اور متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر
برحق سمجھتا تھا اُدھر رُخ نہ کیا آپ نے اطراف وجوانب میں لشکر بھیجے چنانچہ
حضرت خالد کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی طرف بھیجا وہ اُس کو گرفتار کر کے
لائے بعض نے لکھا ہے کہ اُس نے کچھ نذرانہ مقرر کر دیا اور چھوڑ دیا گیا
بعض نے کہا ہے کہ مسلمان ہو گیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہو گئے
آپ صحابہ سے مشورہ کر کے مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی زمانہ میں مسجد
ضرار کے ہدم کا قصہ ہوا وہ یوں ہوا کہ ابوعامر راہب ایک بڑا مفسد قوم
خزرج سے تھا اور کتابیں پڑھ کر نصرانی ہو گیا تھا پہلے تو آپ کی خبر
نبوت کی بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہونچے مارے حسد کے

مسلمان نہ ہوا اور عداوت میں سرگرم رہتا بعد غزوۂ بدر کے مدینہ سے
بھاگ کر قریش سے جا ملا اُحد میں آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تا کہ بادشاہِ
روم کا لشکر آپ پر چڑھا لاوے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ میں منافقین
کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بناویں وہ جگہ مشورہ کی ہو گی وہ سفر تبوک سے
پہلے مسجد قبا کے متصل بنوا چکے تھے اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ
اس میں چل کر نماز پڑھ لیں مطلب یہ تھا کہ اس سے اُس کی رونق ہو جاویگی
آپ نے فرمایا اس وقت جہاد کو جاتا ہوں بعد معاودت دیکھا جاویگا
بعد معاودت پھر استدعا کی اللہ تعالے نے اُن کے مکر پہ مطلع فرمایا اور
یہ آیتیں نازل فرمائیں وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا الآیۃ
آپ نے اُس کو کھدوا ڈالا اور جلا دیا اور اسی سال حج فرض ہوا آپ
خود بسبب شغل تعلیم و ہدایت کے یعنی مختلف قبائل و مقامات کے
ڈپٹیوں کے جن کا ذکر بعد میں آتا ہے اور سنہ ۹ میں یہ لوگ زیادہ آئے
تھے اور بسبب اہتمام غزوات کے کہ ہر وقت احتمال اس کا رہتا تھا
خود تشریف نہ لے جا سکے حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج مقرر کر کے مکہ کو روانہ
کیا کہ لوگوں کو حج موافق شرائع اسلام کے کر دیں اور سورۃ برات واسطے
سنانے احکام نقض عہد کے اُن کے ساتھ کر دی پھر پیچھے سے موافق
عادت عرب کے کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہیں

حضرت علیؓ کو روانہ کیا اُن احکام کی تفصیل سورہ براءت میں ہے اور اسی سال حضرت ام کلثومؓ آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا

سنہ ۱۰ ہجرت اس میں آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپ نے ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کرتا ہے لہذا حجۃ الوداع کہلاتا ہے آپ کے حج کی خبر سن کر مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے اور اسی حج میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل غدیر خم نام میں خطبہ تاکید محبت کا حضرت علیؓ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگوں نے جو یمن میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے ان کی بیجا شکایتیں آپ سے کی تھیں پھر آپ مدینہ پہونچکر بہ ہدایت وارشاد خلق وعبادت خالق میں مشغول ہوئے اور ربیع الاول میں سفر آخرت کو آپ نے اختیار فرمایا

مِنَ الْقَصِیْدَۃِ فِیْ غَزَوَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

فَمَا زَالَ یَلْقَاھُمْ فِیْ کُلِّ مُعْتَرَکٍ
حَتّٰی حَکَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰی وَضَمٍ

یَجُرُّ بَحْرَ خَمِیْسٍ فَوْقَ سَابِحَۃٍ

لے آپ کفار سے ہر میدان جنگ میں لڑتے تھے یہانتک کہ وہ بسبب نیزہائے مجاہدین کے اس گوشت بیحس وحرکت کے مشابہ ہوگئے جو تختہ قصاب پر رکھا ہو ۲ے دین اسلام دریائے لشکر کو گھوڑے تیز و نرم رفتار پر سوار ہے

رمی بموج من الابطال ملتطم

هم الجبال فسل عنهم مصادمهم

ماذا رای منهم فی کل مصطدم

فسل حنینا وسل بدرا وسل احدا

فصول حتف لهم ادهی من الوخم

ومن یکن برسول الله نصرته

ان تلقه الاسد فی اجامها تجم

یارب صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

کھینچ رہا ہے ایسے حال میں کہ وہ دریا دلیروں کی موج کو جو باہم متصادم ہے پھینک رہا ہے (یعنی دلیروں کی صفیں آپس میں متلاطم ہیں) لشکر اسلام (ثبات قدم میں) پہاڑوں کی مانند ہے (اگر تجھ کو میرے قول کا یقین نہیں آتا تو) ان کا حال (وکیفیت استقلال) اُن کے مقابل سے دریافت کرلے کہ اُس نے انکا ہر جنگ گاہ میں کیا حال دیکھا ہے اور اُن کا حال مقامات جنگ سے یعنی حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو پوچھ لے جو اُن کے حق میں وبا سے بھی زیادہ سخت ہیں ضرر میں اور جس کی نصرت بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اس کو شیر اپنے بیشوں میں ملیں تو وہ دم بخود رہ جاویں گے ۱۲ عطر الوردہ

اٹھارویں فصل

خدمت شریف میں حاضر ہونے والے وفود کا بیان

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل میں بہت تھی اور تھوڑے دن قصۂ اصحاب فیل کو گذرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آویں گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیقت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہو گئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سیکھنے شرائع اسلام کے بھیج دیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہے جس سال میں وفد بکثرت آئے یعنی ۹ سنہ وہ عام الوفود کہلاتا ہے آپ وفود کی بہت خاطرداری اور توقیر کرتے اور انعام دے کر رخصت کرتے۔ نیز عام اہل عرب اس کے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم

لہ اور بعض قبیلہ نے بجائے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاریٰ نجران ۱۲ منہ

ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوتے اب بعض وفود کا ذکر مختصر فہرست
کے طور پر کیا جاتا ہے قصے ان کے کتب سیر میں مذکور ہیں۔

۱۔ وفد ثقیف جن کا ذکر غزوہ طائف کے ذیل میں آچکا ہے۔ کہ وہ
لگ خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے آپ غزوۂ تبوک سے رمضان میں واپس
ہوئے تھے اور اسی ماہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے۔

۲۔ وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوۂ طائف کے گذرا ہے کہ اقرع بن
حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے۔

۳۔ وفد طے غزوۂ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہو کر
سلمان ہو گئے۔

۴۔ وفد عبد القیس[۱]

۵۔ وفد بنی حنیفہ ان میں مسلیمہ کذاب بھی آیا تھا اور ان میں بعضے لوگ
سلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے اور یہ لوگ سنہ کے اخیر
میں آئے تھے۔

۶۔ دوسرا وفد طے ان میں زید خیل آئے تھے۔

۷۔ وفد کندہ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔

۸۔ وفد اشعریین واہل یمن۔

---

[۱] شیخ عبد القیس جن کی مدح حدیثوں میں آتی ہے انہی میں آئے تھے۔

۹۔ وفد ازد ان میں صرد بن عبد اللہ بھی آئے تھے۔

۱۰۔ وفد بنی الحارث بن کعب ربیع الثانی یا جمادی الاولی سنہ میں

۱۱۔ وفد ہمدان

۱۲۔ وفد مزینہ

۱۳۔ وفد دوس

۱۴۔ وفد نجران[1]

۱۵۔ وفد بنی سعد بن بکر یہ لانے والے ضمام بن ثعلبہ تھے۔

۱۶ طارق بن عبد اللہ مع اپنی قوم کے

۱۷۔ وفد تجیب

۱۸۔ وفد بنی سعد ہذیم از قبیلہ قضاعہ

۱۹۔ وفد بنی فزارہ بعد تبوک

۲۰۔ وفد بنی اسد

۲۱۔ وفد بہراء

۲۲۔ وفد عذرہ[2] صفر ۹ سنہ میں

۲۳۔ وفد بلی[3] ربیع الاول ۹ سنہ میں

---

[1] مباہلہ کا قصہ انہی لوگوں سے ہوا تھا انہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر مطیع اور باجگذار ہوگئے
[2] زاد المعاد میں اسی طرح ہے شاید محرم سے ابتداء کے اعتبار سے یہ سنہ لیا ہے۔
[3] بروزن رضی قبیلۃ کذا فی القاموس ۱۲ منہ

۲۴- وفد ذی مرہ - ۲۵- وفد خولان شعبان سنہ۱۰ھ میں

۲۶- وفد محارب سال حجۃ الوداع میں - ۲۷- وفد صدا[1] سنہ۸ھ میں

۲۸- وفد غسان رمضان سنہ۱۰ھ میں - ۲۹- وفد سلامان شوال سنہ۱۰ھ میں

۳۰- وفد بنی عبس[2] - ۳۱- دوسرا وفد ازد ان میں سوید بن الحارث آئے تھے

۳۲- وفد بنی منتفق - ۳۳- وفد نخع اور یہ آخر وفود ہے کذا فی زاد المعاد[3]

من القصیدۃ

یا خیر من یمم العافون ساحتہ
سعیًا وفوق متون الاینق الرسم
ومن ہو الآیۃ الکبری لمعتبر
ومن ہو النعمۃ العظمی لمغتنم
یا رب صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

لہ اے بہترین اُن کے کہ سائل دوڑتے ہوئے اور تیزرو اونٹنیوں کی پشتوں پر سوار ہو کر ان کی درگاہ کا قصد کرتے ہیں (جیسے وفود آتے تھے) ۲ے اور اے وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی ہے متامل کیلئے اور وہ بڑی نعمت ہے قدردان کے لئے (کہ آپ کی قدر سمجھ کر وفود آتے تھے)

عطر الوردہ مع تغیر ما ۱۲ منہ

زیاد بن حارث صدائی جن کی اذان کا قصہ حدیث میں آتا ہے وہ اسی قبیلے سے ہیں ۱۲ منہ

آپ نے اُن سے حضرت خالد بن سنان کی اولاد کو پوچھا انہوں نے کہا کہ ایک لڑکی تھی اس کی نسل منقطع ہو گئی آپ نے فرمایا نبی تھی اُن کی قوم نے انکو ضائع کر دیا یعنی انکی قدر نہ پہچانی۔

اور اگر نجران کو بوجہ اسلام نہ لانے کے نکال دیا جاوے اور ازد اور طے کے دونوں وفد کے مجموعہ کو ایک کے حکم میں رکھا جاوے تو تینتیس ہوتے ہیں ۱۲ منہ

انیسویں فصل

حکام اور اہلکاروں کو ملکی انتظام اور تحصیل صدقات و جزیہ کے واسطے معین فرمانے کا بیان

حکام اور اہلکاروں کے متعین فرمانے میں واسطے انتظام ملکی و تحصیل صدقات و جزیہ کے جن بلاد میں اسلام کا تسلط ہو گیا وہاں اس کام کیلئے ان صاحبوں کو مامور فرمایا۔

۱۔ مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعاء پر

۲۔ زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر

۳۔ عدی کو طے پر اور بنی اسد پر

۴۔ مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر

۵۔ زبرقان بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقوں پر

۶۔ قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقوں پر

۷۔ علاء بن الحضرمی کو بحرین پر تحصیل کے لئے

۸۔ حضرت علیؓ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حاشیوں سے

۹۔ عتاب بن اسید کا مکہ پر اور

۱۰۔ معاذ بن جبل اور

۱۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا ثابت ہے۔

مِنَ القَصِیدَۃ

مِنْ کُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰہِ مُحْتَسِبٍ

یَسْطُو بِمُسْتَاصِلٍ لِلْکُفْرِ مُصْطَلِمِ

حَتّٰی غَدَتْ مِلَّۃُ الْاِسْلَامِ وَھْیَ بِھِمْ

مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِھَا مَوْصُولَۃَ الرَّحِمِ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

لہ اصحاب کرام میں ہر ایک مجیب دعوت حق ہے (کہ آپ نے جہاں بھیجدیا چلے گئے) اور امید وار (عطائے حق) ہے (کہ ثواب کے لئے چلے گئے) جو حملہ کرتا ہے بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ اکھاڑ کر پھینکدے

لہ یہانتک کہ ملتِ اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابۃ ہوگئی اس حال میں کہ وہ ملت اسلام ان سے لحق و ملصق ہے (یعنی ایسی حمایت کی جیسے وہ ان کی قرابت دار ہو چنانچہ وہ اسلام کی خدمات بجالائے)

۱۲ عطر الوردہ تبغیر ما

بیسویں فصل

ملوک وسلاطین کی طرف فرمانونکی روانگی

۱- ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامۂ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہیں لایا۔

۲- کسرے شاہ فارس کو عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اُس نے نامۂ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپ نے سُن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی سلطنت کو پارہ پارہ کردے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۳- نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ کذا فی المواہب اور یہ وہ نجاشی نہیں ہے جن کے زمانہ میں ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ اُس نجاشی کے بعد ہوا اور اُسکے اسلام کا حال معلوم نہیں ہوا کذا فی زاد المعاد

۴- مقوقس شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہیں لایا مگر ہدایا بھیجے۔

۵۔ منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہو گئے اور بادستور بر سر حکومت قائم رکھے گئے۔

۶۔ دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی و عبد بن جلندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

۷۔ ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہیں ہوا۔

۸۔ حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ میں کذا فی زاد المعاد

۹۔ جبلہ بن[ل] ایہم غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام

اور اسی کے ذیل میں اُن عرائض کا بھی ذکر مناسب ہے جو سلاطین نے آپ کے حضور میں بھیجیں علاوہ اُن سلاطین کے جنہوں نے آپ کے فرمانوں کے جواب عرض کیے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ جب آپ تبوک سے تشریف لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدوں کے ہاتھ بھیجے اُن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حارث بن عبد کلال

[ل] یہ آخر ملوک شام ہے۔ کذا فی القاموس ۱۲ منہ

۲- نعیم بن عبد کلال

۳- نعمان حاکم ذو رعین و معافر و ہمدان

۴- ذرعہ ذو یزن یہ سب ملوک یمن ہیں اور

۵- فروہ بن عمر نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اس کو قید کیا اور پھر قتل کر دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام

۶- باذان صوبہ دار یمن از جانب کسرے مع اپنے دونوں بیٹوں اور اُن لوگوں کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے اُس کے پاس تھے۔ اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیج دی۔ کذا فی تواریخ حبیب اللہ مع قصۃ سبب اسلامہ۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب مل کر پندرہ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام میں رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اُن کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھ دینا اور ان لوگوں کا مسلمان ہو جانا مذکور ہے۔

اور بخاری کی شرح کرمانی میں ملوک یمن میں سے ذوالکلاع الحمیری اور ذو عمرو کا مسلمان ہو کر حضور میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات میں نہ پہونچ سکنا لکھا ہے۔

مِنَ القَصِيدَة

اٰیاته الغر لایخفی علی احد
بدونها العدل بین الناس لم یقم
محکمات فما یبقین من شبه
لذی شقاق ولا یبغین من حکم
ما حوربت قط الا عاد من حرب
اعدی الاعادی الیها ملقی السلم
یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

۱ آپ کے روشن احکام کسی پہ مخفی نہیں (چنانچہ ان سلاطین پر ظاہر ہو گئے کہ قبول کیا یا مغلوب ہوئے) بدوں اُن احکام کے لوگوں میں عدل قائم نہیں ہوا ۲ وہ احکام (امور متنازع فیہا میں) حکم اور فیصل کنندہ قرار دیئے جاتے ہیں سو وہ شبہات کو باقی نہیں چھوڑتے کسی مخالف کے لئے اور نہ وہ احکام اپنے سوا کسی اور فیصلہ کنندہ کے طالب ہیں (کیونکہ وہ خود اس کے لئے کافی ہیں) ۳ ان احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہیں کیا گیا مگر اسکا انجام یہی ہوا کہ دشمن سے دشمن بھی لڑائی سے باز آکر اُن کی طرف صلح کی سپر ڈالتا ہوا نظر آیا (جیسا ان سلاطین نے عجز کا اقرار کیا) عطر الوردہ مع تغیر ما

اکیسویں فصل

آپ کے بعض شمائل و اخلاق و عادات کا بیان

اس میں رسالہ شیم الحبیب مصنفہ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی کے (جس کا ملحقۃ المقدمہ میں ذکر آیا ہے بسبب اسکے کہ شمائل مقدار پر مشتمل ہے) ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اس کا شمِّ الطیب ترجمہ شیم الحبیب ہے اس فصل کے اجزاء کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاویگا۔ ومن اللہ التوفیق

شيم الحبيب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ارسل الينا
رسولا عربيا هاشميا مكيا
مدنيا سيدا امينا
صادقا مصدوقا قرشيا صلى الله
عليه وعلى اله واصحابه
الذين كانوا له حفيا نجيا
وبعد فان العلماء قد
جمعوا شمائل النبي صلى الله عليه
واله وسلم

شم الطیب

(ترجمہ شیم الحبیب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس
نے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو
عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچے
خبریں دینے والے سچی خبریں دے گئے
قریشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ
کی آل واصحاب پر جو کہ آپ کے محب
خاص اور راز دار با اختصاص تھے رحمت
نازل فرماوے۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہے۔
کہ علماء ہمیشہ سے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے شمائل کو جمع کرتے رہے۔

وَسَلَكُوْا فِيْهِ مَسْلَكًا طَرِيًّا وَّنَهَجُوْا
مَنْهَجًا سَوِيًّا وَلٰكِنْ بَعْضُهُمْ
قَدْ اَطْنَبُوْا اِطْنَابًا مُّمِلًّا وَّبَعْضُهُمْ اَوْ
جَزُوْا اِيْجَازًا مُّخِلًّا فَالنَّاسُ بَيْنَ هَارِبٍ
وَّشَائِقٍ وَطَالِبٍ وَتَائِقٍ فَاَرَدْتُّ اَنْ
اَذْكُرَ نُبْذًا مِّنْ مَّحَاسِنِهٖ وَمَكَارِمِهٖ وَشَطْرًا
مِّنْ شَمَائِلِهٖ وَخِصَالِهٖ مُخْتَصَرًا وَّافِيًا
وَّمُوْجَزًا شَافِيًا فَاِنَّ الْعَاشِقَ الْهَائِمَ
الْمَهْجُوْرَ اِذَا فَقَدَ الْوِصَالَ يَتَسَلّٰى
بِذِكْرِ الدِّيَارِ وَالْخَالِ وَيَتَعَلَّلُ بِوَصْفِ
الْجَمَالِ وَتِذْكَارِ الْخِصَالِ وَمَعَ ذٰلِكَ

اور اس باب میں لو بتو مسلک اور
اعتدال طریق پر چلتے رہے۔ لیکن
بعض نے اس قدر تطویل کی جس سے
دل اُکتا جائے اور بعض نے اس قدر
اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی میں خلل پڑ جائے
اور لوگ مختلف ہوتے ہیں بعضے تحویل
یا ایجاز سے، بھاگتے ہیں اور بعضے اُس
کے شایق اور طالب ہوتے ہیں (سو
تطویل و اختصار سے نفع عام نہیں ہوتا
بخلاف مقدار اوسط مناسب کے کہ
وہ ہر شخص کے مذاق کے موافق ہوتا ہے)
اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے
محاسن اوصاف و مکارم اخلاق اور
شمائل اور خصال میں سے ایک مختصر
حصہ مگر کافی شافی قلمبند کروں۔ کیونکہ
عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم الوصال
ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال
ہی کو یاد کرکے اپنے دل کو سمجھاتا ہے
اور محبوب کے جمال اور اوصاف کا بیان
و تذکرہ کر کے اپنا جی بہلاتا ہے۔ اور
اسی کے ساتھ میں اس میں حصول ثواب

أرجو به الثواب والنجاة من العذاب
والشفاعة من حبيب رب الارباب
والدعاء من الطلاب والاحباب
كيف ولا وسيلة لي من حسن العمل
والعمر مصروف في المعاصي والزلل
فتمسكت بذيل شمائله وتشبثت
بذكر محامده وفضائله تقبل الله
مني ومن جميع المسلمين والحمد لله
رب العلمين ولما كان الكتاب المستطاب
الشمائل لابي عيسى الترمذي والشفاء
للقاضي عياض رحمهما الله الفياض اجمع

اور نجات من العذاب اور شفاعة
محبوب رب الارباب اور دعاے
طالبین واحباب کی بھی امید
رکھتا ہوں۔ اور یہ امید کیسے
نہ رکھوں جبکہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ
میرے پاس نہیں اور عمر تمام معاصی
اور لغزشوں میں صرف ہوئی۔ اسلئے
میں نے آپ کے شمائل ومدائح
وفضائل کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔
اللہ تعالی مجھ سے اور سب مسلمانوں
سے اس کو قبول فرماوے
مستحق جمیع محامد کا وہی رب العلمین
ہے اور چونکہ کتاب الشمائل
امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور
کتاب الشفا قاضی عیاض رحمہ اللہ
کی اس باب میں جامع تر اور ضابطہ تر
تھی اس لیے میں نے ان ہی دو
کتابوں سے ایسے مضامین منتخب
کئے جو طالب راغب کو دوسری
کتابوں سے بے نیاز کردیں اور
جن سے مہجور مشتاق دل کو تسلی

وَاضبط فی هٰذا الباب فالتقطتُ منهما
ما یغنی الطالب المفتاق ویسلو به المهجور
للمشتاق فلنبدأ بحدیث الحسن بن
علیؓ عن هند فانّه فی غایة الفصاحة
والبلاغة واقصی درجة تبیان خصائص
معدن النبوّة والرّسالة علیه من
الصّلوٰة والسّلام اتمّهما واکملهما اقول
رَوَی القاضی باسناده المعنعن المتصل
الی علیّ بن الحسین وهو الامام الهمام
زین العابدین انّه قال قال الحسن
بن علی انّی سالت خالی هند بن ابی

دے سکے۔ سو ہم امام حسن بن علیؓ
کی روایت سے جو کہ ہندؓ سے
مروی ہے شروع کرتے ہیں کیونکہ
وہ فصاحت و بلاغت کے منتہی
پیمانہ پر ہے اور معدن نبوت
ورسالت یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
صلوٰۃ وسلاماً تامین کاملین کے
بیان خصوصیات کے اعلی درجہ میں
ہے پس میں کہتا ہوں (وصل اول
آپ کے حلیہ شریف میں) قاضی
ممدوح نے اپنے اسناد
معنعن سے جو کہ امام زین العابدین
تک پہونچتی ہے۔ روایت کیا ہے
کہ انہوں نے کہا کہ حضرت حسن
بن علیؓ نے فرمایا کہ میں نے
اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
حلیہ دریافت کیا اور وہ حضور کا بکثرت
ذکر اوصاف کیا کرتے۔ اور میں
اُمیدوار ہوا کہ ان اوصاف
میں سے کچھ میرے سامنے بھی

هالة عن حلية رسول الله صلى الله
عليه وسلم وكان وصافا وانا ارجو
ان يصف لي منها شيئا اتعلق به
قال كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم فخما مفخما يتلألأ وجهه تلألؤ القمر
ليلة البدر اطول من المربوع واقصر
من المشذب عظيم الهامة رجل
الشعر ان انفرقت عقيقته فرق
فلا يجاوز شعره شحمة اذنيه اذا هو

بیان کریں جس کو میں اپنے ذہن میں
جمالوں۔ پس انہوں نے فرمایا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(اپنی ذات میں) عظیم تھے۔
(نظروں میں) معظم تھے۔ آپ کا
چہرۂ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا
تھا۔ بالکل میانہ قد آدمی سے تو
قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے
اور دراز قد سے قامت میں کم تھے
سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلاں
تھا موئے سر سیدھے قدرے بل دار تھے
اگر سر کے بالوں (کو جمع کرتے وقت اُن)
میں (اتفاقاً از خود) مانگ نکل آتی تو
مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں (یعنی
ابتدا اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد
میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے) آپ کے
موئے سر نرمۂ گوش سے تجاوز کر جاتے
تھے جبکہ آپ بالوں کو بڑھائے ہوتے
تھے آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی
فراخ تھی ابرو خم دار بالوں سے پر تھی اور
باہم پیوستہ نہ تھیں اُن دونوں کے

لہ یعنی ان انفرق شعر راسہ بعد ما جمعہ وعقصہ فرق اہو
ترکہ مفرقا والا ترک کل شعرۃ فی نبتتہ قال ابن قتیبۃ
کان ہذا فی الاول الاسلام ثم فرق شعرہ بعد ہذا ۱۲

وَفْرَازُهُمُ اللَّوْنِ وَاسِعُ الْجَبِيْنِ
اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغُ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ
بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَى
الْعِرْنِيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ يَحْسَبُهٗ مَنْ لَمْ
يَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ[1] كَثُّ اللِّحْيَةِ اَدْعَجُ سَهْلُ
الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعُ الْفَمِ اَشْنَبُ مُفْلَجُ
الْاَسْنَانِ دَقِيْقُ الْمَسْرُبَةِ[2] كَاَنَّ عُنُقَهٗ
جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ
مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنًا مُتَمَاسِكًا سَوَاءُ

درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں ابھر جاتی تھی بلند بینی تھی بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی تھی تیلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور اُن میں (ذرا ذرا) ریخیں تھیں سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔

بدن جسامت میں معتدل اور پر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا آپ کے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد)

---

[1] قال الجوہری الشمم ارتفاع قصبة الانف مع استواء اعلاہ فان کان فیہ احدیداب فہو القنی ۱۲
[2] بفتح المیم وسکون السین المہملة والراء المضمومة الشعر الذی فی وسط الصدر الی القرة

البطن والصدر مشيح الصدر

بعيد ما بين المنكبين ضخم

الكراديس أنور المتجرد موصول

ما بين اللبة والسرة بشعر يجري

كالخط عاري الثديين ما سوى

ذلك أشعر الذراعين والمنكبين

وأعالي الصدر طويل

الزندين رحب الراحة شثن

الكفين والقدمين سائل

الأطراف أو قال شائل

الأطراف سبط العصب خمصان

فاصلہ تھا جوڑ پر کی ہڈیاں کلاں تھیں
کپڑا اوتارنے کی حالت میں آپ کا
بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے
درمیان لکیر کی طرح بالوں کی ایک
متصل دھاری بنی جاتی تھی اور ان
بالوں کے سوا ثدیین (وغیرہ) پر بال
نہ تھے (البتہ) دونوں[ع] بازو اور شانوں
سینہ کے بالائی حصّہ پر (مناسب
مقدار سے) بال تھے کلائیاں
دراز تھیں ہتھیلی فراخ تھی کفیں اور
قدمین پر گوشت تھے (ہاتھ
پاؤں کی) انگلیاں لمبی تھیں یا راوی
نے بلفظ کہا ہے (کہ اس کا بھی وہی
حاصل ہے) اعصاب آپ کے برابر
تھے آپ کے تلوے (قدرے)
گہرے تھے (کہ چلنے میں زمین کو
نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے
صاف تھے کہ پانی اُن پر سے (بالکل)

ع ارید بالذراعین العضدان تسمیۃ للجزء باسم الکل ۱۲ منہ

الا خمصين مسيح القدمين ينبو

عنهما الماء اذا زال زال تقلعا

ويخطو تكفؤا ويمشي هونا ذريع

المشية اذا مشى كانما ينحط من

صبب واذا التفت التفت جميعا

خافض الطرف نظره الى الارض اطول

من نظره الى السماء جل نظره

له في الصحاح الاخمص ما دخل في باطن القدم فلم
يصب الارض المراد اعتداله لا فهو غير محمود بل يكن خمصه
مرتفعا جدا فافهم وفي حديث ابي هريرة ليس له اخمص
واذا وطی بقدمه وطی بکلها شفا دنا به لا یوافق قوله
مسیح القدمین ۱۲ ٢ه دور میشد از ان قدمها آب
یعنی انهما لملسان لیس فیهما وسخ ولا شقاق
ولا تکسر فاذا اصابهما الماء لم یتعلق بهما فنزل کذا فسره
الهروی ۱۲ منه

ڈھل جاتا (یعنی مثل کچھ بھی خشونت وغیرہ
سے پاک تھے چکنے ہونے سے
پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب
چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتے تو قوت
سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس
طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا
اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر
چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا
(کسی بلندی سے) پستی میں اتر رہے
ہیں۔ جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی
چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر
دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے
کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان
کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین
کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً
عادت آپ کی گوشہ چشم سے
دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا
سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے
اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے
جس سے ملتے خود ابتداءِ سلام فرماتے
پھر میں نے (یعنی امام حسن نے) ہند

الملاحظة يسوق أصحابه ويبدأ

من لقيه بالسلام قلت صف لي منطقه

قال كان رسول الله صلى الله عليه

وسلم متواصل الأحزان دائم الفكرة

ليست له راحة ولا يتكلم في غير

حاجة طويل السكوت يفتتح الكلام

ويختمه بأشداقه ويتكلم بجوامع

الكلم فصلا لا فضول فيه ولا تقصير

دمثا ليس بالجافي ولا المهين يعظم

النعمة وإن دقت لا يذم منها شيئا

أي لكن يؤذن أحدا أن يمشي خلفه ولكن يقدمهم أمامه تواضعا كذا قال الهروي ١٢ بفتح الميم من ... التجارة بفتح الميم ... أي لا يدين أحد

بن ابی ہالہ سے کہا کہ آپ کی گفتگو
کے متعلق مجھ سے بیان کیجئے انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر وقت (آخرت کے) غم میں
اور ہمیشہ (امور آخرت کے) سوچ
میں رہتے کسی وقت آپ کو چین
نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ
فرماتے تھے آپ کا سکوت طویل
ہوتا تھا کلام کو شروع اور ختم منہ بھر
کر فرماتے (یعنے گفتگو اول سے آخر
تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع
فرماتے (جس کے الفاظ مختصر ہوں
مگر پر مغز ہوں) آپ کا کلام (حق و
باطل میں) فیصل کن ہوتا جو نہ حشو و
زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔ آپ
نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی اور
نہ مخاطب کی اہانت فرماتے نعمت
اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اُس کی
تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی
مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی
چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے

غَيْرَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ ذَوَاقًا ۱ وَلَا

يَمْدَحُهٗ وَلَا يُقَامُ لِغَضَبِهٖ ۲ اِذَا تُعُرِّضَ

لِلْحَقِّ بِشَيْءٍ حَتّٰى يَنْتَصِرَ لَهٗ وَلَا يَغْضَبُ

بِنَفْسِهٖ وَلَا يَنْتَصِرُ لَهَا وَاِذَا اَشَارَ

اَشَارَ بِكَفِّهٖ كُلِّهَا ۳ وَاِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا

وَاِذَا تَحَدَّثَ اِتَّصَلَ بِهَا فَضَرَبَ

بِاِبْهَامِهِ الْيُمْنٰى رَاحَةَ الْيُسْرٰى وَاِذَا

غَضِبَ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ وَاِذَا فَرِحَ

۵ غَضَّ طَرْفَهٗ جُلُّ ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ

(مذمت تو اس لئے نہ فرماتے) کہ وہ
نعمت تھی اور مدح زیادہ اس لئے
نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور
طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق
کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس
وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا
تھا جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر
لیتے اور اپنے نفس کے لئے غضبناک
نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لئے انتقام
لیتے اور (گفتگو کے وقت) جب آپ
اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ
کرتے اور جب کسی امر پہ تعجب فرماتے
تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے
تو اس کو یعنی داہنے انگوٹھے ع کو بائیں
ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے
اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر
منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور
جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے

---

۱ بفتح الذال المعجمة المراد به المذوق المطعوم ۱۲ ۲ یعنی کہ در حالت غضب بجہت شجاعت نبی استاد چوں کسے شیء بجہت طلب حق تا آنکہ انصاف او [illegible] ۳ قال ابن [illegible] الاشارة مختلفة فكان [illegible] التوحيد والتشهد بالسبحة ونحوه بالكف ۱۲

ع اشار الی ان الباء فی بہا للتعدیۃ [illegible] والضمیر فی بہا مبہم تفسیرہ قولہ بابہامہ والی ان [illegible] تفسیرہ فضرب فافہم ۱۲ منہ

يفتر عن مثل حب الغمام
قال الحسن فكتمتها الحسين
بن علي زمانا ثم حدثته فوجدته
قد سبقني إليه فسأل أباه عن
مدخل رسول الله صلى الله عليه
وسلم ومخرجه ومجلسه وشكله
فلم يدع منه شيئا قال الحسين
سألت أبي رضي الله عنهما عن
دخول رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال كان دخوله لنفسه

(یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا
آپ کا تبسم ہوتا اور اُس میں دندان مبارک
جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے
بارش کے اولے (وصل دوم آپ کے
تقسیم اوقات وطرز معاشرت میں)
حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے
ایک زمانہ تک حضرت حسین بن علی
سے اس کو چھپائے رکھا پھر جو میں نے
ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ
سے پہلے اپنے والد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا گھر میں جانا باہر آنا نشست و
برخاست طرز طریق سب پوچھ چکے ہیں
اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کئے ہوئے)
نہیں چھوڑی - غرض امام حسینؓ فرماتے
ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب
رسول اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف
رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا
کہ آپ کا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام
ومنام وغیرہ) کے لئے تشریف لے جانا
آپ اس باب میں (منجانب اللہ
ماذون تھے سو آپ اپنے گھر میں تشریف

١ ای الی الحدیث المشتمل علی الصفات ١٢
٢ ای ما سمعت من شمائله المذکورة یعنی وافق
بیان علی وهند ١٢

مأذُونًا لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَكَانَ اِذَا
اَوٰى اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَزَّأَ دُخُولَهٗ ثَلٰثَةَ
اَجْزَاءٍ جُزْءً لِّلّٰهِ تَعَالٰى وَجُزْءً لِّا
هْلِهٖ وَجُزْءً لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّأَ جُزْءَهٗ
بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ فَيَرُدُّ ذٰلِكَ
عَلَى الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ وَلَا يَدَّخِرُ
عَنْهُمْ شَيْئًا وَكَانَتْ مِنْ سِيْرَتِهٖ
فِيْ جُزْءِ الْاُمَّةِ اِيْثَارُ اَهْلِ الْفَضْلِ

ل یعنی اوقات پروردگار می طلبید برائے حاجات خود اما برائے حاجات دینی حاجت ستن الی النبی نبود ۱۲

ک قال ابن الاثیر اراد ان العامة لا تصل الیه فی ہذا الوقت فکانت الخاصة تخبر العامة بما سمعت منہ فکانہ اوصل الفوائد الی العامة بسبب الخاصة وقیل ان الباء بمعنی عن ای یجعل وقت العامة بعد وقت الخاصة وبدلا منہم ۱۲

لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لئے (جیسے اُن سے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لئے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی اُس میں سے بھی بہت سا وقت اُمت کے کام میں صرف فرماتے) اور اُس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے عام لوگوں کے کام لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سُنکر عوام کو پہونچاتے اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصہ اُمت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اس امر

ذنه وقسمته على قدر فضلهم
في الدين فمنهم ذو الحاجة
ومنهم ذو الحاجتين ومنهم
ذو الحوائج فيتشاغل بهم ويشغلهم
فيما أصلحهم والامة من مسألته
عنهم واخبارهم بالذي ينبغي
لهم ويقول ليبلغ الشاهد منكم
الغائب وابلغوني حاجة من
لا يستطيع ابلاغي حاجته فانه
من ابلغ سلطانا حاجة من لا
يستطيع ابلاغها ثبت الله قدميه

ہیں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر
ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو
ان لوگوں پر بقدر ان کے فضیلت
دینیہ کے تقسیم فرماتے سو ان میں سے
کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو
ضرورتیں ہوتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں
ہوتیں سو ان کی حاجت میں مشغول
ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے
جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح
ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے
پوچھتے اور ان کے مناسب حال امور
کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ یہ
فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ
غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے۔ اور
(یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت
مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ
یا ضعف یا بعد وغیر ذلک، نہ پہونچا
سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ
تک پہونچا دیا کرو۔
کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت
کسی ذی اختیار تک پہونچا دے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ لَا يُذْكَرُ
عِنْدَهُ اِلَّا ذٰلِكَ . لَا يَقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ
غَيْرَهُ وَفِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ بْنِ وَكِيْعٍ
قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْخُلُوْنَ
رُوَّادًا وَلَا يَتَفَرَّقُوْنَ عَنْهُ اِلَّا عَنْ
ذَوَاقٍ[ے] وَيَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً يَعْنِيْ
فُقَهَاءَ قُلْتُ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ
مَخْرَجِهٖ كَيْفَ يَصْنَعُ فِيْهِ قَالَ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس
کو پلصراط پر ثابت قدم رکھے گا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
انہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے
خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے
(مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و
منافع کے سوا دوسری لایعنی یا مضر
باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے)
اور سفیان بن وکیع کی حدیث میں
حضرت علیؓ کا یہ قول بھی ہے کہ لوگ
آپ کے پاس طالب ہو کر آتے
اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی
آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ
کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ
ہو کر آپ کے پاس سے باہر نکلتے
امام حسین فرماتے ہیں کہ میں نے
اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ کے
باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھ
سے بیان کیجئے کہ اس وقت میں کیا
کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ آپ
اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ

ے یعنی درمی آمدند صحابہ در مجلس پیغمبر در حالت
کہ طالب و محتاج علم بودند ہمچوں احتیاج ایشاں
بطعام و متفرق نمیشدند مگر از چشیدن علم یا گوئیم
کہ با تعلم علم میخوردند شراب با طعام و بیروں
می آمدند با فقہ و سلام ۱۲

يَخْزُنُ لِسَانَهُ اِلَّا مِمَّا يَعْنِيْهِمْ
وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُنَفِّرُهُمْ وَيُكْرِمُ
كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ وَيُحَذِّرُ
النَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ مِنْ
غَيْرِ اَنْ يَطْوِيَ عَنْ اَحَدٍ بِشْرَهُ
وَخُلُقَهُ وَيَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهُ
وَيَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ
وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُصَوِّبُهُ
وَيُقَبِّحُ الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّنُهُ مُعْتَدِلُ
الْاَمْرِ غَيْرُ مُخْتَلِفٍ لَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ
اَنْ يَغْفُلُوْا اَوْ يَمِيْلُوْا لِكُلِّ حَالٍ

رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرو دار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگوں کو (امور مضرہ سے) حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور اُن (کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روی اور خوش خوئی میں کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ اُن کو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے آپکا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اسمیں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح کر لیا۔ لوگوں کی تعلیم مصلحت سے غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ (اگر اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاوے

عِنْدَهُ عَتَادٌ لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ
وَلَا يُجَاوِزُهُ إِلَى غَيْرِهِ الَّذِيْنَ
يَلُوْنَهُ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ
أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ نَصِيْحَةً
وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَحْسَنُهُمْ
مُوَاسَاةً وَمُوَازَرَةً فَسَأَلْتُهُ
عَنْ مَجْلِسِهِ عَمَّا كَانَ يَصْنَعُ
فِيْهِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِسُ وَلَا
يَقُوْمُ إِلَّا عَلٰى ذِكْرٍ وَلَا يُوْطِنُ

ف بفتح عين مهملة وتاء مثناة فوقانية وآخره دال مهملة اے يصلح كل ما يقع من الامور ۱۲

تو بعضے تو خود دین سے غافل ہو جاوینگے
یا بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ
مشغول ہو کر دین سے اُکتا جاویں گے
ہر حالت کا آپکے یہاں ایک خاص انتظام تھا
حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق
کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے لوگوں
میں سے آپ کے مقرب بہترین لوگ
ہوتے سب میں افضل آپ کے نزدیک
وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا
خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس
شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری و
اعانت بخوبی کرتا۔ پھر میں نے اُن سے
آپ کی مجلس کے بارہ میں پوچھا کہ اس
میں آپ کا کیا معمول تھا انہوں نے
بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ
کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ
بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ
مخواہ اُسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ
جاوے تو اُس کو اٹھا دیں) اور دوسروں
کو بھی (اس طرح) جگہ معین کرنے سے

ماكن وينهى عن ايطانها
واذا انتهى الى القوم مجلس حيث
ينتهى به المجلس ويأمر بذلك
يعطى كل جلسائه نصيبه
لا يحسب جليسه ان احدا
اكرم عليه منه من جالسه او
فاوضه لحاجة صابره حتى
يكون هو المنصرف من سأله
حاجة لم يرده الا بها او بميسور
من القول قد وسع الناس بسطه
وخلقه فصار لهم ابا وصاروا عنده

منع فرماتے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے) یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا۔ آپ اس کے ساتھ مقید رہتے۔

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدوں اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگوں کے لئے عام تھی گویا بجائے ان کے باپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپ کے

فِی الْحَقِّ مُتَقَارِبِیْنَ مُتَفَاضِلِیْنَ
فِیْهِ بِالتَّقْوٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی
صَارُوْا عِنْدَهٗ فِی الْحَقِّ سَوَآءً مَّجْلِسُهٗ
مَجْلِسُ حِلْمٍ وَّعِلْمٍ وَّحَیَآءٍ وَّصَبْرٍ
وَّاَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِیْهِ الْاَصْوَاتُ وَلَا
تُؤْبَنُ[1] فِیْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰی فِیْهِ
فَلَتَاتُهٗ[2] یَتَعَاطَفُوْنَ بِالتَّقْوٰی
مُتَوَاضِعِیْنَ یُوَقِّرُوْنَ فِیْهِ الْكَبِیْرَ
وَیَرْحَمُوْنَ الصَّغِیْرَ وَیَرْفِدُوْنَ

نزدیک حق میں (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقوی کی وجہ سے متفاوت تھے (یعنی تقوی کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں سب باہم تساوی تھے) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی اشاعت نہ کی جاتی تھی آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقوی کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے۔ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت

---

[1] اُبنت الرجل اذا رمیتہ بخلۃ سوء فہو مابون ای مفعول فی دبرہ والمراد لا تذکر فیہ الامور المحرمۃ یقال فلان یؤبن بکذا ای یذکر بقبیح ۱۲

[2] ای ہفواتہ وزلاتہ والضمیر للقائل لـہ لم یکن ثمہ مجلس فلتتہ وان کانت من احد سترت ۱۲

ذَا الْحَاجَةِ وَيَرْحَمُوْنَ الْغَرِيْبَ
فَسَأَلْتُهٗ عَنْ سِيْرَتِهٖ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُلَسَائِهٖ
فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ سَهْلَ
الْخُلُقِ لَيِّنَ الْجَانِبِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا
غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا
عَيَّابٍ وَلَا مَدَّاحٍ يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا
يَشْتَهِيْ وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ قَدْ تَرَكَ
نَفْسَهٗ عَنْ ثَلَاثٍ الرِّيَاءِ وَالْإِكْثَارِ
وَمَا لَا يَعْنِيْهِ وَتَرَكَ النَّاسَ عَنْ

کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے
تھے پھر میں نے ان سے آپ کی سیرت
اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت
کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ
رو رہتے نرم اخلاق تھے آسانی
سے موافق ہو جاتے تھے نہ سخت خو
تھے نہ درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے
اور نہ نامناسب بات فرماتے
نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ
(مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح
فرماتے جو بات (یعنی خواہش کسی شخص
کی) آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی
اُس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اُس
پر گرفت نہ فرماتے) اور تصریحاً اُس سے
مایوس (بھی) نہ فرماتے (بلکہ خاموش
ہو جاتے۔ آپ نے تین چیزوں سے تو
اپنے کو بچا رکھا تھا ریاء سے اور کثرت کلام
سے اور بے سود بات سے اور تین چیزوں
سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا
تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار

لہ من العیب او عیاب بالغین المعجمہ من الغیبۃ ۱۲

ثلاث كان لا يذم احدًا ولا
يعيّره ولا يطلب عورته ولا يتكلم
الا فيما يرجو ثوابه واذا تكلم
اطرق جلسائه كانما على
رؤسهم الطير واذا سكت تكلموا
لا يتنازعون عنده الحديث
من تكلم عنده انصتوا له حتى
يفرغ حديثهم حديث اولهم
يضحك مما يضحكون ويعجب
مما يعجبون ويصبر للغريب على
الجفوة في المنطق ويقول اذا

نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے
اور وہی کلام فرماتے جس میں اُمید ثواب
کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے
آپ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر
بیٹھ جاتے جیسے اُن کے سروں پر پرندے
آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ساکت
ہوتے تب وہ لوگ بولتے۔ آپ کے سامنے
کسی بات میں نزع نہ کرتے۔ آپ کے پاس
جو شخص بولتا اُسکے فارغ ہونے تک
سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ
میں کوئی نہ بولتا)، اہل مجلس (میں سے
ہر شخص) کی بات (رغبت کے ساتھ سنے
جاتے ہیں) ایسی ہی ہوتی جیسے سب
میں پہلے شخص کی بات ہوتی (یعنی کسی
کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی) جس
بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس
سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے
(یعنی حتّٰی الامکان حد اباحت تک اپنے جلیسوں
کی ساتھ شریک رہتے) اور پردیسی
آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پہ تحمل فرماتے
اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب

رَأَيتُم صَاحِبَ الحَاجَةِ يَطلُبُهَا
فَارفِدُوهُ وَلَا يَطلُبُ الثَّنَاءَ اِلَّا
مِن مُكَافِئٍ وَلَا يَقطَعُ عَلَىٰ اَحَدٍ
حَدِيثَهُ حَتّٰى يَجُوزَهُ فَيَقطَعُهُ
بِانتِهَاءٍ اَو قِيَامٍ وَفِي رِوَايَةٍ
قُلتُ كَيفَ كَانَ سُكُوتُهُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ سُكُوتُهُ
عَلَىٰ اَربَعٍ عَلَى الحِلمِ وَالحَذَرِ
وَالتَّقدِيرِ وَالتَّفَكُّرِ فَاَمَّا تَقدِيرُهُ
فَفِي تَسوِيَةِ النَّظَرِ وَالاِستِمَاعِ
بَينَ النَّاسِ وَاَمَّا تَفَكُّرُهُ فَفِيمَا

حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو
اُس کی اعانت کرو اور کوئی آپ کی ثنا
کرتا تو آپ اُس کو جائز نہ رکھتے البتہ
اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور
پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے اس
ثنا کے بشرط عدم تجاوز حد کے اُس
کو گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ
کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے
لگتا اُس وقت اُس کو ختم کرا دینے
سے یا اُٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع
فرما دیتے اور ایک روایت میں ہے کہ
میں نے کہا کہ آپ کا سکوت کس کیفیت
کا تھا انہوں نے کہا کہ آپ کا سکوت
چار امر پر مشتمل ہوتا تھا حلم اور بیدار مغزی
اور اندازہ کی رعایت اور فکر (آگے ہر
ایک کا بیان ہے) سو اندازہ کی رعایت
تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں
اور اُن کی عرض معروض سننے میں برابری
فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی میں
فرماتے تھے (یعنی دنیا کے فنا اور عقبے
کے بقا کو سوچا کرتے) اور حلم آپ کا صبر

يُتَّقٰى وَيُفْنٰى وَجُمِعَ لَهُ الْحِلْمُ فِي
الصَّبْرِ فَكَانَ لَا يُغْضِبُهُ شَيْءٌ
يَسْتَفِزُّهُ وَجُمِعَ لَهُ فِي الْحَذَرِ اَرْبَعٌ
اَخْذُهُ بِالْحَسَنِ لِيُقْتَدٰى بِهٖ
وَتَرْكُهُ الْقَبِيْحَ لِيُنْتَهٰى عَنْهُ وَاجْتِهَادُ
الرَّأْيِ بِمَا اَصْلَحَ اُمَّتَهٗ وَالْقِيَامُ
لَهُمْ بِمَا جَمَعَ لَهُمْ اَمْرَ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ اِعْلَمْ اَنَّ مِثْلَ هٰذِهِ
الشَّمَائِلِ وَرَدَ فِيْ اَحَادِيْثَ شَتّٰى
عَنْ اَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَبَرَاءِ بْنِ
عَازِبٍ وَعَائِشَةَ وَاَبِيْ جُحَيْفَةَ وَجَابِرٍ

یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا
(آگے اس ضبط کا بیان ہے) سو آپ
کو کوئی چیز ایسا غضبناک نہ کرتی تھی
کہ آپ کو از جا رفتہ کر دے اور بیدار
مغزی آپ کی چار امر کی جامع ہوتی
تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ
اور لوگ آپ کا اقتداء کریں
دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ
اور لوگ بھی باز رہیں۔ تیسرے رائے
کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی
امت کے لئے مصلحت ہو چوتھے
امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا
جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں
کے کاموں کی درستی ہو (فصل سوم
تتمہ فصل اول میں) جاننا چاہیے
کہ اسی طرح کے شمائل متفرق
حدیثوں میں ان حضرات سے
وارد ہوئے ہیں۔ حضرت انس رض
حضرت ابوہریرہ رض حضرت براء
بن عازب رض حضرت عائشہ رض
حضرت ابوجحیفہ حضرت جابر

بن سمرة وام معبد وابن عباس
ومعرض بن معیقیب وابی الطفیل
والعداء بن خالد وخریم بن فاتک
وحکیم بن حزام ولنحتسب بذالک
منهما ایضا فقالوا رضی الله عنهم
اجمعین کان رسول الله صلی الله
علیه وسلم ادعج انجل اشکل اهدب
الاشفار ابلج ازج اقنی افلج مدور
الوجه کانه قطعة قمر کث اللحیة
تملاء صدره سواء البطن والصدر
واسع الصدر عظیم المنکبین ضخم

بن سمرہؓ حضرت ام معبدؓ حضرت ابن عباسؓ
حضرت معرض بن معیقیبؓ حضرت
ابوالطفیلؓ حضرت عداء بن خالدؓ
حضرت خریم بن فاتکؓ حضرت حکیم
بن حزامؓ ثواب حاصل کرنے کی غرض
سے مختصر سا اس میں سے ذکر کرتے
ہیں پس ان سب حضرات نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ
کی پتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی
آنکھیں تھیں آنکھوں میں سرخ ڈورے
تھے مژگانیں آپ کی دراز تھیں دونوں
ابرووں کے درمیان قدرے کشادگی
تھی ابرو خمدار تھی بینی مبارک بلند تھی
دندان مبارک میں کچھ ریخیں تھیں۔
(یعنی) بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ
تھے (چہرہ مبارک گول تھا جیسا کہ چاند
کا ٹکڑا ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ
مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ
ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونوں شانے
کلاں تھے استخوان بھاری تھیں و دلب

۱ه وقال صاحب القاموس والصواب معیقیب لیکن معرض ۱۲

الْعِظَامِ عَبْلُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْعَضُدَيْنِ
وَالْاَسَافِلِ حَبُّ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ
دَقِيْقُ الْمَسْرُبَةِ رَبْعَةُ الْقَدِّ لَيْسَ
بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ
الْمُتَرَدِّدِ وَلَمْ يَكُنْ يُمَاشِيْهِ اَحَدٌ
يُنْسَبُ اِلَى الطُّوْلِ رَجِلَ الشَّعَرِ
وَاِذَا افْتَرَّ ضَاحِكًا افْتَرَّ عَنْ مِثْلِ سَنَا
الْبَرْقِ وَعَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ وَاِذَا
تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ
ثَنَايَاهُ اَحْسَنَ النَّاسِ عُنُقًا لَيْسَ بِمُطَهَّمٍ
وَلَا بِمُكَلْثَمٍ مُتَمَاسِكُ الْبُدْنِ ضَرْبُ اللَّحْمِ

کلائیاں اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے دونوں کف دست اور قدم کشادہ تھے سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ قدم مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے میں دبے ہوئے ہوں اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا (یعنی رفتار میں ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف) آپ کا قامت قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے جب ہنستے ہیں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولا بارش کے ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ گردن نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا

فی روایاتٍ اُخر سیم العین ضخم
المناکب اذا وطئ بقدمہ وطیٔ
بکلہا لیس لہ اخمص ھذا کلہ
خلاصۃ ما فی الشفاء وروی الترمذی
فی شمائلہ عن انس کان حبیبنا
صلی اللہ علیہ وسلم شثن الکفین
والقدمین ضخم الرأس ضخم
الکرادیس لم یکن بالطویل الممغط
ولا بالقصیر المتردد کان فی وجہہ
تدویر ابیض مشرب ادعج العین
اہدب الاشفار جلیل المشاش

اور نہ بالکل گول تھا بلکہ مائل تبدویر
تھا) بدن گٹھا ہوا تھا گوشت ہلکا تھا
اور دوسری روایتوں میں ہے
کہ آنکھوں میں سفیدی کے ساتھ
سرخی تھی جوڑ بند کلاں تھے جب زمین
پر پاؤں رکھتے تو پورا پاؤں رکھتے
تھے تلوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا یہ
تمام کتاب شفا کے مضمون کا خلاصہ
ہے اور ترمذی نے اپنے شمائل میں
حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ
ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
دونوں کف دست اور دونوں قدم پر
گوشت تھے سر مبارک کلاں تھا جوڑ
کی ہڈیاں بڑی تھیں نہ تو بہت طویل القامت
تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے کہ بدن
کا گوشت ایک دوسرے میں دھسا
ہوا ہو۔ آپ کے چہرۂ مبارک
میں ایک گونہ گولائی تھی رنگ گورا
تھا اس میں سرخی دمکی تھی سیاہ
آنکھیں تھیں مژگانیں دراز تھیں
شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے بڑے
تھے۔

وَاَلْكَشْحِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ اِذَا الْتَفَتَ
اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ
وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَفِيْ رِوَايَةِ
جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كَانَ ضَلِيْعَ الْفَمِ
مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ
اِذَا نَظَرْتَ اِلَيْهِ قُلْتَ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ
وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ اَيْ لَيْسَ بِمُتَكَحِّلٍ وَقَالَ
اَبُو الطُّفَيْلِ اللَّيْثِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا وَعَنْ اَنَسٍ
كَانَ رَبْعَةً حَسَنَ الْجِسْمِ اَسْمَرَ اللَّوْنِ
عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ

بدن مبارک بے مو تھا (یعنی بدن بھر پر بال نہ تھے البتہ) سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی۔ جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیوں کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے جب آپ کی طرف نظر کرو تو یوں سمجھو کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابوالطفیل لیثیؓ نے کہا ہے کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمین رنگ تھے۔ موئے سر دراز تھے بن گوش تک۔

مُلَّا حَمَّاءُ وَرَوٰی فِی الشَّمَائِلِ
لِلتِّرْمِذِی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ
یَکُنْ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا
بِالْاَبْیَضِ الْاَمْہَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا
بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَہُ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً
فَاَقَامَ بِمَکَّۃَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ یُوْحٰی اِلَیْہِ
وَبِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ سَنَۃً وَقَالَ

آپ پر ایک سرخ (دھاری دار) جوڑا
تھا اور شمائل ترمذی میں حضرت
انس رض سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت
دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے
اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے..
اور نہ سانولے تھے اور موئے
مبارک آپ کے نہ بالکل خمدار
تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ
بلدار تھے) اللہ تعالے نے آپ
چالیس برس کے ختم پر نبی
مکہ میں دس برس مقیم رہے
حضرت ابن عباس رض کے قول
برس رہے کہ آپ پر وحی
(دس برس کی روایت
میں نہیں لیا پس دونوں
متطابق ہیں) اور مدینہ
رہے پھر ساٹھ سال کی عمر
ابن عباس رض کے قول پر
کی عمر میں اللہ تعالے نے آپ
وفات دی اور امام بخاری نے فرما

ابنُ عبّاسٍ تُوُفِّیَ وَھُوَ ابنُ ثلثٍ
وَّستّینَ سنۃً وقالَ البُخاریُّ ثُلثٍ
وَّستّینَ اَکثَرُ فِی الرِّوَایۃِ ولیسَ
فِی رَاسِہٖ وَلِحیتِہٖ عِشرُونَ شعرۃً
بیضَاءَ وقالَ المُحقِّقُونَ اِنَّ الشُّعُورَ
البِیضَ فِی رَاسِہٖ وَلِحیتِہٖ کانَ
سبعۃَ عشرَ وقالَ جابِرُ بنُ سمُرۃَ
رَایتُ الخاتَمَ بینَ کتفَی رسُولِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ غُدّۃً حمرَاءَ
مِثلَ بیضۃِ الحمَامِ

کہ تریسٹھ سال کی روایتیں زیادہ
ہیں اور باوجود اتنی عمر کے آپ
کے سر اور ریش مبارک میں
سفید بال بیس نہ تھے اور محققین
نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور
ڈاڑھی میں سفید بال کل سترہ تھے
اور حضرت جابر بن سمرۃ نے فرمایا کہ
میں نے مہر نبوت کو آپ کے
دونوں شانوں کے درمیان میں
ایک سرخ اور اُبھرا ہوا گوشت
مثل بیضہ کبوتر کے دیکھا۔

وَعَنِ السَّائِبِ بنِ یَزِیدَ مِثلَ

اور حضرت سائب بن یزید سے روایت

زرالحجلة وعن عمرو بن اخطب
الانصاری شعرات مجتمعة وعن
ابی سعید کان فی ظهره بضعة
ناشزة وفی روایة مثل الجمع
حولها خیلان کانها ثآلیل قال
البراء ما رایت من ذی لمة فی
حلة حمراء احسن من رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ابو هریرة
ما رایت شیئا احسن من رسول الله
صلی الله علیه وسلم کان الشمس
تجری فی وجهه واذا ضحک یتلالا

ہے کہ وہ مثل چھپر کھٹ (مسہری)
کی گھنڈی کے تھی اور عمرو بن اخطب
انصاری سے روایت ہے کہ کچھ بال
جمع تھے اور حضرت ابو سعید خدریؓ
سے روایت ہے کہ آپ کی کمر پر
ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا اور
ایک روایت میں ہے کہ مثل مٹھی کے
تھی اُس کے گرداگرد تل تھے جیسے
مسے ہوتے ہیں (اور ان روایات میں
کچھ تنافی نہیں سب اوصاف کا جمع
ہونا ممکن ہے) حضرت براء کہتے ہیں
کہ میں نے کوئی بالوں والا سرخ جوڑا
(یعنی غلط لنگی چادر) پہنے ہوئے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین
نہیں دیکھا اور حضرت ابو ہریرہ نے
فرمایا کہ میں نے کسی کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرہ
میں آفتاب چل رہا ہے اور جب
آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک
پڑتی تھی۔ اور حضرت جابرؓ

نُوْرُهٗ فِي الْجُدُرِ وَقِيْلَ لِجَابِرٍ
كَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالسَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ
كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا
وَقَالَتْ اُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ اَجْمَلَ
النَّاسِ مِنْ بَعِيْدٍ وَاَجْلَاهُ وَاَحْسَنَهُ
مِنْ قَرِيْبٍ وَقَالَ عَلِيٌّ مَنْ رَاٰهُ بَدَاهَةً
هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ
لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ قَالَ
اَنَسٌ مَا شَمَمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا
وَلَا شَيْئًا اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مثل
تلوار کے (شفاف) تھا انہوں نے
کہا کہ نہیں بلکہ مثل آفتاب اور ماہتاب
کے مدور تھا (تلوار کی تشبیہ میں یہ
کمی تھی کہ وہ مدور نہیں ہوتی اور حضرت
ام معبدؓ نے کہا کہ آپ دور سے سب
سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب
سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے
تھے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ
جو شخص آپ کو اول (دفعہ) میں دیکھتا تھا
مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص شناسائی
کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت
کرتا تھا (میں نے آپ جیسا صاحب جمال
و صاحب کمال) نہ آپ سے پہلے کسی
کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا
(فصل چہارم آپ کے طیب و مطیب
ہونے میں) اور حضرت انسؓ نے
فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی
مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینہ سے

صلى الله عليه وسلم وكان يصافحه
المصافح فيظل يومه يجد ريحها
ويضع يده على رأس الصبي
فيعرف من بين الصبيان بريحها
ونام في دار انس فعرق فجاءت
امه بقارورة تجمع فيها عرقه
فسألها رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن ذلك فقالت نجعله في طيبنا
وهو اطيب الطيب وذكر الامام البخاري
في التاريخ الكبير عن جابر لم يكن
يمر النبي صلى الله عليه وسلم في

زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی اور
اور آپ کسی سے مصافحہ فرماتے
تو تمام تمام دن اُس شخص
کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور
کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے
تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے
لڑکوں میں پہچانا جاتا اور آپ ایک
بار حضرت انس رض کے گھر میں سوئے
تھے اور آپ کو پسینہ آیا تھا تو حضرت
انس رض کی والدہ ایک شیشی لاکر آپ
کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے
اس بارہ میں پوچھا انہوں نے
عرض کیا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو
میں ملاویں گے اور یہ پسینہ اعلے
درجہ کی خوشبو ہے اور امام بخاری
نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رض
سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جس رستہ سے گذرتے
اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں
جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا

طریق یتبعه احد الا عرف انه
سلکه من طیبه قال اسحق بن
راهویه ان تلک کانت رائحته
بلا طیب وروی ابراهیم بن اسمعیل
المزنی عن جابر انه اردفنی رسول
الله صلی الله علیه وسلم فالتقمت
خاتم النبوة بفمی فکان ینم علی
مسکا وروی انه اذا تغوط انشقت
الارض فابتلعت غائطه وبوله
وفاحت لذلک رائحة طیبة لذا
روت عائشة ولذا امل بطهارة

کہ آپ اس رستہ سے تشریف
لے گئے ہیں اسحق بن راہویہ نے
کہا ہے کہ یہ خوشبو بدوں خوشبو
لگائے ہوئے (خود آپ کے بدن
مبارک میں) تھی اور ابراہیم بن
اسماعیل مزنی نے حضرت
جابرؓ سے روایت کی ہے کہ مجھ کو
(ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سواری
پر بٹھلا لیا میں نے مہر نبوت
کو اپنے منہ میں لے لیا سو اس میں
سے مشک کی لپٹ آرہی تھی،
اور مروی ہے کہ آپ جب
بیت الخلاء میں جاتے تھے
تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے
بول و براز کو نگل جاتی اور اس
جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی
حضرت عائشہ رض نے اسی طرح
روایت کیا ہے اور اسی لئے علماء
آپ کے بول و براز کے طاہر
ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔

المحدثین منه حکاه ابوبکر بن
سابق المالکی وابونصر و شرب مالك
بن سنان دمه یوم احد ومصّه
قال لن تصیبه النار وشرب
عبدالله بن زبیر دم حجامته وشربت
برکة بوله وام ایمن خادمة
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فلم تجد له الا کماء عذب طیب
وقد ولد مختونا مقطوع السّرة
مکحولا قالت امنة امه ولدته
نظیفا ما به قذر و کان ینام حتی

ابوبکر بن سابق مالکی اور ابو نصر
نے اس کو نقل کیا ہے اور
مالک بن سنان یوم احد میں
آپ کا خون (زخم کا) چوس کر
پی گئے۔ آپ نے فرمایا اس کو
کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور
عبداللہ بن زبیر نے آپ کا خون
جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی
لیا تھا اور برکتؓ اور آپ کی خادمہ
ام ایمنؓ نے آپ کا بول پی لیا تھا
سو اُن کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں
نفیس پانی ہوتا ہے اور آپ (قدرتی)
مختون آنول نال کٹے ہوئے سرمہ
لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے
حضرت آمنہ آپ کی والدہ
کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو پاک
صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو لگی
ہوئی نہ تھی اور آپ باوجودیکہ ایسا
سوتے تھے کہ خراٹے بھی[1] لینے لگتے

---

[1] یعنی وہ ایسے نہ تھے جو سننے والے کو ناگوار ہوں

يَكُوْنَ لَهٗ غَطِيْطٌ فَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ
رَوَاهُ عِكْرِمَةُ وَكَانَ مَحْرُوْسًا
عَنْ حَدَثِ الْمَنَامِ قَالَ وَهْبُ بْنُ
مُنَبِّهٍ قَرَأْتُ فِيْ اَحَدٍ وَّسَبْعِيْنَ
كِتَابًا فَوَجَدْتُّ فِيْ جَمِيْعِهَا اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْجَحُ
النَّاسِ عَقْلًا وَّاَفْضَلُهُمْ رَاْيًا
وَكَانَ يَرٰى فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى فِي
الضَّوْءِ كَمَا رَوَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ
يَرٰى مِنْ بَعِيْدٍ كَمَا يَرٰى مِنْ
قَرِيْبٍ وَكَانَ يَرٰى مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا

تھے مگر بدون وضو کیے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے (یعنی سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا) روایت کیا اس کو عکرمہ نے اور (وجہ اسکی یہ تھی کہ) آپ سونے میں حدث سے محفوظ تھے

فصل پنجم آپ کی قوت و بصیرت میں

(وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عقل میں سب پر ترجیح رکھتے ہیں۔ رائے میں سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رض نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے۔

يُرٰى مِنْ اَمَامِهٖ وَكَانَ
رَاَى جَنَازَةَ النَّجَاشِيِّ وَصَلّٰى
عَلَيْهِ وَرَاَى بَيْتَ الْمُقَدَّسِ
مِنْ مَكَّةَ حِيْنَ وَصَفَهٗ
لِقُرَيْشٍ وَالْكَعْبَةَ حِيْنَ
بَنٰى مَسْجِدَهٗ فِى الْمَدِيْنَةِ
وَكَانَ يَرٰى فِى الثُّرَيَّا اَحَدَ
عَشَرَ كَوْكَبًا وَصَرَعَ رُكَانَةَ
اَشَدَّ اَهْلِ زَمَانِهٖ
حِيْنَ دَعَاهُ اِلَى الْاِسْلَامِ
وَصَارَعَ اَبَا رُكَانَةَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ

اور آپ نے نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں)
دیکھ لیا تھا اور اُس پر نماز پڑھی اور آپ
نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ
لیا جبکہ قریش کے سامنے اُسکا نقشہ
بیان فرمایا (یہ سبب معراج کی صبح کو
قصہ ہوا تھا) اور جب آپ نے مدینہ منورہ
میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اُس وقت
خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپ کو ثریا
میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے

(وصل ششم آپ کی قوت بدنیہ
وغیرہ میں) اور آپ کی قوت کی یہ
کیفیت تھی کہ آپ) نے رکانہ کو جو
اپنے اہل زمانہ میں بہت قوی (مشہور)
تھے کشتی میں گرا دیا جبکہ اُن کو اسلام
کی دعوت دی (اور انہوں نے اپنے
اسلام کو اس پر معلق کیا کہ مجکو کشتی میں
گرا دیجئے) اور قبل زمانہ اسلام کے آپ
نے ابو رکانہ کو کشتی میں گرا دیا تھا۔ وہ
دوسری تیسری بار پھر آپ سے مقابل
ہوا آپ ہر بار میں اس کو پچھاڑ پچھاڑ
دیتے تھے اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے

وَعَاوَدَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ
يَعْرَقُ وَكَانَ اَسْرَعَ فِي الْمَشْيِ
كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ قَالَ
اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا
وَاِنَّهٗ مُكْتَرِثٍ وَكَانَ ضَحِكُهٗ
تَبَسُّمًا وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا
وَاُوْتِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ لَهٗ
كُلُّ الْاَرْضِ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا
وَاُحِلَّتْ لَهُ الْغَنَائِمُ وَاُعْطِيَتْ
لَهُ الشَّفَاعَةُ الْكُبْرٰى وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ
وَبُعِثَ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ كَافَّةً

زمین لپٹی چلی آرہی ہو حضرت ابوہریرہؓ
فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش کرتے
تھے (کہ آپ کے ساتھ چل سکیں)
اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے
(پھر بھی ہم تھک جاتے تھے اور آپ
کا ہنسنا تبسم ہوتا تھا۔ اور جب (گوشہ
کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے
اس طرف مڑ کر دیکھتے (یعنے دزدیدہ
نظر سے دیکھتے (فصل ہفتم آپکے
بعض خصائص میں) اور آپ کو
کلمات جامعہ عطا کئے گئے اور تمام
زمین آپ کے لئے مسجد اور آلہ طہارت
بنائی گئی (یعنی یہ نہیں کہ خاص مسجد
ہی میں نماز درست ہو اور جگہ درست
نہ ہو اور اسی طرح ہر جگہ کی مٹی سے
بشرط پاک ہونے کے تیمم درست ہے)
اور آپ کے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا
اور پہلی شریعتوں میں مال غنیمت کا
کھانا حلال نہ تھا) اور آپ کے لئے
شفاعت کبریٰ اور مقام محمود مخصوص
کیا گیا۔ اور آپ جن وانس اور تمام

المخلوقات وعلم السنة العرب
كلها اقول بل السنة العرب
كلها قالت ام معبد كان حلو
المنطق فصلا لا نذر ولا هذر
كان منطقه خرزات نظمن وكان
قليل الاكل والنوم وكان لا يتكئ
في الاكل ومعناه عند
المحققين انه لا يعتمد على شيء
تحته ولا مائلا الى شق انما
كان جلوسه للاكل جلوس
المستوفز مقعيا وكان يقول اكل

خلائق کی طرف مبعوث ہوئے (وصل
ہشتم آپ کے کلام وطعام ومنام
وقعود وقیام میں) اور عرب کی
سب زبانیں جانتے تھے میں کہتا
ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں (یہ بعض کا قول
ہے) ام معبدؓ کہتی ہیں کہ آپ شیریں
کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو
تھے (کہ ضروری بات میں بھی سکوت
فرمادیں) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر
ضروری امور میں مشغول ہوں) آپ
کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے
پرو دیے گئے ہوں اور آپ کھانے
اور سونے بہت کم تھے۔ کھاتے ہوئے
سہارا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور معنی
اس کے اہل تحقیق کے نزدیک یہ
ہیں کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپ
کے نیچے ہوتی (جیسے گدا وغیرہ) اور
نہ کسی کروٹ پر (ہاتھ یا تکیہ سے
سہارے) بوجھ دے کر بیٹھتے۔ آپ
کی نشست کھانے کے لئے ایسی
ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لئے

كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ
كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ وَكَانَ نَوْمُهُ
عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ اِسْتِظْهَارًا
عَلٰى قِلَّةِ الْمَنَامِ قَالَ اَنَسٌ
اُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا
اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَرُوِيَ
قُوَّةَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فِي الْجِمَاعِ
وَرُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فُضِّلْتُ عَلَى النَّاسِ بِاَرْبَعٍ بِالسَّخَاءِ
وَالشُّجَاعَةِ وَكَثْرَةِ الْجِمَاعِ وَقُوَّةِ
الْبَطْشِ وَكَانَ ذَا وَجَاهَةٍ قَبْلَ

کوئی تیار ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اوکڑو بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا۔ تاکہ قلت منام میں معین ہو (وصل نہم آپ کی بعض صفات و مکارم اخلاق شجاعت و سخاوت و ہیبت وجاہ و بے نفسی و ایثار وغیرہ میں) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اس کو نسائی نے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجاو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی۔ سخاوت اور شجاعت اور قوت مردمی اور مقابلہ میں غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد میں بھی صاحب وجاہت تھے

النبوۃ وبعدھا روی عن
قیلۃ انھا لما رأتہ أرعدت من
الفرق فقال یا مسکینۃ علیک
السکینۃ وعن ابن مسعود انہ قام
بین یدیہ عقبۃ بن عمرو فارعد
فقال ھون علیک فانی لست
بملک جبار ولقد اوتی خزائن
الارض ومفاتیح البلاد وفتح علیہ
فی حیوتہ بلاد الحجاز والیمن وجمیع
جزیرۃ العرب وحوالی الشام والعراق
وجلبت الیہ الاخماس والصدقات

حضرت قیلہ سے روایت ہے کہ انہوں
نے جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے
مارے کانپنے لگیں۔ آپ نے فرمایا
کہ اے غریب دل کو برقرار رکھ (یعنی
ڈرمت) اور حضرت ابن مسعودؓ
سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو
عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو
خوف سے کانپنے لگے۔ آپ نے
فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو
میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں
اور آپ کو تمام خزائن روئے زمین
کے اور تمام شہروں کی کنجیاں
عالم کشف میں، عطا کی گئی تھیں۔
اور آپ کی حیات میں بلاد حجاز
اور یمن اور تمام جزیرہ عرب اور نواحی
شام وعراق فتح ہو گئے تھے اور
آپ کے حضور میں خمس اور صدقات
اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور
سلاطین کی طرف سے ھدایا
بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو
آپ نے لوجہ اللہ صرف فرمایا اور

وَالْاَعْشَارُ وَاُهْدِيَتْ لَهُ مِنَ الْمُلُوْكِ
هَدَايَا فَصَرَفَ كُلَّهَا لِوَجْهِ اللّٰهِ
وَاَغْنٰى بِهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ مَا
يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ اُحُدًا ذَهَبًا يَبِيْتُ
عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا دِيْنَارًا
اُرْصِدُهُ لِدَيْنِيْ وَهٰذَا مِنْ كَمَالِ سَخَائِهٖ
وَجُوْدِهٖ وَعَطَائِهٖ فَاِنَّهٗ مَاتَ
وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ فِيْ نَفَقَةِ عِيَالِهٖ
وَكَانَ مُقْتَصِرًا فِيْ نَفَقَتِهٖ وَمَلْبَسِهٖ
وَمَسْكَنِهٖ عَلٰى مَا تَدْعُوْهُ الضَّرُوْرَةُ
اِلَيْهِ وَكَانَ يَلْبَسُ فِي الْغَالِبِ الشَّمْلَةَ

اور مسلمانوں کو غنی کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھکو
یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لئے
کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات کو
اس میں سے ایک دینار بھی میرے
پاس رہے بجز ایسے دینار کے جس کو
کسی واجب مطالبہ کے لئے تھام
لوں اور یہ آپ کی کمال سخاوت
جود و عطا ہے۔ چنانچہ (اسی
کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض
رہتے تھے حتیٰ کہ) آپ نے جس وقت
وفات فرمائی تو آپ کی زرہ
اہل و عیال کے اخراجات میں رہن
رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ
اور پوشاک اور مسکن میں صرف قدر
ضرورت پر اکتفا فرماتے تھے
اور غالب اوقات آپ کمل اور موٹا
کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے
(اور بعض اوقات) اپنے اصحاب
کو دیبا کی قبائیں جس میں سونے کے
تار بنے ہوئے تھے تقسیم فرماتے تھے
اور جو ان میں موجود نہ ہوتے۔ ان

الكساء الخشن والبرد الغليظ و
يقسم على اصحابه اقبية الديباج
المنسوج بالذهب ويرفع لمن لم
يحضره عن عائشة كان خلقه القرآن
يرضى برضاه ويسخط بسخطه حتى
قال الله تعالى انك لعلى خلق عظيم
جبله الله تعالى في اصل فطرته
على مكارم الاخلاق ورزانة
الطبع واعتدال المزاج وقالت
آمنة بنت وهب ان نبينا صلى الله
عليه وسلم ولد باسطا يديه

کے لیے اُٹھا کر رکھتے تھے اور حضرت
عائشہ رضہ نے فرمایا ہے کہ آپ کا
خلق قرآن تھا اُس کی خوشی کی بات
سے آپ خوش ہوتے تھے۔
اور اُس کی ناخوشی کی بات سے
آپ ناخوش ہوتے تھے یعنی
قرآن سے جو بات حق تعالے
کے خوش یا ناخوش ہونے کی
ثابت ہوتی ہے آپ کی خوشی اور
ناخوشی اُسی کے تابع تھی حتے کہ
اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ آپ
خلق عظیم پر قائم ہیں اللہ تعالی
نے آپ کو اصل فطرت میں مکارم
اخلاق اور متانت طبع اور
اعتدال مزاج پر پیدا کیا تھا۔
اور حضرت آمنہ بنت وہب
کہتی ہیں کہ آپ جس وقت پیدا
ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھ زمین
کی طرف کھلے ہوئے تھے اور سر
آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے
تھے۔

إلى الأرض إفعاراً أسه إلى السماء
قال النبي صلى الله عليه وسلم
لما نشأت بغض إلى الأوثان
والشعر ولم أهم بشيء من أمور
الجاهلية إلا مرتين فعصمني الله تعالى
منهما ثم لم أعد وكان أصبر الناس
على أذاهم وأحلمهم يعفو عن
مسيئهم ويصل من قطعه ويعطي
من حرمه ويعفو عمن
ظلمه وكان يختار أيسر الأمرين
ما لم يكن إثماً وما انتقم

دو (وصل وہم آپ کی عصمت ہیں)
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کہ جب مجھ کو ہوش آیا بتوں سے اور
شعر گوئی سے مجھ کو نفرت تھی اور کبھی
کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع
کا مجھ کو خیال تک بھی نہیں آیا بجز
دو بارہ کے اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ
نے مجھ کو محفوظ رکھا پھر اس (خیال)
کی بھی نوبت نہیں آئی (وصل یازدہم
تتمہ وصل نہم میں) اور آپ لوگوں
کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر
تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔
برائی کرنے والے سے درگذر فرماتے
تھے اور جو شخص آپ سے بدسلوکی
کرتا تھا آپ اس سے سلوک کرتے
تھے اور جو شخص آپ کو نہ دیتا آپ اس کو
دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ
اس سے درگذر فرماتے اور کسی کام کے
دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا۔ آپ
اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ
ہوتا اس میں اپنے نفس کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لنفسہ حتی روی فی سیرۃ
ابن ھشام ان عتبۃ
بن ابی وقاص اخا سعد
بن ابی وقاص رمی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یوم احد فکسر رباعیتہ
الیمنی السفلی وشج وجہہ فقالوا
لو دعوت علیہم فقال اللھم
اھد قومی فانہم لا یعلمون وما
ضرب بیدہ شیئا قط الا ان

آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ
آسانی پسند طبیعت دوسروں کیلئے
بھی آسانی تجویز کرتی ہے، اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا حتے کہ
سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے
بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے احد
کے روز آپ پر پتھر چلایا اُس سے
آپ کا دندان رباعیہ زیریں جانب راست
کا شکستہ ہو گیا (یعنی جھڑ گیا - اور
رباعیہ کہتے ہیں سامنے کے چار دانتوں
کے دونوں کروٹوں کی طرف کے چار
دانتوں کو دو اوپر دو نیچے) اور آپ
کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں
نے عرض کیا کہ آپ ان پر بددعا کیجیے
آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ میری
قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ اُن کو خبر نہیں
اور آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی
یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا
البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور

مُجَاهِدًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَرَبَ
امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا وَرُوِيَ عَنْ
جَابِرٍ مَا سُئِلَ شَيْئًا فَقَالَ لَا وَلِنِعْمَ
مَا قِيْلَ شعر
مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِي تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمْ
وَكَانَ يَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَكْسِبُ
الْمَعْدُوْمَ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ
فِي نَوَائِبِ الْحَقِّ كَمَا فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ
وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ اَنَّهٗ اُتِيَ اِلَيْهِ
تِسْعُوْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰى

بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔ اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ نے انکار فرما دیا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جس کا ترجمہ فارسی میں یہ ہے۔

ع

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اشہد ان لا الہ الا اللّٰہ۔

اور آپ درماندوں کا بار اٹھا لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دے دیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور امام ترمذی نے روایت کیا کہ آپ کے پاس ایک بار نوّے ہزار درہم آئے (تقریباً پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بورئیے پر رکھے گئے۔ سو آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کرکے فارغ ہو گئے پھر آپ کے پاس

حصیر ثمّ ما ردّ سائلاً حتّی فرغ
منها فجاءه رجل فسأله فقال
ليس عندي شيء ولكن
ابتع عليّ فإذا جاءنا شيء قضينا
فقال ما كلّفك الله ما لا تقدر
عليه فكره النّبيّ صلّى الله عليه
وسلّم ذلك فقال رجل من
الأنصار يا رسول الله أنفق ولا
تخش من ذي العرش إقلالاً
فتبسّم ورأى البشر في وجهه
وكان لا يدّخر شيئاً لغدٍ كما رواه

ایک شخص آیا اور کچھ مانگا آپ نے
فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا
(جو تجھ کو دے سکوں) لیکن تو میرے
نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لے۔
جب ہمارے پاس کچھ آوے گا ہم
ادا کر دینگے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جو
چیز آپ کی قدرت میں نہ ہو حق تعالےٰ
نے آپ کو اُس کا مکلف نہیں فرمایا (پھر
آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں)
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش
نہیں معلوم ہوئی پھر انصار میں سے
ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
خوب خرچ کیجئے اور مالک عرش (یعنی
حق سبحانہ وتعالیٰ) سے کمی کا اندیشہ
نہ کیجئے آپ نے تبسم فرمایا۔ اور
آپ کے چہرہ مبارک پر بشاشت
نمایاں ہوئی اور آپ اگلے دن کے
لئے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے
جیسا کہ حضرت انسؓ نے حضرت
عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے

اَنَسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ
مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ
مَارَاَيْتُ اَشْجَعَ وَلَا اَنْجَدَ وَلَا اَجْوَدَ
وَلَا اَرْضٰى مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ نَلُوْذُ بِالنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الشُّجَاعُ
مَنْ يَّقْرُبُ مِنْهُ اِذَا دَنَى الْعَدُوُّ
لِقُرْبِهٖ مِنْهُ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ
الْخُدْرِيِّ كَانَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ
فِيْ خِدْرِهَا وَكَانَ لَطِيْفَ الْبَشَرَةِ

بارشِ خیر سے بھی زیادہ فیاض تھے
روصل دوازدہم دوسرے بعض
اخلاق جمیلہ وطرزِ معاشرت ہیں)
حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ
مضبوط دیکھا اور نہ (دوسرے
اخلاق کے اعتبار سے) پسندیدہ
دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ
لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا
جاتا تھا جو (میدان جنگ میں) آپ
سے نزدیک رہتا جب آپ غنیم کے
قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص
کو بھی (اس صورت میں) غنیم کے
قریب رہنا پڑتا تھا اور حضرت ابوسعید
خدری سے روایت ہے کہ آپ شرم
وحیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے
کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اللہ
آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے
اور کسی شخص کو مرد و ناگوار بات نہ فرماتے

البين الظاهر لا يشافه احدًا
بما يكرهه وعن عائشة لم يكن
فاحشا ولا متفحشا ولا سخابا
بالاسواق ولا يجزي السيئة
بالسيئة ولكن يعفو عبد الله
بن عمرو كان من حيائه لا يثبت
بصره في وجه احد وكان يكني
عما اضطر اليه من المكروهات
وعن علي كان اوسع الناس صدرا
واصدقهم لهجة والينهم عريكة
واكرمهم عشيرة وكان يجيب من

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ
نہ آپ بروے عادت سخت گو تھے۔
اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے۔
اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں
کرنے والے تھے اور برائی کا عوض
برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما
دیتے تھے اور حضرت عبد اللہ
بن عمرو سے روایت ہے کہ غایت حیا
سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ
پر نہیں ٹھہرتی تھی (یعنے آنکھوں میں
آنکھیں نہیں ڈالتے تھے) اور کسی
نامناسب چیز کا اگر کسی ضرورت سے
ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے
اور حضرت علیؓ سے روایت ہے
کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ
تھے بات کے سچے تھے طبیعت کے
نرم تھے معاشرت میں نہایت کریم
تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا
اس کی دعوت منظور فرماتے
اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ ہدیہ
یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایا

دعاه ويقبل الهدية ولو كانت
كراعا ويجيب دعوة العبد والحر
والامة والمسكين ويعود المرضى
في اقصى المدينة ويقبل عذر
المعتذر ويبدأ اصحابه بالمصافحة
ولم ير قط مادا رجليه بين اصحابه
حتى يضيق بهما على احد ويكرم
من يدخل عليه وربما بسط
ثوبه ويؤثره بالوسادة ولا يقطع
على احد حديثه وكان اكثر الناس
تبسما واطيبهم نفسا ما لم ينزل

ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے
تھے اور دعوت غلام کی اور
آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب
کی سب کی قبول فرما لیتے
اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی (اگر
مریض (ہوتا اُس) کی عیادت فرماتے
اور معذرت کرنے والے کا
عذر قبول فرماتے اور اپنے
اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی
فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں
پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے
گئے جس سے اوروں پر جگہ تنگ
ہوجاوے اور جو آپ کے پاس آتا
اُس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات
اپنا کپڑا اُس کے بیٹھنے کے لئے
بچھا دیتے اور گدہ تکیہ خود چھوڑ کر
اُس کو دے دیتے اور کسی شخص
کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم
فرماتے اور خوش مزاجی میں سب سے
بڑھ کر تھے جب تک کہ حالت نزول
وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی

…به اذ يغيظ اذ يغضب وكان

…بنفسه احيانا كوفد

…النجاشي وانه سيد ولد آدم

…يوم القيمة واول من تنشق منه

…الارض واول شافع ومشفع

…يركب الحمار ويردف خلفه

…ويعود المساكين ويجالس الفقراء

…ويفلي ثوبه ويحلب شاته ويرقع

…ثوبه ويخصف نعله ويخدم

…نفسه واهله ويقم البيت ويأكل

…مع الخادم ويعجن معه

(کیونکہ ان حالتوں میں آپ کو ایک جوش
ہوتا تھا جس میں تبسم و خوش مزاجی
ظاہر نہ ہوتی تھی) اور بعض اوقات
فرستادوں کی خود خدمت فرماتے جیسے
نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے
اور آپ قیامت میں تمام اولاد آدم
کے سردار ہوں گے اور سب سے
اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین شق
ہو گی (اور آپ باہر تشریف لاوینگے)
اور سب سے اول آپ ہی شفاعت
کریں گے اور سب سے اول آپ
ہی کی شفاعت قبول ہو گی۔ اور
آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش
پر کبھی سوار ہوتے تھے اور (کبھی)
اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے اور غریبوں
کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجوں
کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنے
کپڑے میں (خود) جوں دیکھ لیتے (کسی
خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا
اس خیال سے تھا کہ کسی اور کی نہ چڑھ
گئی ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال

وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهُ مِنَ السُّوقِ
وَكَانَ مِنْ آمَنِ النَّاسِ
وَأَعْدَلِ النَّاسِ وَأَعَفِّ النَّاسِ
وَأَصْدَقِهِمْ قَوْلًا حَتَّى أَنَّ
أَبَا جَهْلِ ابْنَ هِشَامٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ مَعَ
كَمَالِ عَدَاوَتِهِ لَمَّا سَأَلَهُ أَخْنَسُ
بْنُ شُرَيْقٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبَا الْحَكَمِ
لَيْسَ هُنَا غَيْرِي وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ
كَلَامَنَا تُخْبِرُنِي عَنْ مُحَمَّدٍ
صَادِقٌ أَمْ كَاذِبٌ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ
وَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا الصَّادِقُ وَمَا كَذَبَ

لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند
لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود
بوقت حاجت کے سی لیا کرتے
اور اپنا اور گھر والوں کا کام کر لیا
کرتے اور گھر میں جھاڑو دے لیا
کرتے اور خدمت گاروں کے ساتھ
کھانا کھا لیتے اور اُس کے ساتھ
آٹا گوندھ لیتے اپنا سودا بازار سے
خود لے آتے اور سب سے بڑھ
کر احسان کرنے والے اور عدل
کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے
والے تھے حتیٰ کہ ابوجہل بن ہشام
باوجود اس کے کہ آپ کا کامل دشمن
تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے
روز جب اُس سے پوچھا کہ اے
ابوالحکم یہاں تو میرے اور تیرے
سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری
بات کو سن لے گا تو مجھ کو یہ بتلا کہ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے
ہیں ابوجہل نے کہا کہ واللہ محمد سچے ہیں
اور محمد نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں

هما قط عن خارجة بن
زيد كان النبي صلى الله عليه
وسلم أوقر الناس في مجلسه
وعن أبي سعيد إذا جلس
في المجلس احتبى بيديه وكان
أكثر جلوسه محتبيا وعن جابر
بن سمرة أنه تربع وربما
جلس القرفصاء وكان إذا
مشى مشى مجتمعا يعرف في
مشيه أنه غير غرض ولا
وكل أي غير ضجر ولا كسلان

(وصل سیزدہم تتمہ وصل ہشتم میں)

حضرت خارجہ بن زید سے
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار
ہوتے اور حضرت ابوسعیدؓ سے روایت
ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں
پاؤں کھڑے کرکے ملا کر اُن کے گرد
ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے
بھی اکثر نشست آپ کی اسی ہیئت
سے ہوتی (اس کو احتبا کہتے ہیں
اور یہ تواضع اور سادگی کی وضع ہے)

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے
کہ آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض
اوقات اپنے دو بغل میں ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے
اور جب آپ چلتے تو (جمعیت خاطر)
یعنی طمانینت کے ساتھ چلتے آپ کی
چال سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ نہ
آپ کے دل میں تنگی ہے (کہ گھبرائے
ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں سستی
ہے (کہ پاؤں نہ اُٹھتا ہو غرض نہ
بہت تیز چلتے تھے نہ سست رفتار تھے)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ کَانَ
فِیْ کَلَامِہٖ تَرْتِیْلٌ اَوْ تَرْسِیْلٌ
عَنْ عَائِشَةَ کَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا
لَوْعَدَّہُ الْعَادُّ اَحْصَاہُ وَیُحِبُّ
الطِّیْبَ وَالرَّائِحَةَ الْحَسَنَةَ
وَیَسْتَعْمِلُهَا کَثِیْرًا وَیَحُضُّ عَلَیْهَا
وَلَا یَنْفُخُ فِیْ طَعَامٍ وَلَا فِیْ شَرَابٍ
وَیُحِبُّ اِنْقَاءَ الْبَرَاجِمِ وَالرَّوَاجِبِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزٍ حَتّٰی

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اُس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اُس کی ترغیب دیتے اور کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارتے تھے اور انگلیوں اور ہڈیوں کے جوڑوں کے صاف رکھنے کو پسند فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل جمع ہونے کے ہیں) اور حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آنحضرت کو روانہ ہو گئے۔

تفنی لبسیلہ عن حفصۃ کان
ذراشہ مسحا وکان ینام احیانا
علی سریر مرمول بشریط حتی
یوثر جنبہ عن عائشۃ لم یمتلئ
جوف النبی شبعا قط ولم یبث
شکوی الی احد وکانت الفاقۃ
احب الیہ من الغنی وکان یظل
جائعا یلتوی طول لیلتہ من
الجوع ولو شاء سأل ربہ جمیع کنوز
الارض وثمارھا ورغد عیشھا
اللہ یقول مالی وللدنیا اخوانی

اور حضرت حفصہؓ سے روایت ہے
کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی
کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے
جو کھجوروں کے بان سے بنی ہوتی
حتیٰ کہ آپ کے پہلو مبارک میں اس
کا نشان پڑجاتا (وفضل چہاردہم
آپ کے تنگیٔ معیشت کو اختیار
کرنے میں) اور حضرت عائشہؓ
سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا
سے پُر نہیں ہوا اور کسی سے شکوہ
کا اظہار نہیں کیا اور فاقہ آپ کو
بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب
تھا اور دن دن بھر بھوکے گذار دیتے
اور رات رات بھر بھوک سے کروٹیں
بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو
تو اپنے رب سے تمام روئے زمین
کے خزائن اور اس کی پیداوار اور
اس کی فراخ عیشی کا سامان
مانگ لیتے لیکن آپ یہی فرمایا
کرتے تھے کہ مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ

مِنْ اُولِی الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
صَبَرُوْا عَلٰی مَا ھُوَ اَشَدُّ مِنْ ھٰذَا
فَمَضَوْا عَلٰی حَالِھِمْ وَکَانَ شَدِیْدُ
الرَّھْبَۃِ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ حَتّٰی
قَالَ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ لَشَجَرَۃٌ تُعْضَدُ
وَکَانَ یُصَلِّیْ حَتّٰی یَرِمَ
قَدَمَاہُ فَقَالَ رَبُّہٗ تَعَالٰی
وَتَقَدَّسَ رَحْمَۃً لَّہٗ طٰہٰ
مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی
اَیْ لِتُتْعِبَ نَفْسَکَ وَکَانَ
یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ

میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے
اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر
کیا اور اپنی اسی حالت پر گذر گئے
وصل پا گئے وہ ہم آپ کی خشیت
و مجاہدہ ہیں، اور آپ اللہ تعالیٰ
سے بہت ڈرتے تھے یہاں تک کہ
آپ نے فرمایا[1] کہ کاش میں ایک
درخت ہو جاتا جو کاٹ دیا جاتا اور
آپ اس قدر (نفل) نماز پڑھتے تھے
کہ قدم مبارک ورم کر جاتے اس پر
حق تعالیٰ و تقدس نے براہ
ترحم فرمایا طٰہٰ الخ یعنی ہم نے آپ پر
قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا
کہ آپ مشقت میں پڑیں اور آپ
نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ میں
ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا

[1] راجح یہ ہے کہ یہ قول ابوذر کا ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے مگر
مدعا کچھ اسی روایت پر موقوف نہیں دوسری
احادیث میں نص ہے انی اخشاکم للہ و
اتقاکم للہ ونحو ذالک ۱۲ منہ

رواه عبد الله بن الشخير وكان
متواصل الاحزان ليس له راحة
ويستغفر الله تعالى في اليوم سبعين
مرة او مائة مرة اقول كان تعليما
لامته او لطلب مغفرة لامته
او انه كان خائضا في بحر القرب
والعرفان وكان يترقى ساعة
فساعة لانه لا تكرار للتجلي والتجلي
بحسب استعداد المتجلي له
واستعداده صلى الله عليه وسلم
كان متزايدا آنا فآنا فاذا ارتقى

اسی طرح عبد اللہ بن شخیر نے
روایت کیا ہے اور آپ برابر مغموم رہتے
تھے کسی وقت آپ کو چین نہ تھا یہ کیفیت
فکر آخرت سے تھی اور دن بھر میں
ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے۔
میں کہتا ہوں کہ یہ یا تو تعلیم امت
کے لیے تھا یا خود امت کے لئے
مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ
وجہ تھی کہ آپ دریائے قرب وعرفان
میں مستغرق تھے اور آناً فاناً ترقی فرماتے
رہتے تھے۔ کیونکہ تجلیات متجدد
ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد
محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ
کی استعداد برابر متزاید ہوتی
جاتی تھی اس لئے تجلیات
کبھی لاتقف عند حد فاضل
ہوتی تھیں جب مرتبہ مابعد کو

الْمَرْتَبَةَ اللَّاحِقَةَ عَالِيًا يَعُدُّ نَفْسَهُ
فِي التَّقْصِيرِ فِي الْمَرْتَبَةِ السَّابِقَةِ اَلَمْ
تَسْمَعْ اَنَّ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَيِّاٰتُ
الْمُقَرَّبِيْنَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا بَعَثَ
نَبِيًّا اِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ
وَكَانَ نَبِيُّكُمْ اَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ
صَوْتًا اَقُوْلُ وَاَمَّا عَدَمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِّ
عَلَيْهِ كَمَا كَانَ عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَلِغَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى لَمْ يُظْهِرْ
جَمَالَهٗ كَمَا هُوَ عَنْ غَيْرِهٖ مَا اَنْتَ تَحْفَظُهٗ

عالی دیکھتے تھے تو اپنے کو مرتبہ ماقبل
کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب
فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہیں کہ نیکوں
کے حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں
(وصل شانزدہم آپکے حسن و جمال
میں) اور ترمذی نے قتادہ سے انہوں
نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز
اور خوشرو نہ ہو اور تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
صورت شکل میں بھی اور آواز میں ان سب
سے احسن تھے میں کہتا ہوں کہ باوجود
ایسے حسن و جمال کے، عام لوگوں کا آپ پر اس
طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام
پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی کے
ہے کہ آپ کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر
نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا
جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام
یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا
(وصل ہفدہم آپکے رفق و تواضع
و پاکیزگی طبیعت میں) اور آپ
نہایت حلیم تھے اور نہ کسی کو دشنام

بجمال یوسف کما ھو الآن علی
یعقوب اور زلیخا . کان صلی اللہ
علیہ وسلم حلیما ولم یکن
فحاشا ولا لعانا وکان
یرکب الحمار فی سیر قریب
والراحلۃ فی بعید والبغلۃ
فی معارک الحرب والخیل لإجابۃ
الصارخ وکان یبسط وجھہ
للکافر والعدو رجاء إتیانہ فیہ
ویصبر للجاھل ویتولی فی منزلہ
مھنۃ أھلہ ویتسمت فی ملائہ

دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ
لعنت کی بد دعا دیتے تھے اور نزدیک جگہ
جانے میں دراز گوش پر سوار ہوتے تھے
اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکہ حرب
میں خچر پر اور کسی مدد چاہنے والے کی
پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی
پہنچ جاویں اور معرکہ میں کمال سے
ثابت قدم رہنا اسلئے گھوڑے کی ضرورت
نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ
بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی
حالات میں تواضع کی صورت اختیار
فرمائی یعنی دراز گوش کی سواری اور سفر
دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت تھی
اور وہ شتر ہے) اور آپ کافر اور دشمن سے
بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر
کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے۔
اور جاہل کی بے تمیزی کی بات پر
صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آکر گھر
گھر والوں کے کاموں کا انتظام فرماتے
اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام
فرماتے کہ اس میں سے ہاتھ پاؤں

حتى لا يبدو منه شيء من أطرافه
وقد وسع الناس بشره وعدله
ولا يستفزه الغضب ولا يبطن على
جلسائه ولم يكن له صلى الله عليه
وسلم خائنة الأعين فكيف بما يجن القلب
وكان حبيبنا صلى الله عليه وسلم معصوما
أحواله وأقواله وأفعاله عن الكبائر
والصغائر عند المحققين ولا يصح
منه خلف واضطراب لا وعمدا
ولا في سهو ولا صحة ولا مرض ولا
جد ولا مزح ولا رضى ولا غضب

کچھ ظاہر نہ ہو (غالبًا بیٹھنے کی حالت
میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ کی کشادہ
روئی اور انصاف سب کے لئے
عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہیں
کرتا تھا اور اپنے جلیسوں سے کوئی
بات (خلاف ظاہر) دل میں نہ رکھتے
تھے اور آنکھوں کی خیانت
(یعنی دزدیدہ نظر) آپ میں نہ تھی
تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال
ہے اور آپ تمام احوال واقوال
وافعال میں کبائر سے اور محققین
کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم
تھے اور آپ سے کسی قسم کی
وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور
ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً
نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی امر
لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی
میں نہ غضب میں۔

(وصل ہشتم آپ کے اعتدال
تزئین میں) اور آپ جس روز کہ مظلم

...لحبيبنا صلى الله عليه وسلم
...قدم مكة اربع غدائر رواه
...هاني فكان يسدل شعره اولا
...ثم فرق رأسه وفي رواية
كان يترجل غبا وسئل
...س عن خضاب النبي صلى
...الله عليه وسلم فقال لم
...يبلغ ذلك انما كان شيبا
...صدغيه ولكن ابوبكر
...خضب بالحناء والكتم وفي
...رواية كان شيبه احمر

میں تشریف لائے ہیں (یعنی یوم فتح مکہ میں) اُس روز آپ کے سر کے بال چار حصّے ہو رہے تھے روایت کیا اس کو ام ہانی نے اور آپ شروع میں اپنے بالوں کو بے مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کرکے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انسؓ سے آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا کہ آپ حد خضاب تک ہی نہ پہونچے تھے (یعنی آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوئے تھے) بس تھوڑی سی سفیدی دونوں کنپٹیوں[له] میں ہوئی تھی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہے (یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہ ہوں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بالوں کا پکنا سرخ رنگ کا تھا (یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید نہ ہوتے تھے

له یعنی ہر دو جانب راس ۱۲ منہ

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَقِيْلٍ
رَأَيْتُ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِنْدَ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض
مَخْضُوْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
كَانَ يَكْتَحِلُ قَبْلَ
أَنْ يَّنَامَ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ
عَيْنٍ وَكَانَ يُحِبُّ الثَّوْبَ
الْأَبْيَضَ وَالْقَمِيْصَ وَكُمُّهُ
إِلَى الرُّسْغِ وَكَانَ
يُحِبُّ الْحِبَرَ يَلْبَسُ مِرْطَ
شَعْرٍ أَسْوَدَ وَقَدْ لَبِسَ

اور عبد اللہ بن عقیل کہتے ہیں کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا موئے مبارک حضرت انس رض کے
پاس خضاب کیا ہوا دیکھا محققین کے
نزدیک ان روایات میں تطبیق یہ ہے
کہ آپ کے بال پکنے تو لگے تھے مگر
بہت کم پکے تھے سو بعضے سرخ ہو گئے
اور بعضے سفید لیکن آپ نے قصداً
ان کو خضاب نہیں لگایا لیکن آپ کی
عادت اکثر اوجاع وغیرہ میں مہندی
رکھ دینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا۔
اس سے وہ سفید بال رنگین ہو گئے
اب سب روایات جمع ہو گئیں واللہ اعلم
اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے
کہ آپ سونے کے قبل ہر آنکھ میں تین تین
سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپ سفید
کپڑے کو اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور
آپ کی آستینیں گٹہ تک ہوتی تھی اور
آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے۔
اور (کبھی) بالوں کی سیاہ چادر (بھی)
پہنتے تھے اور (ایکبار) رومی جبہ تنگ

ـبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ
ـكُمَّيْنِ وَلَبِسَ خُفَّيْنِ
ـوْدَيْنِ سَاذَجَيْنِ وَمَسَحَ
ـيْهِمَا وَكَانَ فِيْ نَعْلَيْهِ
ـبَالَانِ مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا وَكَانَ
ـبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ
ـيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ
ـهَا رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ
ـلِّيْ فِيْ نَعْلَيْنِ مَخْصُوْفَتَيْنِ
ـتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ
ـكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ وَلَا يَلْبَسُهٗ

آستین کا رکھی) پہنا ہے (اس سے تشبہ
ممنوع لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت نہیں
کہ وہ لباس اہل روم کا خاص بقاروحی
ہونا باعتبار ساخت کے ہے) اور آپ
نے سیاہ سادہ چرمی موزے رکھی (پہنے
ہیں اور اُن پر وضو میں) مسح فرمایا ہے
اور آپ نے نعلین شریفین میں انگلیوں
میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک
انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور
ایک وسطی اور اسکی پاس والی کے درمیان
میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دہرا
تھا اور آپ بالوں سے صاف کیے
ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے
اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ
لیتے۔ روایت کیا اس کو حضرت ابن عمرؓ
نے اور آپ (گاہ گاہ) گٹھے ہوئے نعلین
میں نماز (بھی) پڑھ لیتے (کیونکہ وہ
پاک ہوتے تھے اور اُس وقت ف
میں یہ خلاف ادب نہ ہوگا) اور آپ
نے چاندی کی انگشتری بنوائی تھی اور
اُس سے مہر لگاتے تھے اور

كما رواه ابن عمر وقال انس كان
فصه حبشيا قد ذكر في شروح
البخاري انه كان حجرا من بلاد
الحبشة او على لون الحبشة وكان
جزعا او عقيقا وروي عنه ايضا
ان خاتم رسول الله كان من
فضة وفصه منه وفي رواية منه
كاني انظر الى بياضه في كفه
اقول اختلاف الروايات بحسب
اختلاف الحالات فتدبر ودع
الخلاف وكان نقشه محمد رسول الله

(التزام دوام کے ساتھ) پہنتے نہ تھے
جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ نے روایت کیا
ہے اور حضرت انسؓ نے کہا ہے کہ
اُس کا نگین حبشہ کا تھا شرح بخاری
میں مذکور ہے کہ ملک حبشہ کا ایک
پتھر تھا یا اُس کا رنگ حبشیوں کا سا
(یعنی سیاہ) تھا اور وہ مہرہ یمانی
یا عقیق تھا اور اُن سے یہ بھی روایت
ہے کہ آپ کی انگشتری چاندی کی تھی
اور اُس کا نگین اُسی کا تھا میرے
نزدیک نگین سے مراد خانہ نہیں ہے
یعنی نگین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز نے
وغیرہ کا نہ تھا جیسا بعضے بنوا لیتے ہیں)
اور اُن ہی سے ایک روایت ہے
گویا اُس کی سفیدی (اور چمک) آپ
کے ہاتھ میں اس وقت میری نظر
میں ہے میں کہتا ہوں کہ ان روایات
کا اختلاف باعتبار اختلاف
حالات کے ہے خوب بصیرت حاصل
کر لو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اُس
انگشتری پر یہ منقوش تھا محمد رسول اللہ

محمدٌ سطرٌ ورسولُ سطرٌ واللهِ
سطرٌ رواه انسٌ واذا دخل الخلاءَ
نزع خاتمه وكان يلبسه
في يمينه صحيح البخاري
عن عبد اللهِ بن جعفرٍ وقالَ
انسٌ وجابرٌ وابن عباسٍ كان
يختمُ في يمينه وكان
سيف رسول اللهِ صلى الله عليه
وسلم حنفيًّا وقبيعته فضةً
ولبس درعين يوم احدٍ ومغفرًا
يوم فتح مكة وكان اذا اعتمّ

اس طرح سے کہ محمد ایک سطر اور رسول
ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت
کیا اس کو حضرت انسؓ نے اور جب
آپ بیت الخلا میں جاتے تو انگشتری
نکال دیتے۔ اور اس کو (جب
پہنتے تو) داہنے ہاتھ میں پہنتے
امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس کو
حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب
سے نقل کیا ہے اور حضرت انسؓ
اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ
نے فرمایا ہے کہ آپ داہنے
ہاتھ میں انگشتری پہنتے تھے اور
آپ کی تلوار قبیلہ بنی حنیفہ کی
ساخت کی تھی اور اس کی موٹھ کی
گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے میں جس
جگہ یہ ہاتھ رہتا ہے اسکے سرے
پر جو روک ہوتی ہے وہ) چاندی کی
تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جدا رہتی
ہے اس لیے چاندی کی درست
ہے) اور جنگ احد میں آپ نے دو زرہیں
اور فتح مکہ کے روز آپ خود (یعنی

سَدَلَ عِمَامَتَہٗ بَیْنَ لَتَفَیْہِ وَثَبَتَ فِیْ کُتُبِ السِّیَرِ بِرِوَایَاتٍ صَحِیْحَۃٍ اَنَّہٗ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرْخِیْ عِلَاقَتَہٗ اَحْیَانًا بَیْنَ لَتَفَیْہِ وَاَحْیَانًا یَلْبَسُ الْعِمَامَۃَ بِغَیْرِ عِلَاقَۃٍ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ کَانَ یَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعِمَامَۃِ وَیَلْبَسُ الْعِمَامَۃَ بِغَیْرِ الْقَلَانِسِ وَکَانَ لَہٗ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ وَکَانَ یَاتَزِرُ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْہِ وَرَخَّصَ اِلَی اَسْفَلَ

آہنی کلاہ) پہنے ہوئے تھے اور آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو اُس کو دونوں شانوں کے درمیان میں چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر میں بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونوں شانوں کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے اور کبھی عمامہ بدون[لے] کلاہ کے پہن لیتے اور آپ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف ساق تک لنگی باندھتے تھے اور اجازت اس سے نیچے بھی دی ہے مگر یہ فرما دیا ہے کہ ازار کا ٹخنوں میں کچھ حق نہیں۔

لے اور چونکہ ایک روایت میں اسکی ممانعت آئی ہے اسلئے اسکو کسی خاص حالت عذر وغیرہ پر محمول کیا جاویگا ۱۲ منہ

ولكن قال لاحق للازار
في الكعبين واذا جلس احتبى
بيديه واستلقى في المسجد
واضعا احدى رجليه على
الاخرى عن جابر بن سمرة رايته
متكئا على وسادة على يساره
وراه انس وعليه ثوب قطري
قد توشح به فصلى بهم وعنه
اذا اكل طعاما لعق اصابعه
الثلث عن ابي جحيفة انه
قال اما انا فلا اكل متكيا

(یعنی ٹخنے سے نہ لگنا چاہیئے) اور
آپ جب بیٹھتے تھے تو زانو کے گرد
ہاتھوں کا حلقہ بنا لیتے اور آپ مسجد
میں ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر
رکھ کر چت لیٹے تھے حضرت جابر
بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے
آپ کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ
کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا
ہے اور حضرت انسؓ نے آپ کو
اس حالت میں دیکھا کہ آپ پر ایک
کپڑا قطری تھا کہ اس کو بغل کے
نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال
رکھا تھا اور لوگوں کو اسی طرح
نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ ہے
بحرین کے علاقہ میں وہاں سے
چادریں آتی ہیں کپڑا ان کا موٹا ہوتا
ہے) (وصل نوزدہم تتمہ وصل
ہشتم وسیزدہم میں) اور انہیں سے
روایت ہے کہ جب آپ کھانا کھاتے
تھے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ
لیتے تھے ابو جحیفہؓ سے روایت ہے

وَكَانَ يَاْكُلُ بِاَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ
وَيَلْعَقُهُنَّ وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهٖ خُبْزَ
الشَّعِيْرِ وَمَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ
وَلَا سُكُرُّجَةٍ بَلْ عَلَى السُّفَرِ وَلَا خُبِزَ
لَهُمْ رَقِيْقٌ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُحِبُّ
الْخَلَّ وَالزَّيْتَ وَالْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ
وَالدُّبَّاءَ وَاَكَلَ لَحْمَ الدَّجَاجِ
وَالْحُبَارٰى وَالشَّاةِ وَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ
وَيُحِبُّ الثَّرِيْدَ وَيَاْكُلُ الْفُلْفُلَ
وَالتَّوَابِلَ وَاَكَلَ الْبُسْرَ وَالرُّطَبَ
وَالتَّمْرَ وَالسِّلْقَ وَالْحَيْسَ وَكَانَ يُعْجِبُهٗ

کہ آپ نے فرمایا کہ میں تو تکیہ لگاکر
نہیں کھاتا اور آپ تین انگلیوں سے
کھاتے تھے اور اُن کو کھانے کے
بعد) چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپ
کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ اور آپ
نے چوکی (میز) پر کبھی کھانا نہیں کھایا
اور نہ کبھی تشتری میں کھایا۔ بلکہ
دسترخوان پر کھاتے تھے اور کبھی
آپ کے لئے چپاتی نہیں پکائی گئی
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ
آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور
شیریں چیز کو اور شہد کو اور کدو
کو پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ
کا اور سرخاب کا اور بکری کا
اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت
کھایا ہے اور آپ ثرید کو (یعنی
شوربے میں توڑی ہوئی روٹی کو)
پسند کرتے تھے اور آپ فلفل
اور مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ
نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے
خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور

الثفل يعني ما بقي من الطعام
وقال بركة الطعام الوضوء قبله
والوضوء بعده اي غسل الايدي
اطلاقا للكل على الجزء لذا قالوا
وكان ياكل القثاء بالرطب كما
رواه عبد الله بن جعفر وروت
عائشة انه كان ياكل البطيخ
بالرطب ويقول يكسر حر هذا
ببرد هذا وكان احب الشراب
اليه الحلو البارد ويشرب النبيذ
واللبن والماء في قدح كان له

اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی کھایا ہے
اور آپ کو کھرچن خوش معلوم
ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا ہے
کہ برکت طعام کی اس میں ہے
کھانے سے پہلے کبھی ہاتھ دھوئے
اور کھانے کے بعد بھی دھوئے
اور آپ ککڑی خرما کے ساتھ
کھاتے تھے جیسا کہ عبد اللہ بن
جعفر نے روایت کیا ہے
اور حضرت عائشہؓ نے روایت
کیا ہے کہ آپ تربوز خرمے کے
ساتھ کھاتے۔ اور فرماتے کہ
اُس کی گرمی کا اس کی سردی سے
تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپ
کو وہ پسند تھا جو شیریں ہو سرد
ہو اور آپ خرما تر کر کے اُس کا
زلال اور دودھ اور پانی سب
ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے
جو لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا
اور اُس میں لوہے کے پترے
لگے تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا

صلى الله عليه وسلم من خشب
غليظا مضببا بحديد وقال ليس
شيء يجزي مكان الطعام والشراب
غير اللبن وقال ابن عباس شرب
ماء زمزم قائما وروى عمرو بن
شعيب عن ابيه عن جده قال
رأيت النبي صلى الله عليه وسلم
قاعدا وقائما واذا شرب يتنفس
مرتين وزاد البخاري او ثلاثا
وكان اذا اخذ مضجعه وضع كفه
اليمنى تحت خده الايمن رواه

کہ دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز
نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا
کام دے سکے اور حضرت
ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ
آپ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر
نوش فرمایا اور عمرو بن شعیب
نے اپنے والد سے اور انہوں نے
اپنے جد سے روایت کیا ہے
کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی
پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب
آپ پانی پیتے تھے تو (درمیان
میں) دو بار سانس لیتے تھے اور
امام بخاری رح نے اسی روایت میں
اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یا تین بار
سانس لیتے تھے اور آپ
جب اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا
داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسارہ
کے نیچے
رکھتے
روایت کیا اس کو

براء بن عازب و اذا نام نفخ رواه
بن عباس عن عائشة كان فراش
رسول الله صلى الله عليه وسلم
الذي ينام عليه من ادم حشوه
ليف وقالت حفصة كان فراشه
مسحا نثنيه ثنتين فينام عليه
وعن انس كان يعود المريض
ويشهد الجنازة ويركب الحمار
ويجيب دعوة العبد وكان
يوم بني قريظة على حمار مخطوم
بحبل من ليف عليه اكاف

براء ابن عازب نے اور جب آپ
سوتے تو آواز سے سوتے روایت
کیا ابن عباس رض نے اور حضرت
عائشہ رض سے مروی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جس
پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا
اُس کے اندر پوست خرما
بھرا تھا اور حضرت حفصہ نے کہا
ہے کہ آپ کا بستر ایک کنبل تھا
ہم اُس کو دوہرا کر دیا کرتے اور
آپ اُس پر سویا کرتے اور حضرت
انس رض سے روایت ہے کہ آپ
مریضوں کی عیادت فرماتے تھے
اور جنازہ میں شریک ہوتے
تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے
تھے اور غلام تک کی دعوت قبول
کر لیتے تھے اور غزوہ بنی قریظہ میں
آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے
جس کا لگام پوست خرما کی
رسی کا تھا اور پوست خرما
ہی کا بنا ہوا اُس کا پالان تھا۔

مِنْ لِيْفٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ كَانَ
يَقْعُدُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَحْلِبُ شَاتَهُ
وَيَقُوْلُ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى ذِرَاعٍ
لَأَجَبْتُ وَحَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَحْلٍ رَثٍّ وَعَلَيْهِ
قَطِيْفَةٌ لَا تُسَاوِيْ اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ
فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِيَاءَ
فِيْهِ وَلَا سُمْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَكَانَ
يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَيْنِ

اور اُن سے ایک روایت ہے کہ
آپ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے
اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیا
کرتے اور فرمایا کرتے تھے
کہ اگر بکری کا دست کھلانے
کے لئے میری دعوت کی جاوے
تو منظور کر لوں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک پرانے
پالان پر حج کیا ہے۔ اور اُس
پالان پر ایک کملی تھی جو چار درہم
(ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی
اس پر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ
اس کو ایسا حج (مبرور) بنایئے
جس میں نمائش اور قصد
شہرت نہ ہو اور حضرت عائشہ
سے روایت ہے کہ آپ ہدیہ قبول
فرماتے اور اُس پر عوض بھی دیتے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مجھ پر (ایک بار)
تیس رات دن اس حالت میں
گذرے ہیں کہ میرے پاس کوئی

بنه يوم وما لي طعام يأكله
الا شيء يواريه ابط بلال
رواه انس وقال لم يجتمع عنده
غداء ولا عشاء من خبز ولحم
الا على ضفف وعنه قال آخر
نظرة نظرتها الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم حال كشف
الستارة يوم الاثنين
فنظرت الى وجهه كانه
ورقة مصحف وان ابا بكر
قبل النبي بعد ما مات فوضع

کھانے کی چیز نہ تھی جس کو کوئی جاندار
کھا سکے بجز اتنی مقدار قلیل کے
جو بلال کی بغل میں آجاتا تھا روایت
کیا اس کو حضرت انسؓ نے
اور حضرت انس نے یہ بھی کہا کہ آپ
کے پاس کبھی گوشت روٹی کی
قسم سے صبح کا یا شام کا کھانا جمع
نہیں ہوا بجز اس کے کہ کھانے سے
کھانے والے ہی زیادہ ہوئے

(وصل بستم آپ کی وفات شریف میں) اور حضرت
انسؓ ہی سے روایت ہے کہ
آخری زیارت جو مجھ کو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہوئی وہ اس طرح کہ
اپنے مرض وفات میں دوشنبہ
کے دن پردہ اٹھا کر دیکھا اس وقت
میں نے آپ کا چہرہ مبارک
دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق
(پاک صاف) ہوتا ہے اور حضرت
ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا

فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ
عَلٰى سَاعِدَيْهِ وَقَالَ وَانَبِيَّاهُ
وَاصَفِيَّاهُ وَاخَلِيلَاهُ وَرَوٰى
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ
الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ
مِنَ اللَّيْلِ سَمِعَ صَوْتَ الْمَسَاحِي
مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
بْنُ عَوْفٍ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ

اپنا موںہ تو آپ کے دونوں آنکھوں
کے درمیان رکھا اور ہاتھوں کو
آپ کی کلائیوں پر رکھا اور یہ
الفاظ کہے ہائے نبی ہائے صفی
ہائے خلیل اور سفیان بن عیینہ
جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے
والد سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دوشنبہ کے روز وفات
فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ
کی شب اور سہ شنبہ کے دن آپ
کے دفن میں (بوجہ غلبۂ غم وحیرت
در بعضے امور و انتظام اجتماع
مسلمین) توقف ہوا پھر شب کو آپ
دفن کیے گئے کہ آخر شب میں
پھاوڑوں کی آوازیں کھودنے
کی حالت میں سُنی جاتی تھیں اور
عبد الرحمن بن عوف نے کہا
ہے کہ دوشنبہ کو وفات ہوئی
اور شب سہ شنبہ میں دفن
کیے گئے

ہم اللّٰہ ثناء قال ابو عیسی
ترمذی ھذا حدیث غریب
اول القیم انہ دفن لیلۃ
اربعاء وقال صلی اللہ علیہ وسلم
نام عینی ولا ینام قلبی وانی
ابیت یطعمنی ربی ویسقینی
انی لا انسی ولکن انسی
انی اری من خلفی کما اری
من امامی وانہ کان
یقظان القلب دائما وفوت الفجر
لیلۃ التعریس لحکمۃ الٰھیۃ

ابو عیسے ترمذی نے اس روایت
کو غریب (یعنے متفرد) کہا ہے میں
کہتا ہوں کہ صحیح یہی ہے کہ آپ
شب چہارشنبہ میں دفن ہوئے

وصل بست ویکم تتمہ وصل

ہفتم میں) اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری
آنکھیں سو جاتی ہیں۔ اور میرا دل
نہیں سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں
شب اس حالت میں بسر کرتا ہوں
کہ میرا رب مجکو کھلا پلا دیتا ہے اور یہ
بھی فرمایا ہے کہ مجکو نسیان نہیں ہوتا
لیکن نسیان کرادیا جاتا ہے (تا کہ
اُس کے متعلق احکام سنت قرار
پا دیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنے
پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں
جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور
آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے
اور (باوجود اس بیداردلی کے) آپ
کی نماز فجر کا قضا ہو جانا ایک حکمت الٰہی

اِقْتَضَتْ اِظْهَارَ حُكْمِ الْقَضَاءِ
عَلٰے اُمَّتِہٖ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ
لَاَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا فَکَانَ
یُمَازِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَحْیَانًا
لِتَطْیِیْبِ قُلُوْبِہِمْ کَقَوْلِہٖ
لَاَحْمِلَنَّكَ عَلٰے اِبْنِ النَّاقَةِ
لِاَعْرَابِیٍّ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ
عَجُوْزٌ لِاِمْرَأَةٍ وَکَانَ
حَبِیْبُنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ وَخَتْمُ الْمُرْسَلِیْنَ

کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی
ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر
ہو جاوے (**وصل بست و دوم**
آپ کے مزاح میں) اور آپ نے
یہ بھی فرمایا کہ میں خوش طبعی تو کرتا ہوں
مگر (اُس میں بھی) بات سچ ہی کہتا
ہوں سو آپ مومنین سے اُن کا
دل خوش کرنے کے لئے کبھی کبھی
خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے جیسے
آپ نے ایک اعرابی سے (جس نے
سواری کے لئے جانور مانگا تھا) فرمایا
تھا کہ میں تجکو اونٹنی کے بچہ پر سوار
کرونگا (وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو
بچہ ہے اُس پر سوار کرنا مراد ہے اسی
لئے کہا کہ میں بچہ کو کیا کرونگا آپ کے
جواب سے معلوم ہو گیا کہ باعتبار ماضی
کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے) اور جیسے
آپ نے ایک (بڑھیا) عورت سے
فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائیگی
(اور وہ جب گھبرائی تب آپ کے جواب
سے ظاہر ہو گیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانے

منتهى النبيين وعيسى
عليه السلام يقتدي به
في الاحكام وانه صلى الله
عليه وسلم قاسى من الشدائد
ما يقاسيه الانسان لتضاعف
ثوابه وتصاعد درجاته فمرض
واشتكى واصابه الحر والقر
وادركه الجوع والعطش ولحقه
الغضب والضجر وناله الاعياء
والتعب والضعف والكبر وسقط
فجحش وشجه الكفار يوم احد

کے وقت کوئی بڑھیا نہ رہے گی سب
جوان ہونگی (فصل بست وسوم
تتمہ وصل ہفتم و بست ودوم میں)
اور آپ افضل الانبیاء اور ختم المرسلین
اور منتہی النبیین تھے اور حضرت عیسے
علیہ السلام احکام شرعیہ میں آپکا اتباع کرینگے
(وصل بست وچہارم آپکے بعض
عوارض بشریت کے ظہور اور
اُس کی حکمت میں) اور آپ کو
بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد
جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ کا
ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند
ہوں پس آپ کو مرض بھی ہوا اور درد وغیرہ
کی شکایت بھی ہوئی اور آپ کو گرمی
اور سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک
پیاس بھی لگی اور آپ کو (موقع پر)
غصہ اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو
ماندگی اور خستگی بھی ہوتی تھی اور
کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور سواری
پر گر کر آپ کے خراش بھی ہو گیا
اور جنگ احد کے دن کفار کے ہاتھ

وَادُمُوا قَدَمَيهِ فِي الطَّائِفِ وَسُقِيَ
السَّمَّ وَسُحِرَ وَتَدَاوٰى وَاحْتَجَمَ
وَتَنَشَّرَ وَتَعَوَّذَ وَقَضٰى نَحْبَهُ وَلَحِقَ
بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَتَخَلَّصَ مِنْ
دَارِ الْاِمْتِحَانِ وَالْبَلْوٰى وَلَقَدْ
عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاَعْدَاءِ
فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ حَتّٰى عَنْ عَبْدِ
بْنِ قَمِئَةَ يَوْمَ اُحُدٍ حِيْنَ رَمٰى بِالْحَجَرِ
فَشَجَّ وَجْنَتَهُ وَدَخَلَتْ حَلْقَتَانِ
مِنَ الْمِغْفَرِ فِيْهَا وَاَخَذَ عَلٰى اَبْصَارِ
قُرَيْشٍ عِنْدَ خُرُوْجِهِ اِلَى الثَّوْرِ وَلِعَسْكَرِ

سے آپ کے چہرہ اور سر میں زخم
بھی ہوا اور کفار طائف نے آپ کے
قدم مبارک خون آلود بھی
کیا اور آپ کو زہر بھی کھلایا گیا
اور آپ پر جادو بھی کیا گیا
اور آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی
لگوائے جھاڑ پھونک کا بھی
استعمال کیا اور اپنا وقت پورا
کر کے عالم بالا میں ملحق ہو گئے اور
اس دار الامتحان والبلاء سے
آزاد ہو گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ
نے بہت سے مواقع میں دشمنوں
کے قتل و ہلاک کی تدبیر کرنے
سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ یوم احد
میں جب عبدربن قمہ نے آپ پر
پتھر چلایا اور اس سے آپ کا
رخسارہ مبارک زخمی ہو گیا اور خود آہنی
کے دو حلقے رخسارہ میں گھس گئے
اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے
بچایا اور جب آپ جبل ثور کی طرف
(پوشیدہ) تشریف لے گئے اس وقت

ونه سيفَ غورثٍ وحجرَ ابي
جهلٍ وفرسَ سراقةَ بن مالكٍ
وسحرَ لبيدِ بن اعصمٍ وسمَّ
اليهوديةِ وفي العصمةِ والاذيةِ
اظهارُ شرفِه وايصالُ ثوابِه
ولئلا يضلَّ فيه الناسُ باظهارِ
العجائبِ والمعجزاتِ كما
ضلّوا في عيسى وعزيرٍ
عليهما السلامُ وليكونَ تسليةً
لامّتِه في المصائبِ وهذهِ
الطواري انّما كانت

قریش کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور
غورث (بن حارث) کی تلوار کو اور
ابوجہل کے پتھر کو اور سراقہ بن مالک
کے گھوڑے کو اور لبید بن اعصم کے
سحر (کے اثر مقصود) کو اور (اسی طرح)
یہودی عورت کے زہر (کے اثر مقصود)
کو آپ سے دور رکھا اور (ہلاکت سے)
آپ کے محفوظ رہنے میں اور (معمولی)
تکلیف ہو جانے میں آپ کے شرف کا
اظہار ہے (یہ حکمت تو محفوظ رہنے کی
ہے) اور آپ کو ثواب دینا ہے (یا
یہ حکمت تکلیف ہونے میں ہے) اور
(نیز اسلئے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپ
کے بارہ میں معجزات وعجائب کے
ظاہر فرمانے کے سبب لوگ ضلالت
میں نہ پڑ جاویں (یعنی اگر جسمانی تکلیف
نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت
کا شبہ ہو جاتا) جیسا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ
میں (خاص عجائب کے سبب ضلالت
میں پڑ گئے اور تاکہ مصائب میں آپکی

عَلٰی جَسَدِہِ الْمُطَهَّرِ الْبَشَرِيِّ
لِمُشَاكَلَةِ النَّوْعِ وَاَمَّا قَلْبُهُ فَمُنَزَّهٌ
مُقَدَّسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ مَشْغُوْلٌ
بِمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ فَاِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِاللّٰهِ وَلِلّٰهِ وَفِي اللّٰهِ
وَمَعَ اللّٰهِ فِي كُلِّ لَحْظَةٍ وَاٰنٍ حَتّٰى
اَنَّ اَكْلَهُ وَشُرْبَهُ وَلُبْسَهُ وَحَرَكَتَهُ
وَسُكُوْنَهُ وَقَوْلَهُ وَسُكُوْتَهُ كُلَّهُ لِوَجْهِ
اللّٰهِ وَبِاَمْرِ اللّٰهِ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ

اُمت کے لئے تسلی کا سبب ہو کہ
جب سید الانبیاء کو بھی تکالیف پہونچی ہیں
تو ہم کیا چیز ہیں (وصل بست و نہم
آپ کی روح پر اُن عوارض کے
اثر نہ ہوتے ہیں) اور یہ عوارض
مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد
شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری
ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک
سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ مقدس
اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا۔ کیونکہ
آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ
اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی میں
مستغرق اور اللہ ہی کی معیت میں
تھے حتیٰ کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت
سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ
ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم
سے تھا (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے)
اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں
بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر
نازل کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر
اور آپ کے آل و اصحاب پر قیامت

الی یوم الدین هذا مجمل ما فی
المطولات فاحفظه فانه لا یطلع
علیه الا العلماء المحققون بعد
تتبع الکتب والدفاتر الکثیرة
انا قد اعطیناک عجالة نافعة
وعلالة رائعة تستوعبها فی المدة
الیسیرة اللهم اغفر لقاریها
ولکاتبها ولسامعها وحافظها
ولراویها ولمؤلفها آمین فلنختم بعدة
ابیات هی تحفة مرسلة الی
جنابه صلی الله علیه وآله وسلم

تک رحمت کاملہ نازل فرماتا رہے
یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی
مضمون ہے اس کو یاد رکھو کیونکہ
اس پر بجز علماء محققین کے اور
وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع
کے بعد ہر شخص مطلع نہیں ہو سکتا
اور ہم نے ایسا نافع فوری اور دل
پسند سیری بخش مجموعہ تم کو دے
دیا جس کو بہت قلیل مدت میں
ضبط کر سکتے ہو۔ اے اللہ اس
کے پڑھنے والے کو اور لکھنے والے
کو اور سننے والے کو اور یاد کرنے
والے کو اور کسی کے سامنے نقل
کرنے والے کو اور تالیف کرنے
والے کو (اور ترجمہ کرنے والے کو)
بخش دیجئے۔ آمین۔ اور ہم چند ابیات
پر (اس کو) ختم کرتے ہیں جو آپ کے
دربار شریف میں بطور تحفہ کے
(مبلغین صلوٰۃ وسلام کے واسطے
سے) بھیجے جاتے ہیں یہ اشعار مولف
کے ہیں ٭

لمؤلفہ

یا شفیع العباد خذ بیدی
انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجئے میرے نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

لیس لی ملجأ سواک اغث
مسنی الضر سیدی سندی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ
کن مغیثا فانت لی مددی

ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف
اے مرے مولا خبر لیجئے میری

لیس لی طاعۃ ولا عمل
بید حبیک فھو لی عندی

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس
ہے مگر دل میں محبت آپ کی

یا رسول الالہ بابک لی
من غمام الغموم ملتحدی

میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول
ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

جد بلقیاک فی المنام وکن
ساترا للذنوب والفند

خواب میں چہرہ دکھا دیجے مجھے
اور مرے عیبوں کو کر دیجے خفی

اَنْتَ عَافٍ اَبَرُّ خَلْقِ اللهِ وَمُقِيْلُ الْعِثَارِ وَاللهُ دَرِیْ
درگذر کرنا خطا و عیب سے سب سے بڑھکر ہے یہ خصلت آپ کی

رَحْمَةٌ لِلْعِبَادِ قَاطِبَةً بَلْ خُصُوْصًا لِكُلِّ ذِیْ اَوَدٍ
سب خلائق کے لیے رحمت ہیں آپ خاصکر جو ہیں گنہگار و غوی

لَيْتَنِیْ كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِیْ
کاش ہوجاتا مدینہ کی میں خاک، نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی

ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيْمِ مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ
آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا حضرت حق کی طرف سے دائمی

بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْاَنْفَاسِ وَالنَّبَاتِ الْكَثِيْرِ مُنْتَخِبِ
جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس اور بھی ہے جس قدر روئیدگی

وَعَلَى الْاٰلِ كُلِّهِمْ اَبَدًا بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْاَمَدِ
اور تمہاری آل پر اصحاب پر تا بقائے عمر دار اخروی.

تمت الرسالة المسماة بشميم الحبيب في بلدة بهوپال سنة ١٢٠٩ شهر ذی الحجة اخر السنة
یہ رسالہ مسمی بہ شمیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا
اور ترجمہ اسکا مسمی بہ شمیم الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۳۲۶ھ میں تمام ہوا والحمدللہ

من الروض

فَانظُرْ اِلٰی اَوصَافِ خَیرِ الخَلقِ فِی مِدَحِی کَاَنَّھَا الوَشیُ اِذ تَزھُو بِہِ الحِبَرُ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح میں دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہیں جبکہ اس پر دھاری دار کپڑا فخر کرتا ہے (یعنی جس طرح اس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدحی کی زینت آپ کے اوصاف سے ہے)

بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِیمٌ زَانَہٗ خُلُقٌ مِثلُ النَّسِیمِ فَلَا فَظٌّ وَلَا ضَجِرُ

آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپ کو ایسے اخلاق نے جو کہ مثل باد بہاری کے (مفرح) ہیں نہ آپ درشت خو ہیں اور نہ تنگ اخلاق ہیں۔

یُلفٰی اَشَدَّ حَیَاءً مِن مُخَدَّرَۃٍ عَذرَاءَ فِی خِدرِھَا قَد زَانَھَا الخَفَرُ

آپ حیا میں اس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں جو اپنے پردہ میں رہتی ہو اس کو حیا نے زینت دی ہو۔

فَاقَ النَّبِیّٖنَ اَخلَاقًا وَمُعجِزَۃً وَرُتبَۃً فَلَہُ التَّقدِیمُ اِن حَضَرُوا

تمام انبیاء علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپ ہی کے لئے ہو۔

مُکَمَّلُ الخَلقِ وَالخُلقِ یُشَابِھُہٗ لَہُ اعتِدَالٌ فَلَا طُولٌ وَلَا قِصَرُ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی مخلوق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال

نہ دراز طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھے۔

مُشْرَبٌ لَوْنُہُ الْمُبْیَضُّ مَنْظَرُہُ   بِحُمْرَۃٍ وَمُحَیَّاہُ ھُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سرخی دمکتی تھی اور آپ کا چہرہ (مثل) چاند (کے) تھا۔

صَلْتُ الْجَبِیْنِ اَزَجُّ الْحَاجِبَیْنِ   کَحِیْلُ الْعَیْنِ مِنْ حُسْنِہٖ لَایَسْتَطِیْعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرمگیں چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی۔

سَہْلُ خَدٍّ مَلِیْحُ الثَّغْرِ بَاسِمُہٗ   مُفَلَّجٌ اَبْیَضُ الْاَسْنَانِ مَا الدُّرَرُ

نرم رخسار تھے خوشنما اور خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان ریخیں تھیں اور وہ دانت روشن تھے اُن کے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

اَقْنَی الشَّمِّ طَوِیْلُ الْجِیْدِ مُشْرِفُہٗ   مِثْلَ اللُّجَیْنِ الْمُصَفّٰی مَا بِہٖ عَکَرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اُس چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ رہا ہو

ذُو لِحْیَۃٍ کَثَّۃٍ زَانَتْ مَحَاسِنَہٗ   کَمَا یَزِیْنُ عُیُوْنَ الْغَادَۃِ الْحَوَرُ

گنجان ڈاڑھی والے تھے جس نے آپ کے حسن کو اور زینت دیدی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی ہے

ذُو لِمَّۃٍ تَبْلُغُ الْاُذُنَیْنِ عَاطِرَۃٍ   کَالْمِسْکِ لَوْنًا وَعَرْفًا حِیْنَ یَنْتَشِرُ

گھونگر والے بال رکھتے تھے جو کانوں تک پہونچتے تھے اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ

میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی۔

ضخم الکرادیس رحب الصدر ولمسعۃ   تری بہ شعرات خطھا القدر

آپ کے جوڑ بند بڑے تھے اور سینہ فراخ اور وسیع تھا اُس پر چند بال نظر آتے تھے جن کو قدرت الہیہ نے خط کے طور پر بنایا تھا۔

شثن الاکف خمیص البطن ذو عکن   مطویۃ طال ما یطوی بہا الحجر

آپ کی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور شکم پتلا اور خالی تھا اُس میں گرسنگی سے شکن پڑی رہتی تھی اور اکثر اوقات اُس سے پتھر باندھا جاتا تھا۔

عبل الذراعین والساقین ممتلأ   ازارہ لنصف الساق یتزر

دونوں دست اور ساقین بڑے تھے اور بدن پر گوشت ہونے سے تہمد پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہمد باندھتے تھے۔

سجیتہ عند ما یمشی تمایلہ   تخال عن صبب ان سار ینحدر

آپ کی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔

یفوح من عرق مثل الجمان لہ   شذا اتظل الغوانی منہ تعتطر

آپ کے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اُس کو بجائے عطر لگاتی تھیں۔

قضی ولم یک یوما مدرگا شبعا   من الشعیر وکانت فرشہ الحصر

…ہانے عمر ختم کردی اور ایک دن بھی جو سے شکم سیر ہونے کا موقع آپ نے نہ پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا۔

…لد ملكَ الدُّنيا بأجمعِهَا　　فَرَدَّهُ الزُّهدُ عنها وهو مُقتدِرُ

…کیفیت اس حالت میں تھی کہ آپ تمام دنیا کے مالک ہو چکے تھے (یعنی وسیع سلطنت قبضہ میں تھی) پس آپ کو اس دنیا سے زہد نے ہٹا دیا باوجودیکہ آپ قادر تھے

…ثوبٌ يرقعُهُ والشّاةَ يَحلِبُها　　وَمَا رَأى لِأخي الإعدامِ يحتقِرُ

…کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور صاحب …لس کو کبھی آپ نے حقیر نہیں سمجھا۔

…البيتَ يكنسُهُ والنّعلَ يَخصِفُها　　وَإن دُعِي أسعفَ الدّاعِي وَلا يذرُ

…گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے اور (اپنا) جوتہ گانٹھ لیتے تھے اور اگر کوئی آپ کی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلوتہی نہیں فرماتے تھے۔

…كن البُراقُ لَهُ والخيلُ يَركبُها　　وَالإبلُ أيضًا كذاكَ البغلُ والحُمُرُ

…آپ کے لئے براق تھا اور گھوڑے تھے کہ ان پر آپ سوار ہوتے تھے اور شتر …بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی۔

…لعاب قطُّ طعامًا أحضرُوهُ لَهُ　　وَلا لِسَائلِهِ اللّحّاحِ ينتهِرُ

…کھانے میں آپ نے عیب نہیں نکالا جو کچھ آپ کے سامنے لے آئے اور کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے۔

یَعْفُو وَیَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنیٰ کَرَمًا　　وَیَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَاءَ یَعْتَذِرُ

آپ اپنے کرم سے خطا وار کی خطا کو معاف فرماتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اس کا عذر قبول فرماتے۔

وَلَیْسَ یَغْضَبُ اِلَّا اَنْ تُرٰی حُرَمٌ　　لِلّٰہِ مِنْھُوْکَۃٌ اَوْ ھُتِکَتْ سُتُرٌ

اور آپ غصہ نہ کرتے تھے مگر دو حالتوں میں، یا تو اللہ تعالےٰ کی ممنوع کی ہوئی چیزیں ارتکاب میں آتے ہوئے نظر آتیں (اور) یا کسی کی پردہ دری کی جاتی۔

مَا اَمَّہٗ سَائِلٌ یَرْجُوْنَدَا یَدِہٖ　　اِلَّا انْثَنیٰ وَھُوَ مُثْرِی الْکَفِّ مُشْتَہِرٌ

آپ کے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپ کے دستِ مبارک کی عطا کی اُمید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت میں واپس گیا کہ اُس کے ہاتھ میں ثروت ہوتی اور وہ ثروت میں مشہور ہوتا یعنی اسلئے کہ خوب دیتے تھے جس سے اُسکی ثروت ظاہر ہوجاتی ۱۲

تمام شد فصل[۱]

---

[۱] عجیب لطیفہ ہے کہ اس فصل کے اجزاء بھی کہ ملقب بہ وصل ہیں پچیس ہی ہیں اور روض نظیف کے اشعار بھی اول مضامین کے مناسب پچیس ہی ہیں ۱۲

بائیسویں فصل

آپ کے بعض معجزات میں

اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپ کے معجزات ضبط و احصار سے
وز ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار تضمن حکم و مصالح و اسرار
خارق عادت ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال و افعال و احوال کے
جزئیات کا حصر عادۃً ناممکن ہے اور نہ واقع ہوا اور ان حکمتوں کا علم
بیاء عرفاء حکماء الٰہی کے صدور و قلوب میں القا ہوتا ہے اور اجمالاً کتب اسرار
ریت ہیں مثل تصنیفات امام غزالی و امام شعرانی و شاہ ولی اللہ و حسین ابن جبیر
اللہ تعالیٰ جستہ جستہ پائے جاتے ہیں تو اس بنا پر آپ کے معجزات
ن الحد و العد ہوئے لیکن چونکہ اس کا ادراک عوام کا حصہ نہیں ہے اسلیئے
سے قطع نظر کرکے اگر ان ہی خوارق پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر و عامی
کی خارق ہیں وہ بھی دس ہزار سے کم نہیں چنانچہ سات ہزار سات سو
اوپر تو صرف قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اس کے

اخبار عن المغیبات سے مشتمل ہے تقریر اُس کی جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام کہ برابر سورۂ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورۂ انا اعطینا میں دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستتر ہزار کلمے ہیں سو جب ستتر ہزار کو دس پر تقسیم کریں سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزہ ہیں اور اگر اس کی پیشین گوئیوں کو لیا جاوے جن میں سے تیرہ الکلام المبین میں جمع کی ہیں اور نیز ستتر ہزار سے جس قدر بیشی ہے اُس کو بھی دس پر تقسیم کر کے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد میں اور اضافہ ہوتا ہے یہ تو قرآن مجید کے معجزات ہوئے اور محدثین و اہل سیر نے جو معجزات آپ کے موافق اپنے علم کے لکھے ہیں وہ بقول محدثین تین ہزار ہیں جن میں سے ایک ہزار معجزے امام سیوطیؒ نے خصائص کبرےٰ میں نقل کئے ہیں اور تین سو سے زائد الکلام المبین میں مذکور ہیں تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہیں اگر خصائص کبرےٰ دستیاب نہ ہو یا عربی نہ جاننے والوں کی سمجھ میں نہ آوے تو کتاب الکلام المبین کا بھی مطالعہ اس باب میں کافی و موجب تقویت ایمان ہے اس کتاب میں اوّل ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جس میں آپ کے معجزات کا عالم کے تمام اقسام سے متعلق ہونا بیان کیا ہے

اوپر کذا فی الکلام المبین ۱۲

بر اُس کے اثبات کے لئے ہر قسم کے معجزات کو جدا جدا ذکر کیا ہے چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے اس لئے اس میں صرف اُس تقریر کو بوجہ اُسکے دلپذیر و دلچسپ ہونے کے نقل کرکے تمام اقسام کے معجزات میں سے دو ے چار تک پر اقتصار کرتا ہوں وہ تقریر ملخصًا یہ ہے قال اللہ تعالیٰ وما رسلنٰک الا رحمۃ للعلمین یعنی نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمد مگر رحمت اسطے تمام عالموں کے صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت تب اُوگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا اور ظاہر ہے کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہیں پس رسالت آپ کی باعثِ بقاء و امن سب عالموں کا ہے اور نہ صرف نوعِ انسان بلکہ سب اقسام عالم کے آپ کی رسالت سے نفع یاب ہیں اور اسی لئے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع اقسام عالم میں معجزات عنایت فرماتے اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے اور دلیل شاہد ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار تعلق معجزات کے آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے ہیں بس آپ کی شان کیسی عظیم ہے کہ جس طرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسی طرح آپکی رسالت پر تمام عالم

ے بدلالۃ اضطراریہ توسب اور بشہادت اختیاریہ بجز عصاۃ کے جیسا کہ توحید کے باب میں ارشاد ہے سورہ حج میں الم تران اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض (باقی صـ ۲۹۲)

گواہ ہے چنانچہ بیان اُس کا یہ ہے کہ عالم دو قسم ہے عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہے اُن چیزوں سے کہ دوسری چیزمیں ہوکے پائے جاتے ہیں بذات خود قائم نہیں اور انہیں عرض بھی کہتے ہیں جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزوں سے جو بذات خود قائم ہیں اور اُنہیں جوہر بھی کہتے ہیں جیسے زمین آسمان آدمی درخت پھر عالم اعیان دو قسم ہے عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہیں — جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہیں رکھتے — جیسے جمادات و حیوانات عالم ذوی العقول تین قسم ہے عالم ملائکہ اور عالم انسان اور عالم جنات اور

والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وكثير من الناس وكثير حق عليه العذاب اور رسالت کے باب میں وہ ارشاد نبوی ہے جو آگے متن میں معجزات کے سلسلہ میں عالم حیوانات کے بیان میں اول حدیث ہے جس میں تصریح ہے کہ جتنی چیزیں آسمان زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوا نافرمان جن اور انس کے اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین السماء والارض الا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن والانس رواہ احمد والدارمی عن جابر کذا فی الرحمۃ المهداة پس اُس آیت کا جو حاصل توحید کے باب میں ہے بالکل اُسی کے مطابق اس حدیث کا حاصل رسالت کے باب میں ہے ۱۲ منہ

عالم غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور ستارے یا سفلی یعنی
وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہیں اور عالم سفلی دو قسم ہے عالم بسائط اور
عالم مرکبات عالم بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب و آتش و باد و
خاک سے اور عالم مرکبات تین قسم ہے جمادات و نباتات و حیوانات اور
انہیں موالید ثلاثہ کہتے ہیں پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوئے ۱ عالم
معانی ۲ ملائکہ ۳ انسان ۴ جن ۵ عالم علوی افلاک و کواکب ۶ بسائط یعنی عناصر
۷ جمادات ۸ نباتات ۹ حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی اس طرح تقسیم کرتا
ہے ایک وہ جس میں ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ
رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات الجو کہتے ہیں جیسے
سحاب وغیرہ اور اول کی وہی تین قسم ہیں جو موالید ثلثہ کہلاتی ہیں پس
اس طرح سے کل اقسام دس ہوئے نو وہ جو مذکور ہوئے دسویں کائنات الجو
اور ہر قسم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوئے
ہیں اس کے بعد نو باب لاتے ہیں اور ہر باب میں معجزات کثیرہ ذکر
کیے ہیں احقر نے ہر باب میں سے دو[1] سے چار تک معجزات لے لیے
ہیں جس کو ترتیب اقسام نقل کرتا ہے[2]۔

---

[1] کہیں کہیں لفظی تغیر کا یا کہیں دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲ منہ

[2] اور اس ترتیب میں کائنات الجو کو بعد بسائط کے ذکر کیا جاویگا ۱۲ منہ

عالم معانی - ۱- قرآن مجید۔ باعتبار اپنی بلاغت و اخبار عن الغیبات کے

۲- وہ خبریں جو آپ نے قبل الوقوع بیان فرمائیں جیسے صحیحین میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں جتنے امور قیام قیامت تک ہونے والے تھے۔ سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھا اُسے یاد ہے اور بھول گئے جو بھول گئے اور میرے اِن اصحاب کو اُس بیان کی خبر ہے اور بعض شے اس میں سے ہوتی ہے کہ میں اُسے بھول گیا تھا پھر میں جب دیکھتا ہوں اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہے یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا ہوں کہ یہ وہی بات ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی جس طرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب ہو جاوے پھر جب اُسے دیکھتا ہے پہچان جاتا ہے اھ

۳- وہ واقعات حالی جو آپ نے بے دیکھے بیان فرمادیئے جیسے بخاری نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ موتہ کے قصہ میں) خبر شہادت زیدؓ اور جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی لوگوں کو سنادی قبل اس کے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہ نے پس شہید ہوا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو

ری تھے اور فرمایا آپ نے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنے حضرت خالدؓ)
نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی (پھر اسی کے مطابق خبر آئی) عالم ملائکہ
۴- صحیح مسلم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک
شخص مسلمانوں میں سے پیچھے ایک شخص کے مشرکوں میں سے دوڑتا تھا
ناگاہ اُس نے ایک کوڑے مارنے کی آواز سُنی اور ایک سوار کی کہ اس
نے کہا بڑھ اے حیزوم سو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اُس کے چیت
پڑا ہے اور ناک اُس کی ٹوٹ گئی ہے اور منہ پھٹ گیا ہے کوڑے
کے مارنے سے اور یہ سب جگہ سبز ہو گئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اس نے اس واقعہ کو بیان کیا
آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد میں کا فرشتہ تھا
ف حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے ف اللہ تعالیٰ نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے اکثر غزوات میں فرشتوں کو
بھیجا چنانچہ بدر میں اور اُحد میں اور حُنین میں فرشتوں نے مدد کی۔
۵- بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن سعد نے طبقات میں عمار بن
ابی عمارؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت
پر دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے انہوں نے کہا آپ دکھا

دیکھیے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اُترے آپ نے حضرت حمزہ سے فرمایا کہ نگاہ اُٹھاؤ انہوں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے کے تھا سو غش کھا کر گر گئے۔ عالم انسان۔

۶۔ ظہور ہدایت جیسے صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرک تھی ایک دن میں نے اُس سے اسلام کے لئے کہا اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور میں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایئے کہ خدا تعالیٰ میری ماں کو ہدایت کرے آپ نے فرمایا اللھم اھد ام ابی ھریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابوہریرہؓ کی ماں کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سُن کر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا دیکھا دروازہ بند ہے اور میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سُن کر کہا کہ وہیں ٹھیرو اے ابوہریرہ اور میں نے پانی کی آواز سُنی سو میری ماں نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا اے ابوہریرہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ میں خوش ہو کر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنے

ل کے اسلام کی خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمد الٰہی بجا لائے۔

۷۔ ظہور برکت جیسے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پہ ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے مونہہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر میں موضع مس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا۔

۸۔ شفائے مرضی جیسے بیہقی اور طبرانی اور ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیک کے باپ کی آنکھوں میں پھلی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پہ دم کیا اُسی وقت اُنکی آنکھیں اچھی ہو گئیں راوی کہتا ہے کہ میں نے انہیں اسّی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے دیکھا۔

۹۔ قہر لے ادبان جیسے مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُس نے کہا کہ میں سیدھے ہاتھ سے کھا نہیں سکتا حالانکہ ہاتھ اُس کا اچھا تھا یہ بات اُس نے غلط کبرائی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا اُس کا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا

ہاتھ اُس کا کام سے جاتا رہا مونہہ تک نہیں پہونچا سکتا تھا۔

عالم جن۔۱۰۔ خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے راہ میں ایک گاؤں میں پہونچے اُس گاؤں کے آدمی آپ کی آمد کی خبر سُن کر باہر گاؤں کے منتظر تھے جب آپ وہاں پہونچے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گاؤں میں ایک عورت نوجوان ہے اُس پر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اُس پر آچڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جاوے جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اُس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر فرمایا کہ اے جن تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں محمدؐ رسول خدا ہوں اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہو گئی اور نقاب مونہہ پر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی۔

۱۱۔ ترمذی نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ ان کے ایک بخاری میں خرما بھرے تھے سو ایک جنیہ آکر اُس میں سے نکال لے جاتی انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اسکی شکایت کی آپ نے فرمایا جاؤ اور اب کے جب اس کو دیکھو تو یوں کہنا

ہم اللہ اجیبی رسول اللہ یعنی اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سو انہوں نے اُس کو پکڑ لیا پھر اُس
کے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤں گی چھوڑ دیا تھا الی آخر الحدیث ف یہ آپکا
معجزہ ہے کہ باوجود اُس کے مومن نہ ہونے کے محض آپ کے نام کی برکت
سے گرفتار ہو گئی۔

عالم علوی افلاک و کواکب ۱۲ و ۱۳ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا کواکب
کے متعلق اور معراج میں سموات کو طے کرنا افلاک کے متعلق صریح اور
عظیم معجزے ہیں۔

عالم بسائط یعنی عناصر کے متعلق خاک جیسے صحیحین میں حضرت ابو بکرؓ
کی روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت میں) سراقہ بن مالک نے
اور میں نے اُسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک
ڈھونڈنے والے نے آلیا آپ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنی غم مت کرو۔ اللہ
ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے سراقہ کیلئے بد دعا کی سو اُس کا گھوڑا پیٹ
تک سخت زمین میں گھس گیا اور اُس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ تم دونوں صاحبوں نے میرے لئے بد دعا کی ہے اب دعا کرو کہ میں نجات
پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے طلب کرنے والوں کو میں پھیر دونگا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی نجات کے لئے دعا کی سو اس نے

نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُس سے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہہ دیتا
تھا کہ ادھر کوئی نہیں ہے اھ

۱۵۔ متعلق آب جیسے صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں
لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک
لوٹا تھا کہ اُس سے آپ نے وضو کیا سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے
لشکر میں نہ پینے کے لئے پانی ہے نہ وضو کے لئے مگر اُسی قدر کہ آپ کے
اس لوٹے میں ہے (کیونکہ چاہ حدیبیہ میں بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ
رہا تھا سب کھینچ لیا تھا رواہ البخاری) پس آپ نے اپنے دست مبارک
کو لوٹے میں رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا سو ہم سب
آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے
آدمی تھے انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت کر جاتا (یعنی
پانی اتنا کثیر تھا مگر) ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

۱۶۔ متعلق آتش جیسے صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایام
غزوہ خندق میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت
کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد)
جو کا آٹا تیار کیا اور حضور میں آ کے چپکے سے اس کی اطلاع کی اور عرض
کیا کہ آپ مع چند آدمیوں کے تشریف لے چلئے آپ نے تمام اہل خندق

تھا ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لے چلے اور جابر نے فرمایا
ہانڈی مت اوتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک میں نہ آؤں
بعد اس کے آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوئے
آٹے میں اور ہانڈی میں ڈالا اور دعائے برکت کی اور آپ نے فرمایا
کہ ایک پکانے والی اور بلوا لو اور شوربا نکال نکال کے ہانڈی میں سے
دیتی جائے چولھے پر سے اتارو نہیں جابر کہتے ہیں کہ ہزار آدمی تھے قسم
ہے خدا کی سبھوں نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش میں رہی
اور آٹا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا ف اس سے عالم آتش میں بھی ایک
امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے میں کم کر دینا ہے واقع نہیں
ہوا بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اتارنے کی
ممانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی میں آگ کو بھی دخل ہے
ف اسی کے متعلق ہوا جیسے اسی غزوہ خندق میں واقع ہوا کہ اللہ تعالی نے
کفار پر پروائی ہوا ٹھنڈی بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے
ان کو نہایت عاجز و تنگ کیا غبار بے شمار ان کے مونہوں پر ڈالا
اور آگ ان کی بجھا دی اور ہانڈیاں ان کی الٹ دیں اور میخیں انکی
اکھاڑ دیں کہ خیمے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کھل کر آپس
میں لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر میں ہنگامہ مچا دیا اس وقت آپ نے حضرت

حذیفہ رض کو کفار کی خبر لانے کے لئے مامور فرمایا اور شدت سردی سے محفوظی کے لئے دعا فرمائی حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ بہ برکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے میں مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حمام میں چلا جاتا ہوں (بعضہ من تواریخ حبیب اِلہ) ف ایسی سخت ہوا کا ان پر اثر نکرنا صریح خارق ہے۔

عالم کائنات الجو۔ ۱۸۔ جیسے صحیحین میں حضرت انس رض سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بار قحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکوں مرتے ہیں آپ مینہ کے واسطے دعا کیجئے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اسی وقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے کہ ابر مانند پہاڑوں کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر پر سے اترنے نہیں پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو اس دن سے دوسرے جمعہ تک مینہ برسا پھر جمعہ کے دن اسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمایئے کہ مینہ تھم جائے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہیں کھل گیا سو مدینہ

بر بالکل پانی کا برسنا موقوف ہوگیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف
ے جو لوگ آتے کثرت مینہ کی بیان کرتے تھے ف آپ کی دعا سے
ابر کا ذرا اُٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونوں میں ظہور ہے
معجزے کا سحاب میں۔ ۱۹۔ اور جیسے جلالین میں جس کو کمالین نے
اشارہ سے ابر کا نسائی و ابن جریر و بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے
کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لئے آپ نے کسی کو بھیجا اُس
نے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے
ہیں اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معاً اُس پر بجلی گری
اور اُس کی کھوپڑی اڑا دی ف اس واقعہ میں آپ کی شان میں گستاخی
کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اس اعتبار سے ظہور ہے معجزہ کا صاعقہ
میں کہ کائنات جو سے ہے۔

عالم جمادات و عالم نباتات۔ ۲۰۔ ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت
کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا سو آپ بعض
اطراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا سو جو پہاڑ یا درخت
سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ ف پہاڑ جمادات سے
ہیں اور درخت نباتات سے سو دونوں میں ظہور معجزہ کا ہوا۔

۲۱۔ صحیح بخاری جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون چھوہارے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اُترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا سو وہ ستون ہچکیاں لینے لگا جس طرح وہ لڑکا جو رونے سے چپ کرایا جاتا ہے ہچکیاں لیتا ہے یہاں تک کہ تھم گیا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا ف یہ ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہے اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونوں قسموں سے تعلق ہوا اور اس گریہ میں جس طرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگا لینے سے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ آپ کا معجزہ ہے۔

۴۴۔ ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑے چھوارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھواروں کے لیے دعا سے برکت کر دیجیے۔ آپ نے ان چھواروں کو اکٹھا کر کے ان میں دعا برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ انہیں لے کے اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمہارا جی چاہے اس میں سے

ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑنا مت۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ اُن چھواروں
ایسی برکت ہوئی کہ ہیں لنے اتنے اتنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا
ے اور ایک صاع وہ ظرف ہے جس میں ساڑھے تین سیر گندم سما سکے
کی راہ میں خرچ کیئے اور ہمیشہ اُس میں سے ہم کھاتے اور کھلاتے
ے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک کہ بروز
شہادت حضرت عثمان رضہ کے (کہ قریب تیس برس کا زمانہ ہوتا ہے) میری
سے کٹ کے کہیں گر پڑا اور جاتا رہا (ف یہ معجزہ ایسی چیزیں ظاہر
جو اول میں نباتات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جماد ہے اس کو بھی
ال سے تعلق ہوا۔)

عام حیوانات۔ ۲۳۔ احمد اور دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے
وہاں ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ میں جاتا اُس پر دوڑتا اور
ٹے کے لیئے جھپٹتا آپ نے اُسے بلایا اور وہ آیا اور اُس نے آپ کے
نے سجدہ کیا آپ نے اُس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی

بلاد المبین میں اس کو مسلم اور ابوداود کی طرف بروایت عبداللہ بن جعفر منسوب کیا
مگر اس میں نہ ملا اور رحمۃ مہداۃ میں احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابرؓ نقل
سبب اس میرے تصرف کا ہوا۔ ۱۲ منہ

چیزیں آسمان زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوائے نافرمان جن اور انس کے۔

۲۴۔ بیہقی نے سفینہؓ سے روایت کی ہے کہ میں دریائے شور میں تھا جہاز ٹوٹ گیا میں ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان میں پہونچا وہاں مجھ سے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا میں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد غلام ہوں وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میرے ساتھ چلا یہاں تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی میں سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے ف پہلا قصہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات میں تھا اور یہ بعد وفات جس میں وجہ اعجاز قوی تر ہے کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا بھی احتمال نہیں ہو سکتا۔

۲۵۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک قدح دودھ کا گھر میں پایا حکم دیا کہ اصحاب صفہ کو بلا لو یہ بھو کے تھے انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھی کو دے دیتے تو میں سیر ہو کر پیتا بعد اس کے میں نے اُن سب کو بلایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں دودھ پلاؤ میں نے پلانا شروع کیا یہانتک کہ سبھوں نے سیر ہو کر پیا پھر مجھ سے کہا کہ تم پیو

ہیں نے پیا آپ نے فرمایا اور پیو میں پیتا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ میں جگہ نہیں پھر باقی آپ نے پیا ف یہ اجزائے حیوان میں معجزے کا ظہور ہوا یہاں تک الکلام المبین میں حدیثیں لا کر پھر اقسام یگانہ عالم کے متعلق معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہے۔ جس کو شوق ہو مطالعہ فرمالے فقط

من الروض

یَدٌ بِهَا النَّفْعُ وَالضَّرُّ الْمُعْتَرِفِ	(ترجمہ) آپؐ کا ایسا ہاتھ ہے کہ اُس میں نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے معترف کیلئے
وَجَاحِدٍ فَهِيَ الْأَدْوَاءُ وَالْوَطَرُ	(نفع ہے) اور منکر کے لئے (ضرر ہے) سو دو بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی کا بھی سبب ہے ۱؎ اُس ہاتھ نے
كَمْ أَبْرَءَتْ أَلَمًا كَمْ أَذْهَبَتْ لَمَمًا	بہت سے المون کو اچھا کیا اور بہت سے آسیب کو دور کیا اور بہت سے گنجے سر
كَمْ أَظْهَرَتْ لِمَمًا يَنْمُو لَهَا شَعَرٌ	کو ظاہر کیا کہ اس کے سبب اس پر بال جم آئے ۲؎ اور بہت سے بیماروں
كَمْ شَفَتْ سُقْمًا كَمْ أَظْهَرَتْ مَدَدًا	کو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا۔ بہت سے رنجوں کو دور کیا ایسے لوگوں سے جن میں گمراہی مشغول تھا ۳؎ اور اس ہاتھ
كَمْ فَرَّجَتْ كَمَدًا أَعْمَى بِهِ عَوَرٌ	
وَدَرَّتِ الشَّاةُ مِنْهَا وَالْحَصَا نَطَقَتْ	سے بکری نے دودھ دیا اور اُس میں

فِيهَا وَاَوْرَقَتِ الْاَغْصَانُ وَالشَّجَرُ

وَالْقَوْمُ مِنْ رَمْيِهِ يَوْمَ اللِّقَاءِ عَمُوْا

وَمِنْ اَصَابِعِهِ الْاَمْوَاهُ تَنْفَجِرُ

وَالْمَاءُ مِنْ رِيْقِهِ زَادَتْ حَلَاوَتُهُ

وَالنَّخْلُ مِنْ عَامِهِ اَضْحٰى لَهُ ثَمَرُ

وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلَيْهِ حِيْنَ فَارَقَهُ

حَتّٰى عَلَا حِسُّهُ مَا بَيْنَ الْمَلَا خُوَرُ

وَالذِّئْبُ وَالضَّبُّ كُلٌّ مِنْهُمَا شَهِدَا

شَهَادَةَ الْحَقِّ يَرْوِيْهَا لَكَ الْخَبَرُ

وَرَاحَ يَشْكُوْ اِلَيْهِ جَوْرَ صَاحِبِهِ

اَلْبَعِيْرُ وَالدَّمْعُ مِنْ عَيْنَيْهِ مُنْحَدِرُ

سنگریزے بولے اور شاخیں اور درخت برگ دار ہو گئے ۴ اور قوم کفار اُس ہاتھ کے خاک پھینک دینے سے اندھے ہو گئے اور اُس ہاتھ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوتے تھے ۵ اور پانی کی شیرینی آپ کے لعاب مبارک کے سبب بڑھ گئی اور کھجور کا درخت اسی سال بار آور ہو گیا ۶ اور تنہ درخت کا آپ کی جدائی سے گریہ وزاری کرنے لگا یہاں تک کہ مجمع میں اُس میں سے آواز نکل کر بلند ہو گئی ۷ اور بھیڑیے اور سوسمار ے دونوں نے سچی شہادت (آپ کی رسالت کی) دی اس کو حدیث روایت کرتی ہے۔ ۸ اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت کرتا تھا۔ اور آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری تھے۔

وَاَطْعَمَ الْجَيْشَ مِنْ صَاعٍ فَاَشْبَعَهُمْ
وَمِنْهُ اَرْوَاهُ لَمَّا مَسَّهُ الْعُسْرُ
فَلَا تَرُمْ حَصْرَ اٰيَاتٍ لَهٗ ظَهَرَتْ
اِلَّا اِذَا كَانَ يُحْصَى الرَّمْلُ وَالْمَدَرُ
كَفٰى بِمُعْجِزَةِ الْقُرْاٰنِ مُعْجِزَةً
طُوْلَ الزَّمَانِ غَدَا يُتْلٰى وَيُسْتَطَرُ
فِيْهِ تَجَمَّعَتِ الْاَشْيَاءُ فَمَا صُحُفٌ
اِلَّا حَوَى مَعَانِيْهَا وَلَا زُبُرٌ
فَهُوَ الشِّفَاءُ الَّذِيْ تَحْيَى النُّفُوْسُ بِهٖ
فَمَنْ فَازَ مُتَّعِظٌ مِنْهُ وَمُدَّكِرٌ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ك اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع
سے کھانا کھلا کر شکم سیر کر دیا اور اس
سے آسودہ کر دیا جبکہ اُس لشکر کو
تنگی نے مس کیا ك اے مخاطب
آپ کے جو معجزات ظاہر ہوئے اُن
کے شمار کرنے کا قصد مت کرو
مگر جس وقت کہ ریگ اور سنگ پاروں
کا شمار کیا جاوے ك قران مجید
کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل
تک تلاوت کیا جاوے گا اور لکھا جاوے گا
ك اس میں سے بہت سے مضامین
جمع ہیں سو نہ کوئی صحیفے ایسے ہیں جن
کے معانی پر قرآن مشتمل نہ ہو اور نہ
کتابیں ہیں ك سو وہ قرآن شفا
ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہیں
اس سے وعظ و پند کا قبول کرنے
والا فائز المرام ہوتا ہے ۱۲ منہ

تیئسویں فصل

آپ کے بعض اسمائے شریفہ میں مع اُنکی مختصر تفسیر کے

محمدؐ یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہے احمد عیسیٰ علیہ السلام نے اس نام سے بشارت دی متوکل معنی ظاہر ہیں ماحی آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا حاشر یعنی آپ چونکہ سب سے اوّل قیامت میں محشور ہونگے اور سب آپ کے بعد تو گویا اُن کے حشر کے سبب آپ ہوئے عاقب یعنی سب انبیاء علیہم السلام کے عقب میں اور آخر میں تشریف لائے مقفّی[1] اس کے بھی یہی معنی ہیں نبی التوبہ یعنی آپ کی شریعۃ میں عفو ذنوب کے لئے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہے بخلاف بعض پہلی امتوں کے کہ قتل نفس اُس میں شرط تھا نبی الملحمۃ یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعۃ میں جہاد مشروع ہوا ہے نبی الرحمۃ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ظاہر ہے مسلمانوں کے لئے تو آخرت میں بھی اور کفار کے لئے دنیا میں کہ پہلی

---

[1] اسم فاعل از تفعیل ۱۲ منہ

نوں کے سے عذاب نہیں آنے اور باقی اجزار عالم کے لئے بھی بقار
اور آپ کے بقار دین کے ساتھ مربوط ہے جب آپ کے دین کا کوئی
نور نہ رہیگا حتی کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا قیامت قائم ہو کر تمام
درہم برہم ہو جاویگا فاتح یعنی کشائندہ آپ کی بدولت دروازہ
مفتوح ہوا امصار و دیار کفار کے فتح ہوئے جنت کے دروازے
پ کی اتباع سے کشادہ ہوں گے ۔ امین معنی ظاہر ہیں شاہد قیامت
ں آپ اپنی اُمت کے شاہد ہوں گے مبشر بشیر یعنی مومنین کو خوشخبری
نے والے نذیر یعنی کفار کو عذاب سے ڈرانے والے قاسم یعنی فیوض
اموال کے تقسیم کرنے والے ضحوک وقتال ان دونوں کا استعمال
جدا نہیں ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے اور کفار سے
تال کرنے والے عبداللہ معنی ظاہر ہیں سراج منیر یعنی ہدایت کے
راغ روشن سید ولد آدم یعنی سب بنی آدم کے سردار صاحب
لواء الحمد یعنی قیامت میں آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور سب اولین
آخرین اُس کے تلے ہوں گے صاحب مقام یعنی مقام شفاعت میں
پ کھڑے کئے جاوینگے صادق یعنی سچی خبر دینے والے مصدوق یعنی
پ کو سب خبریں وحی سے سچی ملتی ہیں رؤف رحیم دونوں کے معنے
ربان اور بہت مہربان ہیں بعض ان میں سے آپ کے ساتھ خاص ہیں

اور بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام میں بھی مشترک ہیں اور اکثر ان اسمار مذکور میں وہ ہیں جو کسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہیں اور عرف میں لقب و نام ایسے ہی اسمار کو کہتے ہیں اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کیے گئے ہیں ورنہ آپ کے اوصاف ہیں اگر ہر وصف سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سو سے زائد بلکہ بقول بعض علمار ایک ہزار تک پہونچتے ہیں کذا فی زاد المعاد

من الروض

[۱] مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ الْمَنْسُوْبُ مَادِحُهٗ
اِلَیْهِ فَهُوَ بِهٰذَا الْفَخْرِ یَفْتَخِرُ
[۲] اَلْفَاتِحُ الْخَاتِمُ الْهَادِیْ بِمَنْ خُوْتِمَ
اِلَى الْهُدٰى وَلِدِیْنِ اللّٰهِ یَنْتَصِرُ
[۳] اَلْحَاشِرُ الْعَاقِبُ الْمَاحِیْ بِبَعْثَتِهٖ
عَنَّا الظَّلَامَ وَلَیْلُ الشِّرْكِ مُنْدَمِرٌ
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

[۱] محمد ہیں احمد ہیں آپ کا مادح آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے سو وہ اس فخر پر فخر کرتا ہے [۲] آپ افتتاح والے ہیں (کہ آپ کے نور سے خلق کا افتتاح ہوا) اور آپ اختتام والے ہیں (کہ آپ پر نبوت ختم ہوئی) اپنی دعوت سے راہ حق کی طرف ہادی ہیں اور دین الہی کی نصرت فرماتے ہیں [۳] آپ کے بعد سب کا حشر ہوگا آپ سب انبیاء کے بعد آئے ہیں آپ اپنی بعثت سے تاریکیوں کو ہم سے محو کرنے والے ہیں اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہے ۱۲ منہ

چوبیسویں فصل

آپ کے بعض خصائص کا بیان

یعنی اُن اُمور کے بیان جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام میں سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہیں ایک قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم میثاق میں سب سے اول الست بربکم کے جواب میں آپ کا بلیٰ فرمانا آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپکا مقصود ہونا پہلی سب کتب میں آپ کی بشارت وفضیلت ہونا حضرت آدم علیہ السلام وحضرت نوح علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا ان کی روایات فصل اول ودوم میں گذری ہیں وغیر ذلک دوسری قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف آوری کے وقت قبل نبوۃ ظاہر ہوئے مثلاً مُہر نبوت کا شانہ پہ ہونا اس کی روایت چھٹی فصل میں مذکور ہے وغیر ذلک

تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہیں ذات مبارک کے
ساتھ مثلاً معراج[1] اور اس میں عجائب ملکوت وجنت ونار پر مطلع ہونا اور
حق[2] تعالیٰ کو دیکھنا کہانت[3] کا منقطع ہوجانا اذان[4] واقامت میں نام مبارک
ہونا ایسی[5] کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجز ہے لفظاً بھی معنیً بھی تغیر سے محفوظ
رہنے میں بھی زبانی یاد ہونے میں بھی صدقہ[6] کا حرام ہونا نوم[7] سے وضو کا واجب
نہ ہونا ازواج[8] مطہرات کا امت پر ابداً[9] حرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے
بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا آگے[10] پیچھے سے برابر دیکھنا دور[11] دور تک آپکا
رعب پہونچنا آپ کو جوامع[12] الکلم عطا ہونا تمام[13] خلائق کی طرف مبعوث ہونا
آپ[14] پر نبوت کا ختم ہونا آپ[15] کے تبعین کا سب انبیاء کے تابعین سے
زیادہ ہونا سب[16] مخلوق سے آپ کا افضل ہونا۔ چوتھی قسم وہ امور جو آپ
کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپ کی امت کو عطا ہوئے مثلاً
غنائم[1] کا حلال ہونا تمام[2] زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم[3] کا مشروع ہونا اذان[4]
واقامت کا مقرر ہونا نماز[5] میں ان کی صفوف کا بطرز صفوف ملائکہ ہونا
جمعہ[6] کا ایک خاص عبادت وساعت[7] اجابت کے لئے مقرر ہونا روزہ[8]
کے لئے سحری کی اجازت رمضان[9] میں شب قدر ایک[10] نیکی کریں تو ادنیٰ
درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا وسوسہ[11] وخطا ونسیان کا گناہ نہ
ہونا شاید پہلی امتوں میں ان کے اسباب کا انسداد واجب ہوگا اور اسی

ے یہ خاص ہوا اس اُمت کے ساتھ، احکام شاقہ[12] کا مرتفع

نسویر دمسکرات[13][14] کا نا جائز ہونا کہ یہ سد باب ہے مفاسد بیشمار

بناسد سے بچانا رحمت ہے جیسا کہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت

اجماع[15] اُمت کا حجۃ ہونا اور اُس میں ضلالت کا احتمال نہ ہونا۔

ن فرعی کا رحمت ہونا امم سابقہ[17] کے سے عذاب نہ آنا طاعون[18]

ارت ہونا علماء[19] سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیاء کیا کرتے تھے

قیامت تک جماعت اہل حق کا مویّد من اللہ ہو کر پایا جانا وغیرہ ذلک

قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد برزخ

ت میں ظاہر ہوئے یا ہوں گے ان کا بیان وفات کے بعد

فصلوں میں آوے گا ہذا کلہ من الشمام بتصرّف فی الالفاظ و

باوبعضہ من المشکوٰۃ۔

مِن القصیدۃ

نبی تمّ معناہ وصورتہٗ لہ پس آپ فضائل باطنی و ظاہری

ان تینوں فصلوں میں ایسے خصائص بھی ہیں یہ نہیں کہ سب خصائص

چنانچہ حیات انبیاء و تحریم جسد صلاۃ فی القبر سب انبیاء علیہم السلام

رک ہے ۱۲ منہ

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیبًا بَارِئُ النَّسَمِ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیکٍ فِی مَحَاسِنِهٖ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰے حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

میں کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے ہیں پھر خداوند تعالیٰ شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات ہے آپ کو اپنا حبیب بنالیا عطر الوردہ ۲ آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی خوبیوں میں اور کوئی آپکا شریک ہو پس جوہر حسن جو آپ میں پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم و غیر مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے ۱۲ عطر الوردہ

پچیسویں فصل

آپ کی ماکولات و مشروبات و مرکوبات

یعنے

کھانے پینے اور سواری کا بیان

ان چیزوں کو آپ کی ذات بابرکات سے وہ تعلق ہیں ایک تشریع
...کیا جائز ہے کیا ناجائز اس کے متعلق روایات کو جمع کرنا اور اُن سے
...اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا ہے دوسرا تعلق ان کا استعمال کرنا حاجت
...ت کے لئے اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہے یہاں اسی اعتبار سے
...سے مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

...کولات و مشروبات غذاءً یا دواءً:۔ ان میں بعض وہ چیزیں ہیں
...خود آپ سے استعمال ثابت ہے اور بعض وہ ہیں کہ اُن کا وصف
...چنانچہ احادیث مقام سے سب بالتعیین معلوم ہو جاوے گا۔

...کے لغات یعنی اسماء ادویہ و اغذیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہے ۱۲ منہ

اثمد[1] یعنی سرمہ سیاہ اصفہانی حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اثمد کو استعمال میں رکھو وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال کو جماتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور آپ کی عادۃ شریف بھی دونوں آنکھوں میں ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی کی روایت پر داہنے میں تین اور بائیں میں دو لگانے کی تھی یعنی عادۃ دونوں طرح کی تھی

اُترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اُس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

بطیخ یعنی تربوز آپ تربوز کو خرمائے تازہ کے ساتھ نوش فرماتے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اس ـــــ کی گرمی اُس کی سردی کے دافع (اور مصلح) ہے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے۔

بلح یعنی خرمائے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرمائے سبز خرمائے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی کو دونوں چیزیں کھاتے ہوئے دیکھتا ہے (متاسف ہوکر) کہتا ہے کہ یہ آدمی اب تک جیتا رہا کہ کہنہ کے ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہے روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بسر یعنی خرمائے نیم پختہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ابوالہیثمؓ کے یہاں مہمان ہوتے تو وہ ایک

---

[1] اس میں حروف ہجا کی ترتیب رکھی گئی ہے ۱۲ منہ

خوشہ خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیوں نہ چھانٹ لائے
(اگر پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) انہوں نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ
حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لیں
(یعنی جن کو جو اچھا معلوم ہو)

بصل یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا
انہوں نے کہا کہ سب سے آخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اسمیں
پیاز تھا روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور صحیحین میں آپ نے اس
کے کھانے والے کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے اور ایک دوسری
حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو ان کو
پکا کر بدبو مار دے۔

تمر یعنی خرمائے خشک آپ نے اس کی تعریف بھی فرمائی ہے کہ
جو کوئی صبح کو سات تمر کھالے اُس روز اُس کو جادو اور ہر ضرر اثر نہیں کرتا
اور فرمایا ہے کہ جس گھر میں تمر نہ ہو اُس کے رہنے والے بھوکے ہیں اور آپ
کا کھانا بھی بکثرت ثابت ہے مسکہ سے بھی روٹی سے بھی تنہا بھی۔

ثلج یعنی برف حدیث صحیح میں ہے آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ
دھو کر میرے گناہوں سے دھو ڈال پانی اور برف اور اولے سے اس میں
طرح برف کی نکلتی ہے۔

ثوم - یعنی لہسن اس کا بیان پیاز کے ساتھ گذر چکا۔

ثرید یعنی گوشت کے شوربے میں روٹی ٹوٹی ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسری غذاؤں پر روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اس سے ظاہر فضیلت ثرید کی معلوم ہوئی۔

جبن یعنی پنیر سفر تبوک میں آپ کی خدمت میں لایا گیا آپ نے چاقو منگایا اور بسم اللہ کہہ کر اُس کا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے

حنا یعنی مہندی آپ کے کوئی پھنسی نکلتی یا کانٹا لگ جاتا تو آپ اس پر مہندی رکھ دیتے روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حبہ سودا یعنی کلونجی اس کا شونیز بھی نام آیا ہے آپ نے فرمایا ہے کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اُس میں بجز موت کے سب بیماریوں سے شفا ہے روایت کیا اس کو بخاری مسلم نے۔

حرف یعنی رائی ہے اس کا نام حدیث میں ثفا آیا ہے اور عام محاورہ میں حب الرشاد کہتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو چیز دل میں کس قدر شفا ہے ثفا ہیں اور ایلوہ میں روایت کیا اس کو ابوعبید وغیرہ نے اور مراسیل میں ابوداؤد نے۔

حلبہ یعنی میتھی عبدالرحمٰن بن القاسم سے مرفوعاً منقول ہے کہ آپ نے

زالہ میتھی سے شفا حاصل کرو۔

خبز یعنی روٹی آپ کو شوربے میں توڑی بہت پسند تھی روایت
کیا اس کو ابوداؤد نے اور آپ نے ایک بار گیہوں کی روٹی گھی سے چپڑی
ہوئی کی تمنا فرمائی چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپ نے گھی کے
ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوسمار یعنی گوہ کے چمڑے کی کپّی
میں تھا۔ آپ نے فرمایا اُٹھا لو اور روایت کیا اس کو بھی ابوداؤد نے۔

خل یعنی سرکہ آپ نے نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ
خوب سالن ہے روایت کیا اس کو مسلم نے

دہن یعنی روغن آپ سر میں کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا
اس کو ترمذی نے شمائل میں اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون
کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی روایت کیا اس کو بھی ترمذی نے۔

ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرکب عطر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے
حجۃ الوداع میں آپ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور احرام کھولنے کے
وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت
کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

رطب یعنی خرمائے پختہ تازہ حضرت عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ
میں نے آپ کو ککڑی خرمائے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا روایت

کیا اس کو بخاری و مسلم نے اور آپ نماز کے قبل خرمائے تر سے روزہ افطار فرماتے اگر خرمائے تر نہ ہوئے تو خرمائے خشک سے یہ بھی نہ ہوتے تو پانی سے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ریحان یعنی خوشبودار پھول آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اس کو رد نہ کرے کیونکہ اس میں بار (احسان بھی) ہلکا ہی ہے اور خوشبو پاکیزہ ہے (یعنی دوسرے کا ضرر نہیں اپنا نفع ہے) روایت کیا اُس کو مسلم نے (اور اسی کے حکم میں ہر خوشبو ہے)

زیت یعنی روغن زیتون اس کا بیان دہن میں آچکا۔

زنجبیل یعنی سونٹھ بادشاہ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہدیۃً بھیجا تھا آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب کو کھانے کو دیا روایت کیا اس کو ابونعیم نے کتاب طب نبوی میں۔

سنا مشہور ہے آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسہل لینے کو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سنا ہوتی روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے

سنوت[1] اس کے معنی میں اختلاف ہے بعض اطبار نے ایک خاص تفسیر کو ترجیح دی ہے یعنی شہد جو گھی کے ظرف میں رکھا گیا ہو آپ نے ارشاد

---

[1] کتنور و سنور قاموس ۱۲ منہ

فرمایا کہ سنا اور سنوت کو برتا کرو کہ ان دونوں میں بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ان بعض اطبا نے وجہ ترجیح میں کہا ہے کہ شہد اور گھی سے سنا کی اصلاح اور اسہال کی اعانت ہوتی ہے۔

سفرجل یعنی سیب وہی آپ نے ابوذرؓ کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ کہ یہ قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے اور سینہ کی کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اس کو نسائی نے۔

سمن یعنی گھی خبز کے بیان میں آپ کا گھی کی تمنا فرمانا گذرا ہے۔

سمک یعنی مچھلی عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے پاس سے لے کر نوش فرمایا زاد المعاد میں سریۃ الخبط کے قصہ میں صحیحین سے نقل کیا ہے

سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علیؓ کو کہ وہ نقاہت کی حالت میں تھے جو اور چقندر سے مرکب کھانے کو موافق مزاج فرمایا روایت کیا اس کو ترمذی و ابوداؤد نے۔

شونیز یعنی کلونجی اس کا ذکر حبۃ السوداء میں گذر چکا۔

شعیر یعنی جو آپ کا معمول تھا کہ گھروالوں کو بخار میں آش جو بنوا کر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزین کے قلب کو قوت دیتا ہے اور مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور یہ سیب

کو معلوم ہے کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا۔

شوی یعنی بُھنا ہوا گوشت آپ کا تناول فرمانا چند حدیثوں میں ہے جو ترمذی میں مذکور ہیں۔

سحم یعنی چربی ایک یہودی نے آپ کی دعوت کی اور جَو کی روٹی اور چربی جس میں کچھ تغیر آگیا تھا پیش کی۔

صبر یعنی ایلوہ اس کا ذکر بیان حرف میں گذر چکا ہے۔

طیب یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو دنیا کی چیزوں میں سے منکوحہ بیبیاں اور خوشبو پسند ہے۔

عسل یعنی شہد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اُس کو کوئی بڑی بلا نہ پہونچے گی روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

عجوہ۔ مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سے ایک خاص قسم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے

عود ہندی اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسط کہلاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوا کی چیزوں میں سب سے بہتر پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس عود ہندی

استعمال میں لایا کرو اس میں سات شفائیں ہیں اور دوسری قسم خوشبو میں برتی جاتی ہے آپ اس کو سلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اس کو مسلم نے۔

قثا یعنی ککڑی آپ نے ککڑی کو خرمائے تازہ سے تناول فرمایا ہے روایت کیا اس کو ترمذی وغیرہ نے۔

کماۃ جس کو بعضے ککرمتّا اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشابہ من کے ہے (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے) اور اس کا عرق آنکھ کے لئے شفا ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

کباث یعنی پیلوں کا پھل ایک بار صحابہ جنگل میں اس کو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لو وہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

لحم یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا و اہل جنت کی سب غذاؤں کا سردار گوشت ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اور آپ نے فرمایا کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور آپ نے خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اس کو

بخاری ومسلم نے اور گورخر کا گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اس کو بھی بخاری ومسلم نے اور آپ نے گھی کا بگھارا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن میں روایت کیا ہے اور مرغ کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے اور سنن میں سرخاب کا گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہ نے آپ کی ہمراہی میں ٹڈی کھائی ہے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔

لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجھ کو ایسی معلوم نہیں کہ جو کھانے اور پینے دونوں سے کافی ہو جاوے روایت کیا گیا یہ سنن میں اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور پھر پانی منگا کر کلی کی ہے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے

ماء یعنی پانی بعض خاص پانیوں کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان وجیحان ونیل وفرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے (بعض محققین نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ پانی کے جید ہونے کے تمام طرق ان میں جمع ہیں اسلئے تشبیہاً انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لئے ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث حسن ہے۔

مسک یعنی مشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤں میں پاکیزہ خوشبو مشک ہے روایت کیا اس کو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام کے بعد اس کا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے

ملح یعنی نمک آپ نے فرمایا کہ تمہاری ناخورش میں سردار نمک ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

نورہ یعنی چونہ آپ جب (بال صاف کرنے کے لیئے) اس کا استعمال فرماتے تو اول پوشیدہ بدن کو لگاتے روایت کیا ابن ماجہ نے (یعنی کبھی اس سے بھی بال دور کردیئے ہوں گے)

نبق یعنی بیر آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو سب سے اول بیر کھایا تھا روایت کیا اس کو ابو نعیم نے اپنی کتاب طب نبوی میں

ورس یعنی ایک خاص قسم کی زرد گھاس جس سے کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہیں آپ نے ذات الجنب میں ورس اور روغن زیتون کی تعریف فرمائی روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

یقطین یعنی کدو آپ کا برتن میں سے تلاش کر کر کے کھانا بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رض کو فرمایا کہ جب ہنڈیا پکاؤ تو کدو زیادہ ڈالا کرو کہ وہ قلب حزیں کو قوت دیتا ہے اور آپ کی ہیئت کھانا کھانے کے وقت دو تھیں ایک اکڑو دوسرے دوزانو کہ بائیں قدم کا تلوا داہنے

قدم کی پشت سے لگا ہوتا اور آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور فارغ ہونے کے بعد اُن کو چاٹ لیتے اور پانی شیریں اور سرد پیتے ابوالہیثم سے آپ نے باسی پانی طلب فرمایا تھا اور آپ کیلئے بیر سُقیا سے شیریں پانی لایا جایا کرتا تھا اور پانی تین سانس میں پیتے تھے اور بیٹھ کر پانی پیتے اور آپ کے پاس پانی پینے کا ایک پیالہ لکڑی کا اور ایک پیالہ کانچ کا تھا۔

ملبوسات۔ آپ لباس چادر اور لنگی اور کرتا اور عمامہ ہوتا تھا اور سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے اور مخطط چادر کو بھی پسند رکھتے۔ اور عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے اور گاہے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا اور قبا بھی پہنا ہے اور آپ کی چادر کا طول چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ ایک بالشت اور تہبند کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت آیا ہے اور چادر بوٹے دار اور سادہ دونوں طرح کی پہنی ہے اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک پوستین جس میں ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہے اور پائجامہ آپ نے خریدا ہے اور بعض روایات میں پہننا بھی آیا ہے اور آپ کے پاس دو چادریں سبز[۱] اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس سرخ دھاری کا اور ایک کھیس بالوں کا یعنی کمبل تھا اور کرتہ

۱؎ زاد المعاد میں مراد اس سے سبز دھاری کا لیا ہے ۱۲ منہ

رت کا تھا جس کے دامن اور آستین دراز نہ تھیں اور آپ نے کتان
ریون بھی پہنا ہے مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور
نی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہے اور تکیہ آپ کا چمڑے کا تھا جس کے اندر
بت خرما بھرا تھا اور آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر
بھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ کمبل پر ایک بستر آپ کا چمڑے
کا تھا جس کے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی اوڑھتے تھے۔
ور نعلین اور خفین بھی پہنتے تھے۔

مرکوبات۔ سات گھوڑے تھے جن کے یہ نام ہیں سکب۱۔ مرتجز۲
لحیف۳۔ لزاز۴۔ ظرب۵۔ سبحہ۶۔ ورد۷۔ اور پانچ خچر تھے ایک دلدل یہ مقوقس
شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فردہ نے جو کہ قبیلہ جذام سے تھا بھیجا
تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جس کو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور ایک چوتھا
اور تھا جو حاکم دومۃ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچواں بھی کہا ہے
جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ
مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فردہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعد
بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سانڈنیاں تھیں ایک قصوی
دوسری عضباء تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونوں نام ایک کے کہے
ہیں اور بیالیس اونٹنیاں دودھ کی تھیں اور سو بکریاں تھیں اس سے زائد

نہ ہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کر دیتے ہٰذا کلہ من زاد المعاد۔

تنبیہ اس فصل میں جو کچھ ذکر کیا گیا بعض امور میں استمرار تھا۔ بعض خاص حالات و خاص ازمنہ کے اعتبار سے ہیں اور زیادہ تفصیل کتب احادیث میں ہے۔

من الروض

عه قضیٰ ولم یأتِ یوماً مدرکاً شبعاً
من الشعیر وکانت فرشہ الحصر
ھذا وقد ملک الدنیا باجمعھا
فردہ الزھد عنھا وھو مقتدر
فالثوب یرقعہ والشاۃ یحلبھا
وما رأی لاخ الاعدام یحتقر

آپ ﷺ نے اپنی عمر پوری فرما دی اور ایک روز بھی جَو سے شکم سیری کی نوبت نہیں آئی اور آپ کا فرش بوریا تھا ﷺ یہ حالت اس پر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اس کے کہ آپ مقدور رکھتے تھے ﷺ سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دوہ لیتے اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہیں

عه یہ اشعار فصل ۲۱ کے ختم پر آچکے ہیں مگر چونکہ مجھ کو اس فصل ۲۵ کے مناسب اشعار میسر نہ ہوئے اور بوجہ التزام کے خالی رہنا مناسب نہ معلوم ہوا اسلئے ان اشعار کو باوجود بہت تھوڑی مناسبت اور مکرر ہونے کے غنیمت سمجھ کر درج کر دیا اگر کسی کو دوسرے مناسب اشعار مل جاویں ان کے الحاق کی اجازت بلکہ درخواست معروض

بیت بنفسہ والنعل یخصفہا

دعی اسعف اللہ اعجی ولا ینذر

البراق لہ والخیل یرکبہا

ابل ایضا کذاک البغل والحمر

صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک من زانت بہ العصر

دیکھے گئے ہے اور گھر میں خود جھاڑو دے
لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر آپ
کی دعوت کی جاتی تو داعی کی آرزو پوری
فرماتے اور اعراض نہ فرماتے
ہ آپ کے لئے براق بھی تھا اور گھوڑے
بھی تھے جن پر آپ سوار ہوتے تھے اور
اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش
پر بھی ۱۲ منہ

چھبیسویں فصل[لہ]

آپ کے اہل و عیال و حشم و خدم کے بیان میں

سب سے اول حضرت خدیجہ[1] رض سے نکاح کیا اُس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی اور اُن کی چالیس برس کی تھی اور بجز حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہیں باقی تمام اولاد آپ کی ان ہی سے ہیں اور ہجرت سے تین سال قبل ان کی وفات ہو گئی پھر ان کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد حضرت سودہ[2] بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہ[3] رض سے نکاح کیا اُس وقت اُن کی عمر چھ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی رخصت ہو کر آئیں اور آپ کی بیبیوں میں کنواری صرف ایک یہی تھیں پھر حفصہ[4] بنت عمر رض سے نکاح کیا پھر زینب[5] بنت خزیمہ قیسیہ رض سے نکاح کیا وہ دو مہینہ بعد وفات کر گئیں پھر حضرت ام سلمہ[6] سے نکاح کیا اور ان کی وفات آپ کی سب

لہ یہ تمام فصل بھی زاد المعاد سے لکھی ہے ۱۲ منہ

یوں کے بعد ہوئی پھر حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح ہوا اور یہ آپکی
پھوپی زاد بہن ہیں اور بعد وفات نبوی سب بیبیوں سے پہلے اُن کی
وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ میں حضرت جویریہؓ سے نکاح
ہوا یہ اس غزوہ میں قید ہوکر آئیں تھیں آزاد کئے جانے کے بعد ان سے
نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہؓ سے جبکہ وہ حبشہ میں ہجرت کر کے گئی ہوئی
تھیں بواسطہ وکیل سنہ چار ہجری میں نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے
چار سو دینار اُن کو آپ کی طرف سے مہر دیا (اور یہ ایک ہزار درہم سے کچھ
زیادہ ہوتا ہے) اور غزوہ خیبر کے زمانہ میں حضرت صفیہؓ سے نکاح ہوا یہ
اس غزوہ میں قید ہوکر آئیں تھیں آزاد کرنے کے بعد ان سے نکاح ہوا
پھر حضرت میمونہؓ سے عمرۃ القضا کے زمانہ میں نکاح ہوا یہ گیارہ ہیں جن
میں سے دو سامنے وفات پا گئیں اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ
تھیں اور بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر اُن میں اقوال
متفق نہیں ہیں۔

سراری یعنی وہ کنیزیں جو ہم بستری کے لئے ہوں حضرت ماریہ ان سے
حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت
زینب نے ہبہ کردی تھی۔

اولاد اول صاحبزادہ قاسم آپ کی کنیت ابوالقاسم ان ہی سے ہے

بچپن میں انتقال کر گئے پھر حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں ان تینوں میں اختلاف ہے کہ بڑی کونسی ہیں پھر عبداللہ پیدا ہوئے طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے اُن کا بھی بچپن میں انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہ سے ہیں پھر ۸ھ ہجری میں حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیر خوارگی میں انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہ رضہ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں چھ ماہ بعد وفات کر گئی تھیں۔

اعمام۔ حضرت حمزہ[1] رض حضرت عباس[2] رض۔ ابوطالب[3]۔ ابولہب[4]۔ زبیر[5] عبدالکعبہ[6]۔ حارث[7]۔ مقوم[8] بعض نے یہ دونوں نام ایک ہی کے بتلائے ہیں ضرار[9]۔ قثم[10]۔ مغیرہ[11]۔ عیداق[12] بعض نے ان دونوں کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہ رض حضرت عباس رض بعض نے اور بھی اعمام لکھے ہیں۔

عمات حضرت صفیہ[1] یہ اسلام لائیں عاتکہ[2] اروی[3] ان دونوں کے اسلام میں اختلاف ہے برہ[4]۔ امیمہ[5]۔ ام حکیم[6]۔

موالی۔ یعنی غلام و کنیز حضرت زید[1] بن حارثہ اسلم[2] ابورافع[3] ثوبان[4] ابوکبشہ[5] سلیم[6] شقران[7] رباح[8] یسار[9] مدعم[10] کرکرہ[11] انجشہ[12] سفینہ[13] انیسہ[14] افلح[15] عبیدہ[16] طہمان[17] کیسان[18] ذکوان[19] مہران[20] مروان[21] بعض نے یہ پانچوں ایک ہی کے

ام علی اختلاف الاقوال بتائے ہیں حنین[22] سندر[23] فضالہ[24] مابور[25] واقد[26] ابو[27]
واقد[28] ام ابو عسیب[29] ابو موہیبہ یہ سب غلاموں کے نام ہیں اور کنیزیں
یہیں سلمی[1] ام رافع[2] میمونہ[3] بنت سعد خفیرہ[4] رضوی[5] ریشحہ[6] ام ضمیرہ[7] میمونہ[8] بنت
ابی عسیب ماریہ[9] ریحانہ[10]۔

خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنے والے حضرت انس رض اکثر کام ان کے متعلق تھا حضرت عبداللہ بن مسعود نعل و مسواک کی خدمت ان کے سپرد تھی حضرت عقبہ بن عامر جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلال مؤذن آمد و خرچ ان کی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابوذر غفاری ایمن بن عبید ان کے متعلق وضو و استنجا کی خدمت تھی اور ان کی والدہ ام ایمن معیقیب ان کے پاس انگشتری رہتی

مؤذنین کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلال اور حضرت ام ابن مکتوم اور ایک قبا میں حضرت سعد القرظ ایک مکہ میں حضرت ابو محذورہ

حارسین یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق میں اور عبادہ بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا۔

کاتبین یعنی آپ کے منشی حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض

حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاص حضرت ابی بن کعب حضرت عبداللہ بن ارقم حضرت ثابت بن قیس بن شماس حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت خالد بن الولید حضرت خالد بن سعید بن العاص حضرت معاویہ بن ابی سفیان حضرت زید بن ثابت اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے۔

ضارب اعناق یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیر بن عوام حضرت مقداد بن عمرو حضرت محمد بن مسلمہ حضرت عاصم بن ثابت ضحاک بن سفیان۔

شعراء وخطباء یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالک حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت ثابت قیس بن شماس تھے من المواہب۔

لہ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَۃٍ
اِلَیْہِنَّ تُعْزیٰ الْمَکْرُمَاتُ وَتُنْسَبُ
فَعَائِشَۃُ مَیْمُوْنَۃُ وَصَفِیَّۃُ
وَحَفْصَۃُ تَتْلُوْہُنَّ ہِنْدٌ وَزَیْنَبُ

لہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیاں چھوڑ کر وفات فرمائی کہ انکی طرف امور شریفہ منسوب کئے جاتے ہیں وہ عائشہؓ ہیں اور میمونہؓ ہیں اور صفیہؓ ہیں اور حفصہؓ ہیں ان کے بعد ہندؓ اور زینبؓ ہیں

ویریۃ مع رملۃ ثم سودۃ
ت وست ذکرھن مھذب
صلی علیہ اللہ مادام شارق
الشرق یشرق ثم فی الغرب یغرب

ہے اور جویریہ ہیں اور رملہ ہیں پھر سودہ
ہیں یہ کل نو ہوئیں کہ ان کا ذکر منقح ہے
ہے سو اللہ تعالی آپ پر رحمت بھیجے
جب تک آفتاب مشرق سے نکلے اور
مغرب میں غروب ہو۔

ستائیسویں فصل[۱]

وفات شریف سے آپ پر اور آپکی اُمت پر نعمت و رحمت الٰہیہ کے تمام اور کامل ہونے کا بیان

ہرچند کہ یہ واقعہ طبعاً و فطرۃً ایسا جان فرسا و ہوش ربا ہے کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہو مگر آپ کی شان رحمۃ للعالمین ہونے کی ایسی مطلق ہے کہ اس واقعہ میں بھی اُس کا ظہور بدرجہ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی اُمت کیلیئے مظہر رحمت الٰہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہیں تو خود کس درجہ مورد رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کے لیئے بھی نعمت عظمٰی ہوئی چنانچہ شرعاً ونصاً روایات ذیل سے یہ دونوں دعوے ثابت ہیں اسلیئے عقلاً بھی یہ دلائل فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہاں اس کا مختصر بیان کیا جاتا ہے ورنہ خوشی میں غم کا کیا ذکر۔

---

[۱] اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہیں ۱۲ منہ

پہلی روایت طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجکو میری موت کی خبر (اشارۃ) سنائی گئی ہے تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنے آخرت آپ کے لئے دنیا سے زیادہ بہتر (اور نافع) ہے ف اس میں تصریح ہے کہ ملاء اعلیٰ کا سفر آپ کے لئے زیادہ نافع ہے کہ اس میں قرب بلا حجاب ہے حق تعالیٰ کا اور سرور اتم ہے اپنے مقام کی نعمتوں کے مشاہدہ کا۔

دوسری روایت بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات میں) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب و زینت اور اپنے پاس کی چیزوں کے درمیان میں اختیار دیا اور اس بندہ نے خدا تعالیٰ کے پاس کی چیزوں کو ترجیح دی تو حضرت ابو بکرؓ رونے لگے تو ہم لوگوں کی سمجھ میں بعد میں آیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اس بندہ سے جس کو اختیار دیا گیا جس کو ابو بکرؓ سمجھ گئے ف اس سے بھی نص ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہے کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہے خیریت آخرت کی۔

تیسری روایت شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض میں اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیا میں رہیں یا آخرت میں اور آپ کو مرض وفات میں کھانسی اُٹھتی تھی اور یوں فرماتے تھے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ یعنی اُن لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے کہ وہ نبی ہیں اور صدیق ہیں اور شہید ہیں اور صالح ہیں پس مجکو یقین ہو گیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے (جس پر آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعوی مقصود میں نص ہے۔

چوتھی روایت شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی وفات ہوتی ہے۔ اُسکا مقام جنت میں رہنے کا دکھلا کر اختیار دے دیا جاتا ہے جب آپ پر مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اُٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی (یعنی اے اللہ عالم بالا کے رفقاء کو اختیار کرتا ہوں اور صحیح ابن حبان میں رفیق اعلیٰ کے بعد یہ زیادت بھی مرفوعًا وارد ہے مع جبرئیل ومیکائیل واسرافیل ف یہ بھی مثل احادیث بالا کے مقصود میں صریح ہے۔

پانچویں روایت عبدالرزاق نے طاؤس سے مرسلًا نقل کیا ہے

بجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو دو اختیار دیے گئے
ایک یہ کہ دنیا میں اتنا رہوں کہ اپنی اُمت کے فتوحات کو دیکھوں دوسرے
سفر آخرت کو چلنے میں تعجیل کروں میں نے تعجیل ہی کو اختیار کیا ف
جو اوپر ہے وہ یہاں بھی ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ صریح ہے کہ وہاں
تخییر صحابہ نے سمجھی تھی یہاں خود آپ ہی کے ارشاد سے منقول ہے۔
چھٹی روایت بیہقی کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضرت ملک الموت
نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجکو بھیجا ہے اگر آپ فرمائیں تو روح قبض
کروں ______ اور اگر آپ فرمائیں تو
چھوڑ دوں مجکو حکم ہے کہ آپ کے حکم کی اطاعت کروں آپ نے
جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے آپ نے
ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیہقی نے ان اللہ قد اشتاق
الی لقائک کی تفسیر میں کہا ہے معناہ قد اراد لقائک بان یردک من
دنیاک الی معادک زیادۃ فی قربک وکرامتک ف اس سے بھی آخرت
کے سفر کا راجح ہونا ظاہر ہے کہ وہ مرتب ہے اشتیاق حق تعالیٰ پر بالمعنی
اللائق بہ تعالیٰ کما ذکرہ البیہقی پس جس طرح آپ نے سفر آخرت کو پسند
فرمایا حق تعالیٰ نے بھی آپ کے لئے اُسی کو پسند فرمایا (کلہ من المواہب والمشکوٰۃ)

ساتویں روایت مسلم میں حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث میں جس میں ام ایمنؓ آپ کو یاد کرکے رونے لگیں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مروی ہے کہ تم کیوں روتی ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے (یہاں سے) بہتر ہیں اور انہوں نے بھی تصدیق کی پھر رونے کی یہ وجہ بتلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہوگئی سو وہ دونوں حضرات بھی رونے لگے

ف اس حدیث سے بھی تین صحابیوں کا اتفاق مدعائے مقام پر ثابت ہوا

آٹھویں روایت امام مسلم نے ابوموسیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی اُمت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُس اُمت کے پیغمبر کو اُمت سے پہلے وفات دیدیتے ہیں اور اُس پیغمبر کو اُس اُمت کیلئے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیج دیتے ہیں اور جب کسی اُمت کے ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اُس کو سزا دیتے ہیں اور اُس کو ہلاک کر دیتے ہیں اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہے سو اس کے ہلاک ہونے سے اس پیغمبر کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں چونکہ ان لوگوں نے اُس پیغمبر کی تکذیب اور نافرمانی کی تھی ف اس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا اُمت کے حق میں علامت رحمت ہونا معلوم ہوا

---

[1] فی باب قبیل باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

ے یہی روایات ہیں خود آپ کے حق میں اتم نعمت ہونا ثابت ہوا تھا۔
ڑیں روایت حضرت ابن عباسؓ سے اس حدیث میں جس میں
پ اُن لوگوں کا ثواب بیان فرمایا ہے تھے جن کی اولاد بچپن میں مرجاتی
ی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جس کا کوئی بچہ آگے نہ گیا
پ نے فرمایا اپنی اُمت کے لئے میں آگے جاتا ہوں کیونکہ میری
ان کے برابر اُن پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی روایت کیا اسکو ترمذی
ف اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت اُمت کیلئے
م ہوئی کہ اس پر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوئے۔

دسویں روایت ابن ماجہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس پر کوئی
صیبت پڑے وہ میری (وفات کے واقعہ) مصیبت کو یاد کرکے تسلی
صل کرے ف اس میں ثواب کے علاوہ ایک حکمت تسلی کی معلوم ہوئی

گیارہویں روایت قیس بن سعد سے روایت ہے کہ مقام حیرہ
یں ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر آیا اور حضور
یں عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے آپ نے فرمایا
ھلا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اس کو بھی سجدہ کرو میں نے عرض کیا
ہیں آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو۔ روایت کیا اس کو ابوداود نے
ا مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمہارے اقرار سے یہ بات

ثابت ہوئی کہ مسجودیت کیلئے حیات شرط ہے اور ظاہر ہے کہ حی حقیقی حق تعالے کے سوا کوئی نہیں تو بس سجدہ اُسی کو زیبا ہے اس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر میں زندہ رہتے تو عجب نہیں ہزاروں نادانوں کو شبہ الوہیت کا آپ پر ہو جاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال اور اُس سے عدم الوہیۃ پر استدلال ظاہر ہو گیا اور اُمت کے لئے یہ بڑی رحمت ہے۔

بارھویں روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے اپنی وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ آپ کے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نور سب میں ہے سو جو شخص اُن کے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے روایت کیا اس کو رزین نے ف یہ اختلاف فروع اجتہادیہ میں وجوہ دلالت نصوص کے اختلاف سے ہے جس میں ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہے سو یہ رحمت ہے کہ اس میں اُمت کو سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف موقوف ہے اجتہاد پر اور اگر حضورؐ تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ میں نص حاصل ہو سکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث

دار ہے کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سات روائیوں سے خود حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے حق میں آپ کی توجہ ملاء اعلیٰ کی نعمت ہونے کی وجہ اور اخیر
کی پانچ روایتوں سے اُمت کے حق میں اُس کی رحمت ہونے کی وجوہ
ثابت ہوتی ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت
نہیں ہے اول تو خود روایات بالا میں بعض حکمتیں خود مصیبت ہونے پر
ہی متفرع ہیں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیاء علیہم السلام کے
اکمل البشر ہیں علماً بھی عملاً بھی قالاً بھی اُن سے اضطراب کے اقوال
و افعال صادر نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکا ثابت
ہے چنانچہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ کے اخیر وقت میں جبریل علیہ السلام
نے کہا ھذا آخر موطئی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمین پر
یعنی وحی لیکر اس کے سیاق سے تاسف ظاہر ہے اور ابو نعیم نے حضرت علی رض
سے روایت کیا ہے کہ جب روح قبض ہوئی تو ملک الموت روتے ہوئے
آسمان کو چڑھے اور میں نے آسمان سے آواز سُنی وا محمداہ اس سے بکاء
عزرائیل کا ثابت ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رض سے آپ کی
وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کیلئے اصحاب کے پاس آنا
اور ان کا رونا روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہوں اور اہل حق کے
نزدیک پیغمبر ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں تو ان کا رونا ملائکہ کے رونے سے

بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہے اس کے مصیبت ہونے کی تیسری روایات
میں مصیبت ہونے کی وجہ کی تصریح بھی ہے چنانچہ مرفوع حدیث میں مسلم
نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کیلئے سبب امن ہوں جب چلا جاؤنگا تو
موعودہ بلائیں (فتن وحرب) اُن پر آویں گی اور میرے اصحاب میری اُمت
کے لئے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جاوینگے تو موعودہ
بلائیں (بدعات وتنزل) اُمت پر آویں گی اور موقوف حدیث میں اوپر ساتویں
روایت میں حضرت ام ایمن کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہوگئی جس نے
حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو بھی رولا دیا آچکا ہے یہ تینوں امر اس کے مصیبت
ہونے پر صریح دلیل ہیں اور ایک واقعہ کا مختلف حیثیتوں میں مختلف وصف
سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہیں ہے اس تحقیق کے بعد مختصراً واقعہ
بیان کیا جاتا ہے۔

آپ کا ابتدا مرض حضرت میمونہ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت
زینب بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہ کے گھر (یہ آپ کی
کنیزک تھیں) اور پیر کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے
دن اور بعض کے نزدیک بدھ کے دن اور کل مدت مرض بعض نے
تیرہ دن کہے ہیں بعض نے چودہ بعض نے بارہ بعض نے دس میرے

…ایک اس اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ مرض کی بالکل ابتداء کو بعض لوگ
…نیف سمجھ کر شمار نہیں کرتے بعض لوگ شمار کرتے ہیں اب سب اقوال
…جمع ہو جاوینگے اور مرض دردِ سر سے شروع ہوا اور اُس میں بخار بڑھ گیا
…اور آپ کو جو خیبر میں یہودیوں نے گوشت میں زہر دیا تھا اور آپ نے
…تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپ نے
…اس مرض میں یہ بھی فرمایا کہ اُس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اُس نے اپنا
…کام تمام کر دیا ہے تو اس معنی کہ حضور کو زہر سے شہادت ہوتی چنانچہ
…ابن مسعودؓ اور بھی بعض سلف اس کے قائل تھے اور بعض ضعیف روایات
…میں آپ کا مرض ذات الجنب آیا ہے اور بعض روایات میں خود آپ کے
…ارشاد سے اس کی نفی آتی ہے بعض علماء نے وجہ جمع میں یہ کہا ہے کہ
…ذات الجنب کا اطلاق دو مرضوں پر آتا ہے ایک جو ورم حار سے ہو دوسرا
…اضلاع کے درمیان ریح کے اجتماع سے ہو اول کی نفی ہے دوسرے
…اثبات چنانچہ ابن سعد کی روایت میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
…علیہ وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا اُس میں شدت ہو گئی جب
…اس میں شدت ہوئی حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور انہوں
…نے سترہ نمازیں پڑھائیں اور درمیان میں ایک وقت نہایت تکلف
…سے آپ نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہؓ کے رنج و غم

کو سُن کر باہر مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر بہت سے وصایا و نصائح
ارشاد فرمائیں اور واحدی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے
کہ آپ نے قریب زمانہ وفات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہ کے گھر میں
جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو
غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکو
کفن کس کپڑے میں دیں فرمایا میرے ان ہی کپڑوں میں (آپ کا لباس
ردا و ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑوں میں یا یمانی
چادر جوڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھے گا فرمایا
جب غسل کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اول
ملائکہ نماز پڑھیں گے پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول
اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر اُن کی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض
کیا کہ قبر میں کون اوتاریگا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور اُنکے
ساتھ ملائکہ ہوں گے طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا اور بہت ہی
ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ مسجد میں حضرت ابوبکرؓ صحابہ کو
نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کو دیکھکر
تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اُس وقت صحابہ کی بیتابی
کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز میں کچھ پریشانی ہوجاوے اور

رت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے ارشاد
یا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے
بس یہ تھی آخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب
فات کے روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفاتؐ آپ
کی شروع ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا
بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت و وحشت کہ بعضوں کو وفات
کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش میں نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص
آپ کے غسل و کفن و صلوٰۃ و دفن کے مخفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو
آپ کو قیاس اسلئے نہیں کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ
خصوصیتیں واقع میں بھی ثابت ہوئیں اور نص اسلئے مشہور نہ تھی کہ
صحابہ نے عام سوالات کی طرح اس کو تحقیق نہیں کیا اور دل بھی کیسے
گوارا کرتا کہ اس کا نام بھی زبان پہ لاویں گو مستقل مزاج مخصوصین و مقربین
صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا اور بعض کے متعلق عین
وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پہ تو ان معلومات

ملا اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا
کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو
اول ذالحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آئندہ حفاظت کے انتظام کی جلد فکر تھی اور واقع میں یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بنا کر اس پر مجتمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر اس میں لگی پھر نماز آپ کی لوگوں نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اس میں جماعت نہ ہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اس میں دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اسلیئے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرف یاب ہو جاویں ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن میں توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہار شنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یوم منگل میں دفن ہوئے اور ایک تیسری روایت میں ہے کہ یوم بدھ میں دفن ہوتے مگر یہ دونوں روایتیں بھی پہلی روایت پر محمول ہیں اس طرح سے کہ عرب کے حساب میں رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہہ دیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہیں پس اس بناء پر شب مذکور کو یوم منگل کہہ دیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہوش ربا تھا اس پر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینوں کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت میں یہ استقلال بھی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت

نی اور خشک مزاج خالی دماغ معترض کو اسکا کیا ذوق ہو سکتا ہے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر ہوا کہ آپ کے کپڑے مثل اموات کے اوتارے جاویں یا مع کپڑوں کے غسل دیں جب اس میں اختلاف ہوا اللہ تعالے نے اُن پر نیند کو مسلط کیا اور گھر کے گوشہ سے ایک کلام کرنے والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے کہ مع کپڑوں کے غسل دو۔ پس قمیص کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ اُس وقت ایک تیز خوشبودار ہوا اُٹھی اھ پھر آپ کا کرتہ نچوڑ دیا گیا اور آپ کے کفن میں بہت سے اقوال ہیں ترمذی نے حضرت عائشہ رضؓ کی اس حدیث کو سب سے اصح کہا ہے کہ آپ کو تین سفید یمانی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا کسی نے لوگوں کا قول نقل کیا کہ دو سفید کپڑے اور ایک مخطط تھا انہوں نے کہا کہ مخطط کپڑا لایا گیا تھا مگر واپس کر دیا گیا اور اُس میں آپ کو کفن نہیں دیا اور شیخین کی یہ بھی روایت ہے کہ وہ تینوں کپڑے سوت کے تھے۔ اور حنفیہ نے قمیص کو اس لئے مسنون کہا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کو قمیص دیا۔

روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے) اور حضرت عائشہ کی حدیث سے جس میں نفی قمیص کی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قمیص میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا وہ نکال لیا گیا تھا نووی نے اسی کو صواب کہا اور عقلی وجہ سے بھی اس کو ترجیح دی ہے کہ اگر وہ رہتا تو تمام اوپر کا کفن تر ہوکر خراب ہو جاتا اور ابوداود کی روایت کو جس میں دو کپڑے اور وہ قمیص جس میں آپ کی وفات ہوئی مروی ہیں یزید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ تیار کرکے گھر میں گیا تو اول مردوں نے گروہ گروہ ہوکر نماز پڑھی پھر عورتیں آئیں پھر بچے آئے اور اس نماز میں کوئی امام نہیں ہوا پھر دفن میں کلام ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی روح اُسی جگہ قبض کرتے ہیں جہاں وہ انبیاء دفن ہونا پسند کرتے ہیں آپکو اُس جگہ دفن کرو جہاں آپ کا بستر تھا روایت کیا اس کو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کا مدفن ان کا محل وفات ہی ہو بلکہ صرف محل وفات میں دفن کا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ دفن کردیں تو اور بات ہے) اور حضرت ابوطلحہ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف میں چار

رت نے اُتارا حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور دو صاحبزادے حضرت
سؓ کے قثمؓ اور فضلؓ اور آپ کی لحد پر نو اینٹیں کچی کھڑی کی گئیں
قران نے کہ آپ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے اپنی رائے سے
طیں نجران کا بنا ہوا جس کو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف میں بچھا
تھا مگر ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلالؓ
ے ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرہانے کی طرف سے
وع کیا اور بخاری میں سفیان تمار سے روایت ہے کہ اُنھوں نے
پ کی قبر شریف کو کوہان کے شکل کی دیکھی اور دارمی نے حضرت انسؓ سے
یت کیا ہے کہ میں نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی
ن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اقبح اور تاریک تر نہیں
کھا ترمذی نے اُن سے روایت کیا ہے کہ جس روز حضور مدینہ میں
ریف لائے ہیں اُس کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات
ئی ہے اُس کی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے
تھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب میں ہم نے تغیر پایا (اس کا یہ مطلب
یں کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے یا عمل میں فرق آگیا بلکہ آپ کے
ب و صحبت و مشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے وہ نہ رہے اور شیخ کامل ہے
ب و بعد میں تفاوت اب بھی مشاہد ہے) اور قبر شریف کی زیارت میں

صحیح حدیثیں آئی ہیں چنانچہ دار قطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور عبد الحق نے اپنے احکام وسطیٰ وصغریٰ میں اس کو روایت کر کے اس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل ہے اس کی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من جاء نی زائرًا لا تحملہ حاجتہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعًا لہ یوم القیامۃ اس کو ابن السکن نے صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثیں اس باب میں کثیر ہیں اور تعدد طرق وتقوی باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ اُن کے ضعف کا جابر ہو سکتا ہے یہ تو فتویٰ استدلال تھا اور ذوق اس فتوے کو یہ کہکر قوی کرتا ہے ؎

عَلٰی رَبْعِ الْعَامِرِیَّۃِ وَقْفَۃٌ	لہ لیلیٰ عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا
لِیُمْلٰی عَلَیَّ الشَّوْقُ وَالدَّمْعُ کَاتِبُ	مجھ پر لازم آتا ہے تاکہ شوق مجھ کو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو لہ اور
وَمِنْ مَّذْھَبِیْ حُبُّ الدِّیَارِ لِاَھْلِنَا	میرا مذہب ہے گھروں سے محبت کرنا گھر والوں کے علاقہ سے اور لوگوں کے اپنی
وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشِقُوْنَ مَذَاھِبُ	محبوب چیزوں کے باب میں مختلف مذاہب ہیں"

اور ایک حدیث میں جو وارد ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہاں استثناء

...ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے استثنار کے چونکہ
...اس میں متصل ہے وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہوگا اور جس قدر اقرب
...تجانس ہوگا وہ احق للتعین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلثہ کی ظاہر ہے
...مفہوم مسجد ہے پس تقدیر اس طرح ہوگی لاتشد الرحال الی مسجد
الی ثلثۃ مساجد اس صورت میں مطلقاً مشاہد و مقابر کی طرف سفر
...حدیث مذکور میں مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تائید اس کی
...صریح حدیث سے ہوتی ہے جس کو مولانا مفتی صدر الدین خاں
...وی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال میں اس طرح نقل کیا ہے
...احمد عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاینبغی للمطی
...تشد الرحال الی مسجد ینبغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی
...اور معنی اس کے یہ ہیں کہ دوسرے مساجد کی طرف جن میں کہ تضاعف
...ثواب کا وعدہ نہیں ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہاں نماز پڑھنے سے
...زیادہ ثواب ہوگا تقول علی الشارع ہے اسلئے منہی عنہ ہے اور مقابر خاصہ
...میں برکات خاصہ ثابت ہیں پھر زوروا القبور میں بھی اطلاق اذان ہے۔
...مگر یہ شرط ضرور ہے کہ اور مفاسد لازم نہ آویں خوب سمجھ لو من المذاہب الحنفیۃ

...یا رسول اللہ کنت رجاءنا — لہ یا رسول اللہ آپ ہمارے امیدگاہ تھے
...وکنت بنا برا ولم تک جافیا — اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے۔

وَكُنْتَ رَحِيمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا
لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا
فِدًى لِرَسُولِ اللّٰهِ أُمِّي وَخَالَتِي
وَعَمِّي وَخَالِي ثُمَّ نَفْسِي وَمَالِيَا
فَلَوْ أَنَّ رَبَّ النَّاسِ أَبْقَى نَبِيَّنَا
سَعِدْنَا وَلٰكِنْ أَمْرُهُ كَانَ مَاضِيًا
عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ السَّلَامُ تَحِيَّةً
وَأُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِنَ الْعَدْنِ رَاضِيًا

۲؎ اور آپ رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جس کو رونا ہو آج آپ پر روئے ۳؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری ماں اور خالہ اور چچا اور ماموں پھر میری جان اور مال ۴؎ سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے لیکن اُسکا حکم نافذ ہونے والا ہے ۵؎ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیت ہو اور آپ جنات عدن میں راضی ہو کر داخل کئے جاویں ۱۲ منہ

اٹھائیسویں فصل

آپ کے عالم برزخ میں تشریف رکھنے کے متعلق بعض احوال وفضائل

پہلی روایت۔ ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمت کے اعمال صبح وشام پیش نہ کئے جاتے ہوں کذا فی المواہب۔

دوسری روایت مشکوٰۃ میں حضرت ابوالدرداسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسد کو کھاسکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور اُنکو رزق ملتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ف پس آپ کا زندہ رہنا بھی حدیث شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اُس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہدار کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیاء علیہم السلام

میں اُن سے اکمل و اقویٰ ہے۔

تیسری روایت۔ بیہقی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں
زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کذا فی المواہب ف یہ تکلیفی نہیں بلکہ
تلذذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے
پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت حضرت انسؓ خود حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود
پڑھتا ہے اُس کو میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے
وہ مجھکو پہنچائی جاتی ہے یعنی بذریعہ فرشتوں کے جیسا مشکوٰۃ ہی میں نسائی
اور دارمی سے بروایت ابن مسعودؓ آپ کا ارشاد مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ
کے کچھ ملائکہ زمین میں سیاحت کرنے والے مقرر ہیں کہ میری اُمت
کی طرف سے مجھ کو سلام پہونچاتے رہتے ہیں۔

چوتھی روایت۔ مشکوٰۃ میں نُبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ
کعب الاحبار حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا
جس میں ستّر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود

رہتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں
دوسرے فرشتے اُسی طرح کے اور اترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں
یہاں تک کہ جب (قیامت کے دن زمین قبر کی شق ہوگی تو آپ ستر ہزار
فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لاوینگے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے روایت
کیا اس کو دارمی نے ف اس سے آپ کا شرف عظیم برزخ میں ظاہر ہے
پانچویں روایت مشکوٰۃ میں ابوداؤد وبیہقی سے بروایت ابوہریرہؓ
ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری
روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں
ف تا اس سے حیات میں شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری
روح جو ملکوت وجبروت میں مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزول وحی کے
وقت کیفیت ہوتی تھی اُس سے افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں
اس کو رد روح سے تعبیر فرما دیا کذا فی اللمعات
تلخیص مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات واکرام ملائکہ کے
برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں اعمالِ اُمت کا ملاحظہ فرمانا
نماز پڑھنا غذا مثل سب اُس عالم کے نوش فرمانا سلام کا سننا نزدیک سے
اور دور سے بذریعہ ملائکہ سلام کا جواب دینا یہ دائماً ثابت ہیں اور احیاناً
بعض خواص اُمت سے یقظہ میں کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار واخبار میں

مذکور ہے اور حالت رؤیا وکشف میں تو ایسے واقعات حصر و احصار سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت میں اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو پھر خصوصاً روح مبارک کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیاناً کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جاوے۔

من الروض

تَاللّٰہِ اُقسِمُ اَمَّا وَاَتَاکَ مُنکَسِرٌ ١

اِلَّا وَاُصْبِحَ مِنْہُ الکَسرُ یَنجَبِرُ

وَلَا احتَمٰی بِحِمَارِکَ المُحتَمِی فَرَعًا ٢

اِلَّا دَعَا وَبِاَمنٍ مَالَہُ خَفَرٌ

وَلَا اَتَاکَ فَقِیرُ الحَالِ ذُو اَمَلٍ ٣

١ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال دعا کیلئے عرض کرنے کو نہیں پہونچا مگر کہ اسکی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ٢ اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپ کی دربار میں پناہ لی مگر کہ امن و امان کے ساتھ واپس ہوا۔ اس حالت سے کہ اس کو (اپنی حاضری پر) شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام جانے میں ہوتی ہے) ٣ اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار دعا کیلئے عرض کرنیکو

وَنَاقِرٌ مِنَ الْاُثْرِلَهٗ نَهَرُ

وَلَا اَتَاكَ امْرُءٌ مِنْ ذَنْبِهٖ وَجِلٌ

اِلَّا دَعَا بِعَفْوٍ وَهُوَ مُغْتَفِرُ

وَلَا دَعَاكَ لَهِيْفٌ عِنْدَ نَازِلَةٍ

اِلَّا وَلَبَّاهُ مِنْكَ الْعَوْنُ وَالْيُسْرُ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

حاضر ہوا مگر کہ اُس کے نشان قدم ہی سے
اس کیلئے نہر حوائج کی، جاری ہوگئی اس
طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے
سُن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا ۷ہ
اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف) پر کوئی
شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا دعائے
مغفرت کیلئے عرض کرنے کو آیا مگر کہ وہ عفو
کے ساتھ بخشا ہوا گیا اس طرح سے کہ حیات
برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا فرمائی
اور وہ کامیاب ہوگیا ۸ہ اور نہ کسی مغموم نے
کسی حادثہ کے وقت آپ کو (مزار پر حاضر
ہوکر دعا کیلئے) پکارا مگر آپ کی جانب سے
عون اور آسانی نے اس کو جواب دیا اس
طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ
نے سُن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا ۱۲ منہ

انتیسویں فصل

آپ کے وہ فضائل مختصہ جو قیامت میں ظاہر ہونگے

پہلی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سردار ہوں گا اولاد آدم کا (یعنی کل آدمیوں کا) قیامت کے روز اور اُن سب میں پہلا ہوں گا جن کی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اوّل میں قبر سے اُٹھوں گا اور سب (شفاعت کرنے والوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہونگا اور سب سے اول میری شفاعت قبول کی جاوے گی (روایت کیا اس کو مسلم نے) اور شیخین کی ایک حدیث میں جو قیامت میں صعقہ سے سب سے اول موسیٰ علیہ السلام کا ہوش میں آنا آیا ہے، سو یہ وہ صعقہ نہیں ہے جس کے بعد بعث ہوگا کہ اس میں حضور سب سے مقدم ہیں بلکہ بعد بعث کے ایک صعقہ فزع ہوگا جیسا کہ آپ کا فاکون اوّل من یفیق فرمانا اس کا قرینہ ہے سو اُس میں موسیٰ علیہ السلام مقدم ہوں گے جس میں احتمال یہ ہے کہ وہ کسی عارض سے ہو جس کی طرف خود اُس حدیث

یں بھی اشارہ ہے فلا ادری احو سبب بصعقۃ الطور الخ یعنی طور پر
بے ہوش ہو جانے کے عوض میں شاید اُس وقت بیہوش نہ ہوئے ہوں
ا پہلے ہوش میں آگئے ہوں جیسا عنقریب[1] ابراہیم علیہ السلام کے تقدم
ی اللباس کی وجہ اسی کی نظیر آتی ہے۔
دوسری روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
لی اللہ علیہ وسلم نے میں سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گا اس بات میں
کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہوں گے اور میں سب سے اوّل
دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاؤں گا روایت کیا اس کو مسلم نے۔
تیسری روایت مواہب میں ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن مرہ
حضرمی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
یں (قیامت کے روز) براق پر ہوں گا اور تمام انبیاء میں سے اُس روز
یں اُس کے ساتھ مختص ہوں گا۔
چوتھی روایت حضرت جابرؓ سے ایک حدیث میں جس میں خصائص
کا ذکر ہے یہ جملہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہے کہ مجھکو
شفاعت (کبریٰ) عطا کی گئی ہے (جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کیلئے
ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے

[1] یعنی اسی فصل کی ساتویں روایت میں ۱۲ منہ

پانچویں روایت۔ حضرت ابوسعیدؓ سے منجملہ خصائص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ میرے ہاتھ میں قیامت کے روز لواء الحمد ہوگا اور میں فخر کی راہ سے نہیں کہتا اور جتنے نبی ہیں آدم بھی اور اُن کے سوا اور بھی وہ سب میرے پاس لواء کے نیچے ہوں گے روایت کیا اس کو ترمذی نے

چھٹی روایت۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا جب لوگ مبعوث ہوں گے اور میں اُن کا پیشرو ہوں گا جب حق تعالیٰ کی پیشی میں آوینگے اور میں اُن کی طرف سے (شفاعت کیلئے) بات چیت کروں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور اُن سب میں مجھ سے شفاعت کے لئے) درخواست کی جاوے گی جب وہ (موقف میں حساب سے) محبوس کیے جاوینگے اور میں اُن کا بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ نااُمید ہو جاوینگے اور کرامت (اور ہر خیر) کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد اُس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام (بنی) آدم سے زیادہ مکرم ہوں گا ایک ہزار خادم (میرے اکرام و خدمت کیلئے) میرے پاس آمد و رفت کرینگے (اور ایسے حسین ہوں گے) گویا کہ وہ بیضے ہیں جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہوں یا موتی ہیں جو بکھرے پڑے ہوں

روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی نے ف اور فصل سابق کی چوتھی روایت میں قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستّر ہزار فرشتوں کا آپ کے جلو میں ہونا مذکور ہو چکا ہے۔

ساتویں روایت۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت فرمایا کہ مجھکو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑہ پہنایا جاویگا پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلائق میں سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا اس کو ترمذی نے ف لمعات میں ہے کہ غالباً یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعود و مجاہد سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب میں مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں جس کو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ ہے کہ مجھکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد لباس پہنایا جاویگا خود اُس حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے نکلنے کے وقت نہیں ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُس میں ہے ویجاءُ بکم حفاۃ پس تطبیق اس طرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اس میں حضور مقدم ہیں اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مقدم ہوں گے جسکی

وجہ شاید یہ ہو کہ اُن کو بقول مورخین نمرود نے آگ میں تمام کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اُس کا صلہ ہو بہرحال انشقاق ارض کے بعد لباس عطا ہونے میں حضور ہی مقدم ٹھہرے۔

آٹھویں روایت۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط میں پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولوں سے پہلے میں اپنی اُمت کو لے کر گذرونگا روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے

نویں روایت۔ حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور سب اس کا فخر کرینگے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہیں اور مجھکو اُمید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آوینگے (کیونکہ میری اُمت زیادہ ہوگی) روایت کیا اس کو ترمذی نے ف اس سے آپ کی حوض کا اوروں کی حوض سے پر رونق زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔

دسویں روایت۔ حضرت انسؓ سے ایک حدیث طویل میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اذان بالشفاعت کے متعلق) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب میں ایسے مضامین حمد وثنا کے القا فرماوینگے کہ اب میرے ذہن میں حاضر نہیں روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے ف یہ

ی فضیلت آپ کی اُس روز ظاہر ہوگی کہ ذات وصفات کے متعلق ایسے
ـیع معلومات کے ساتھ آپ خاص ہوں گے یہ سب حدیثیں بجز تیسری
روایت کے مشکوٰۃ میں ہیں۔

من القصیدۃ

و الحبیب الذی ترجی شفاعتہ
کل ہول من الاہوال مقتحم

عا الی اللہ فالمستمسکون بہ
ستمسکون بحبل غیر منفصم

ن لم یکن فی معادی اخذا بیدی
ضلا والا فقل یا زلۃ القدم

کرام الخلق مالی من الوذ بہ
واک عند حلول الحادث العمم

ن یضیق رسول اللہ جاھک بی

لہ وہی ہے ایسا محبوب خدا تعالےٰ کا کہ اس کی شفاعت کبریٰ کی امید کی جاتی ہے ہر ہول کیلئے ہولہائے روز قیامت جس میں بزور داخل کئے جاوینگے ٢ہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا سو جس نے آپ کے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اُس نے ایسی مضبوط رسّی کو پکڑ لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی، بلکہ قیامت میں بھی وہ ذریعہ شفاعت بنے گی، ٣ہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل وکرم درواندے عہا میری دستگیری آخرت میں یاد نہ فرمائیں گے تو تو کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر دکہ کیوں اعمال صالحہ نہ کئے ٤ہ اے بزرگ ترین مخلوقات بوقت نزول حادثہ عظیم وعام کے آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی میں پناہ میں

اِذَا الْكَرِيمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِي مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ

اِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّي حِينَ يَقْسِمُهَا

تَاْتِي عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آوں صرف آپ کا ہی بھروسہ ہے)
اور ہرگز تنگ نہ ہوگا عرصہ قدر و منزلت
آپ کا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بسبب شفاعت میری کے اُس وقت
کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا
اے میرے نفس اُس گناہ کے سبب جو بڑا
ہے عفو سے نا اُمید مت ہو کیونکہ بیشک
گناہان کبیرہ درباب بخشش مثل صغیرہ ہیں
اُمید ہے کہ میرے پروردگار کی رحمت
جب وہ اُس کو اپنے بندوں پر تقسیم
کریگا تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ میں
آوے گی ۱۲ عطر الوردہ

تیسویں فصل

پ کے وہ فضائل مختصہ جو جنت میں ظاہر ہونگے

مشکوٰۃ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
ہ وسلم نے کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور اُس کو
اؤں گا خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہیں میں کہونگا کہ محمدؐ ہوں وہ کہیگا کہ
ہی کی نسبت مجھکو حکم ہوا ہے کہ آپ کے قبل کسی کیلئے نہ کھولوں روایت
ا اس کو مسلم نے۔

دوسری روایت امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ
شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک
ہے جنت میں کہ مجھکو میرے رب نے عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے
دہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور بخاری کی روایت میں حضرت
نسؓ سے ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اُسکی دونوں کناروں پر مجوف موتی
ا اس میں برتن پانی پینے کے اس قدر پڑے ہیں جتنے ستارے اور

نسائی کی روایت میں حضرت عائشہؓ یہ ہے کہ وہ وسط جنت میں ہوگی اور اُس کے دونوں کناروں پر موتی اور یاقوت کے محل ہیں اور اُس کی مٹی مشک ہے اور اُس کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت میں ابن عمرؓ سے اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہے جنت میں اُسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہے اُس کے دونو کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء کے قبل اُسکے ساتھ خاص فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت میں حضرت انسؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اُس میں پرندے ہیں جیسے اونٹوں کی گردنیں حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کے کھانے والے اُن سے بھی زیادہ لطیف ہیں **ف** یہ نہر جنت میں اُس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت میں ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض میں اسی نہر سے پانی گرے گا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالوں سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض میں پہونچے گا۔

ونیز روایت شیخین سے اُن پرنالوں سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہو جاتا ہے اوران سب روایات کے مجموعہ سے چند صفاتِ فاضلہ اُس نہر کی اور قائم ہونا اُس کا حضور کے ساتھ یہ سب واضح ہے۔

تیسری روایت مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سُنا کرو تو جو وہ کہے تم بھی کہا کرو پھر مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے کہ تمام بندگان خدا میں سے اُس کا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا سو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کریگا اس کیلئے میری شفاعت واقع ہوگی اور مسند احمد میں ابوسعید خدری رضی کی روایت سے ارشاد نبوی ہے کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے اوپر کوئی درجہ نہیں ف قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضور ہی اسکے مستحق ہیں کیونکہ جب آپ کا افضل الخلق ہونا ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ افضل درجات آپ ہی کے لئے ہے مگر اس ارشاد فرمانے کے وقت تک جزئیاً تصریح نہ ہوئی ہوگی جو ایسا ارشاد فرمایا۔

چوتھی روایت حضرت ابن عباس رضی سے اس آیت کی تفسیر میں وَلَسَوْفَ

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ہزار محل جنت میں دیئے ہیں اور ہر محل میں آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہیں روایت کیا اس کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور ایسی بات چونکہ رائے سے نہیں کہی جاسکتی اسلیئے یہ موقوف حکماً مرفوع ہے

پانچویں روایت۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤنگا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے دروازہ کھول دینگے اور مجھکو اس میں داخل فرماوینگے اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے روایت کیا اس کو ترمذی نے ف یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے جو جنت میں ظاہر ہوگی کہ آپ کی اُمت کے لوگ سب امم سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

چھٹی روایت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بجز انبیاء و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر والے اہل جنت کے سردار ہوں گے روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے ف آپ کی امت میں سے دو بزرگوں کا تمام امم اولیں و آخرین کے کہول میں سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہے جو جنت میں ظاہر ہوگی۔

ساتویں روایت۔ حضرت حذیفہؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے

...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب ...قبل کبھی زمین پر نہیں آیا اس لئے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھکو ...سلام کرے اور مجھکو بشارت دے کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بیبیوں میں ...ہوں گی اور حسنؑ اور حسینؑ تمام اہل جنت کے جوانوں میں سردار ہونگے ...کیا اس کو ترمذی نے ف آپ کے خاندان میں سے ان حضرات ...جنت میں جوانوں اور عورتوں کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے ...جنت میں ظاہر ہوگی اور باوجودیکہ حضرت حسنؓ نے سنّ کہولت پایا ہے مگر ...کو جوان سنّ شیخوخت کے مقابلہ میں کہا گیا اور چونکہ ان کی عمر حضرت شیخین ...کم ہوئی اس لئے شیخین کو کھول اور حسنین کو شاب کہا گیا یہ تین روایتیں ...ترمذی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئیں باقی سب مواہب سے ہیں۔

مِنَ القَصِیدَة

...ت کُلَّ فَخَارٍ غَیرَ مُشتَرَكٍ

لہ پس آپ نے ہر قسم کی بزرگی جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے جمع کرلی اور

...چونکہ شیخینؓ کی عمر تریسٹھ سال کی ہوتی اور حضرت حسنؓ کی عمر سینتالیس سے کچھ زائد اور حضرت ...حسینؓ کی عمر پچپن سے کچھ زائد ہوتی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخین وفات کے ...وقت کھول تھے ان کے مجموعہ وفاتین کے وقت یعنی جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی ہے ...حضرات حسنینؓ شاب تھے پس لفظ شاب اپنے معنی پر رہے گا۔

وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبِ

وَعَزَّ إِدْرَاكُ مَا أُوتِيتَ مِنْ نِعَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آپ ہر عالی مقام سے جن میں کوئی آپ کو مزاحمت کرنے والا نہ تھا بڑھ گئے یعنے آپ کو وہ بلند ترین مراتب مثل فضائل مختصہ مذکورہ مقام جنت کے نصیب ہوئے جو اور انبیاء کو حاصل نہیں ہوئے ۱۲ اور بہت بڑی ہے قدر اُن مراتب کی جو آپ کو عطا کئے گئے اور فہم ادراک ان نعمتوں کا جو آپکو منجانب خداوند تعالیٰ عطا کی گئی دشوار تر ہے ۱۲ عطر الوردہ

اکتیسویں فصل

آپ کے افضل المخلوقات ہونے میں

اس کی تصریح اس لئے ضروری ہوئی کہ فصول سابقہ میں اکثر واقعات
ے نفس فضیلت ثابت ہے اور وہ مستلزم نہیں افضلیت کو اور بدون اس
کے اعتقاد نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہیں اور گو یہ مسئلہ ایسا اجماعی اور مسلمات
ضروریہ سے ہے جس پر استدلال ہی کی حاجت نہیں مگر تبرکاً کچھ روایات
ھی جاتی ہیں۔

اول روایت۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین
ں زیادہ مکرم ہوں روایت کیا اس کو ترمذی و دارمی نے کذافی المشکوۃ

دوسری روایت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس شب معراج میں براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونے کے
وقت شوخی کرنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھ پر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہیں ہوا ہے جو ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہو پس وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا کذا فی سنن الترمذی۔

تیسری روایت۔ امام احمد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ (شب معراج میں) بیت المقدس میں تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیاء آپ کے ہمراہ (مقتدی ہو کر جیسا کہ مسلم میں ابن مسعود کی روایت میں حضور کا ارشاد ہے فامتہم) نماز پڑھنے لگے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے جب حضور کے خطبہ کی نوبت آئی جس میں آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الی کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم و امت وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اُس کو سُن کر ابراہیمؑ نے سب انبیاء علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بہذا افضلکم محمدؐ یعنی ان ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کذا فی المواہب۔

چوتھی روایت۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے

..کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر بھی فضیلت دی اور آسمان
..وں (یعنی فرشتوں) پر بھی (اور پھر اس پر قرآن مجید سے استدلال کیا)
..ایت کیا اس کو دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ۔

پانچویں روایت۔ حضرت انسؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایک بار اپنے کلام میں) فرمایا
..بنی اسرائیل کو مطلع کردو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد
..صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو میں اُس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ
..کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے
..اپنے عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو اُن سے
..زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے اُن کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ
..آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم
..ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک
..محمد اور ان کی اُمت اُس میں داخل نہ ہو جاویں (پھر اُمت کے فضائل کے
..بعد یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجھکو اس اُمت کا
..نبی بنا دیجئے ارشاد ہوا اس اُمت کا نبی اُسی میں سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجھ کو
..اُن (محمدؐ) کی اُمت میں سے بنا دیجئے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہو گئے وہ پیچھے
..ہوں گے البتہ تم کو اور ان کو دار الجلال (جنت) میں جمع کردونگا روایت کیا

اس کو حلیہ ہیں کذا فی الرحمۃ المہداۃ مجموعہ ان روایات سے آپکا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود آپ کے ارشاد سے انبیاء وملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہ کے ارشاد سے صریحاً بھی اور امامت انبیاء وملائکہ وختم نبوت وخیریت اُمت وغیرہ سے استدلالاً بھی ثابت ہے اور اس فصل کے قبل کی دو فصلوں میں اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلوں میں بھی متعدد روایتوں سے یہ امر کا لتصریح ثابت ہے۔

مِنَ الْقَصِیْدَۃ

[1] مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ
[2] فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ
[3] فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ
[4] فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ
وَاَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّہِمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ

[1] آپ اسم بامسمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردار دنیا وآخرت وجن وانس کے اور ہر دو فریق عرب وعجم کے ہیں [2] اور آپکی ذات بابرکات کی طرف جو خوبیاں (باستثنائے مرتبۂ الوہیت) تو چاہے منسوب کردے وہ سب قابل تسلیم ہونگی اور آپ کی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہونگی [3] کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد ونہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا انکو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر وبیان کرسکے [4] پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان وملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں ۱۲ عطر الوردہ

بتیسویں فصل

بعض آیات کی مختصر تحقیق جن کے ظاہر الفاظ سے حضور کے فضائل کے معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے

اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ میں آسکتی ہے اول (قال اللہ تعالیٰ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى) یہاں ضلال کے وہ معنی نہیں جو اردو محاورہ میں مستعمل ہیں کیونکہ ہر زبان کی لغت اور اس کا محاورہ جدا ہے سو عربی میں اس کے معنی مطلق ناواقفی کے ہیں اور وہ اپنی دونوں قسم کو عام ہے ایک وہ جو احکام آنے کے قبل ہو اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ میں ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہیں کیونکہ نبوت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ قبل نبوۃ وہ معلوم نہیں ہوتے تو بس یہ حالت ایسی ہوتی جیسے ارشاد ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ دوم قال اللہ تعالیٰ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ یہاں بھی وزر کے معنی گناہ

کے نہیں جیسا کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی سے شبہ ہو سکتا ہے بلکہ لغت عربی میں وزر کے معنی مطلق بوجھ کے ہیں خواہ گناہ کا بوجھ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں لقولہ تعالیٰ لا ینال عہدی الظالمین اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہو اور یہاں بھی ہے کہ اول اول آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ میں ہے کہ اول اول آپ کو جاڑہ چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہو گیا الم نشرح لک صدرک اس کا بیّن قرینہ ہے سوم قال اللہ تعالیٰ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ یہاں بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہیں بلکہ وہ اجتہادات ہیں جو نصوص سے منسوخ کردئے گئے کہ نصوص کے بعد اُن پر عمل کرنا درست نہیں چونکہ ذات فعل کی نہیں بدلی باعتبار ذات کے اُس کو ذنب فرمایا گو اُس وقت اُس میں وصف ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال میں ذنب ہو سکتا ہے گو اس وقت ذنب نہیں معاف فرماتے ہیں اور آپ کی شدت خشیۃ کے سبب تسلیہ کے لئے یہ عنوان اختیار فرمایا ورنہ خطائے اجتہادی پر تو اجر موعود ہے اور یہی معنی ہیں وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ کے چہارم قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکَافِرِیْنَ وَالْمُنَافِقِیْنَ اس امر نہی کا مبنی بھی خلاف کا وقوع یا احتمال نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ جس طرح اب تک تقویٰ و عدم اطاعت عصاۃ کا صدور ہوتا رہا آئندہ بھی ایسا

بنا چاہیئے اور مقصود اس سے مایوس کرنا ہے کفار کو جو اپنے بعض
ات کی طرف آپ کو بلاتے تھے تو ان کے سنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ
ہی کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف کبھی نہیں کرتے اس لئے ہرگز ہماری
فقت نہ فرماوینگے جیسا ارشاد ہوا ہے وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ پنجم قال
تعالیٰ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَؤُنَ
کتب مِنْ قَبْلِكَ یہاں بھی احتمال شک لازم نہیں آتا بلکہ اس سے
مود زیادت توثیق کلام ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی ایسے شخص
خطاب کرتے وقت جو تم کو یقیناً سچا سمجھتا ہے کلام کو مؤکد کرنے اور
طب کو زیادہ یقین دلانے کیلئے کہا کرتے ہو کہ اگر تم کو شبہ ہو تو محلہ والوں
سے پوچھ لو مطلب یہ کہ گو تم کو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اس کیلئے
ہیں اور تم کو اجازت دیتے ہیں کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان
ششم. قال اللہ تعالیٰ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ سباق میں غور
نے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کے مخاطب ہی نہیں کیونکہ اوپر ارشاد
ہے وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ جس سے اتنا ثابت ہوتا
ہے کہ یہ مضمون سب انبیاء پر وحی کیا گیا ہے اور مضامین وحی میں بعض
سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہے اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود
ہے مطلب یہ کہ سب انبیاء پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہے کہ اپنی

اُمت کو یہ خطاب سُنا دیں لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ اور اگر آپ ہی مخاطب ہوں تو یہ خطاب بطور فرض کے ہے جس سے مقصود مبالغہ ہے ذمِ شرک میں جس طرح کہا کرتے ہیں کہ اوروں کی تو کیا حقیقت ہے اگر میرا بیٹا ہی میری مخالفت کرے تو اُس کو نہ چھوڑوں گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ اُس پر کسی کو اصلاً شبہ مخالفت کا نہ ہو ہفتم قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ اس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہیں آتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو بات قرآن کے ذریعہ بتلائی گئی ہے چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور معلوم نہ ہونے سے اُس میں تردد تھا کہ یوں ہے یا یوں ہے اب بعد وحی کے شک نہ کیجئے اور یہ شبہ بھی نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت میں احتمال شک کا تھا یہ بھی لازم نہیں آتا بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے محاورات میں اثنائے کلام میں یہ کہنے جاتے ہیں کہ یقین مانو یہ بات اس طرح ہے کبھی قسم کھانے لگتے ہیں گو مخاطب کتنا ہی معتقد صدقِ متکلم کا ہو مگر مقصود توثیق کلام کی ہوتی ہے ہشتم قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ اس سے بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے بے خبر ہونا لازم نہیں آتا کہ صفت قدرت سے بیخبر ہونا انبیاء پر محال ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ لَوْ شَاءَ سے بقاعدہ عربیہ معلوم ہو گیا کہ کفار معہودین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے

نہیں ہے کما قال تعالیٰ سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم
یؤمنون اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ اب
عالم نہ رہیے یقین کر لیجئے اور اگر یہ شبہ ہو کہ کیا اب بھی احتمال بے علمی کا
تو جواب اُس کا آیت ہفتم کے ذیل میں گذر چکا۔ نہم۔ قال اللہ تعالیٰ
ینزغنک من الشیطان اس سے بھی وہ تسلط لازم نہیں آتا جس کی
اس آیت میں ہے انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا وعلی ربہم
یتوکلون الخ یعنی جس پر معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ
تحریک ثابت ہوتی ہے گو تحرک نہ ہو سو یہ ایسا ہے جیسے کوئی شیطان
کسی نبی کو بُری رائے دے اسی طرح شیطان الجن کا رائے دینا بھی
نہیں مگر اُس پر عمل ہونا محتمل نہیں۔ دہم عبس وتولی ان جاءہ الاعمی الخ
دو مصلحتیں متعارض تھیں ایک تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا
کا مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد ظاہر سے اُس وقت یہی سمجھا دوسری مصلحت
منتفع کا مقدم ہونا نفع موہوم پر اس کا مقتضا تھا طالب مسلم کے خطاب کا
کرنا خطاب کافر جاحد پر اور اس کا سمجھنا موقوف تھا اجتہاد غائر پر حق تعالیٰ
مقصود یہی ہے کہ آپ کی شان عظیم کے شایاں اُس وقت اجتہاد غائر
کام لینا تھا یہ تو جواب ہے تنبیہ ناشی عن المعنون کا اور اگر عنوان سے

کہ بصورت عتاب ہے شبہ ہو تو جواب یہ ہے کہ علاقہ محبت میں بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت والخصوصیت ہوتا ہے تکلفِ آداب سے وفی المثل السائر اذا جارت الالفۃ رفعت الکلفۃ ولنعم ما قیل ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعل شکر خارا

چنانچہ در منثور میں مروی ہے کہ اس کے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوتے آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی جس سے بوئے التذاذ آتی ہے وھذا امرٌ لم یسنح فھم لمرید اور احقر کی تفسیر میں ان آیات کی اور انکی امثال آیات کا تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ مقنع ومفید ہو سکتا ہے اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہوں گے ان سے ایسی احادیث بھی حل ہو جاویگی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھ دیا ہے۔

مِنَ الْقَصِیْدَۃ

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَی الْعُقُوْلُ بِہٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَھِمِ

ت آپ نے ہم کو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جن کے دریافت کرنے میں ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہو جاویں کیونکہ آپکو ہماری اصلاح مرغوب تھی اس لئے ہم کسی حکم کے قبول کرنے میں شک میں نہ پڑے اور سلوک طریق شریعت میں حیران و سرگردان

...لِهَا الْوَرٰى فَهْمَ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يُرٰى

...بٍ وَالْعَبْدُ فِيْهِ غَيْرُ مُنْفَحِمِ

...شَمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ

...غِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اُمَمِ

...رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

...عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

یا بتایا ئے وہم نہ ہوئے (چنانچہ اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر الفاظ سے واقع ہو سکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کر دیئے گئے) اُس آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس نہیں دیکھا جاتا ہے اشخاص قریب المنزلۃ یعنی خواص میں یا بعید المنزلۃ یعنی عوام میں درباب دریافت کمالات حضرت کے مگر عاجز و ساکت یعنی آپ کے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں (اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر نظر میں بعضے شبہات پڑ سکتے ہیں جن کے حل کرنے کیلئے قواعد شرعیہ کافی ہیں) اُس آپکا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہریہ و باطنیہ میں مثل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قرص یا آئینہ کے معلوم ہوتا ہے اور ناظر بسبب نہایت بعد کے اسکی واقعی مقدار نہیں معلوم کر سکتا ہے اور اگر اسکو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بینندہ عاجز و درماندہ وغیرہ ہو جاتی ہے اور اسکی پوری حقیقت دریافت نہیں کر سکتی (اسی لئے بعض امور میں گونہ حیرت ہو جاتی ہے جیسا اوپر کے شعر کی شرح میں معلوم ہوا۔ عفہ الودود)

تینتیسویں فصل

آپ کے بعض لوازمِ عبدیت کے بیان میں جو کہ آپ کے مراتبِ علیا سے ہے

جاننا چاہیئے کہ آپ کے تمام کمالات کا مدار دو وصف پر ہے عبدیت و رسالت جن پر جابجا آیات و احادیث میں تنصیص کی گئی ہے اور نماز میں جو تشہد تعلیم کیا گیا ہے اُس میں بھی دونوں کو جمع فرمادیا گیا ہے اور جیسا کمالات رسالت سے نعوذ باللہ آپ کی تنقیص کر کے دوسرے بشر پہ آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے جس کے رد کے لئے اس سے اوپر کی فصل منعقد کی گئی ہے اسی طرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر آلہ حق کے خواص سے متصف جاننا یا کسی امر منفی منتفی فی النص کو ثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہے یہ فصل اس کی اصلاح کے لئے لکھی جاتی ہے نمونہ کیلئے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اتنا مت بڑھا دو جیسا نصاری نے (حضرت)
عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو بڑھا دیا (کہ خواص الوہیت کو اُن کے لئے
ثابت کرنے لگے) میں تو اللہ کا بندہ ہوں (مجھ میں الوہیت کی کوئی بات
نہیں) سو تم (مجھکو اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول کہا کرو (الوہیت کو ثابت
مت کرو) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔
دوسری روایت۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے
مرض وفات میں فرماتے تھے کہ میں نے جو کھانا (زہر آلود) خیبر میں (کچھ)
کھالیا تھا ہمیشہ اُس کی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا اور اب وہ وقت ہے
کہ اُس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اس کو بخاری نے
تیسری روایت۔ بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہاں تک کہ آپ کو (اُس کے
اثر سے) یہ خیال ہو جاتا کہ میں فلاں (دنیوی) کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ)
کر چکا ہوں حالانکہ اس کو کیا نہ ہوتا الحدیث
چوتھی روایت۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (درباره سہو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ میں بشر ہوں
جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں سو میں جب بھول جاؤں مجھکو یاد

دلایا کر و روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

پانچویں روایت۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس حدیث میں جس میں بعض لوگوں کا حوض کوثر سے ہٹا دیا جانا مذکور ہے) فرمایا کہ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مؤمنین) میں سے ہیں (فرشتوں کی طرف سے) جواب ملیگا کہ آپ کو خبر نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا (دین میں) اختراع کیا تھا۔ میں کہوں گا دُور دُور ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین میں) تغیر تبدل کیا ہو روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے درمیان کی روایت خود بخاری سے ہے باقی سب مشکوٰۃ سے ان روایات سے آپ کا سم اور سحر اور مرض سے متاثر ہونا اور نسیان و ذہول کا طاری ہونا اور آخیر کی روایت سے بعض واقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی آخیر عمر تک آپ سے مخفی و غائب رہنا یا غائب ہو جانا جس میں تاویل بالذات و بالعرض کی بھی نہیں چل سکتی اور جس سے نصوص نفی علم محیط الیٰ یوم القیامہ کے زمانۂ قبل عطاءِ علم مذکور پر محمول ہو سکنے کا شبہ بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ پر عرض اعمال اُمت کی روایت کے تعارض کا شبہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اُس روایت میں نہ تو یہ نص ہے کہ یہ اعمالِ قلب کو بھی شامل ہے نہ یہ نص ہے کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل ہے ممکن ہے

...نائی مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے جاتے ہوں اور بعد
...عرض عام کے نہ یہ نص ہے کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کرکے
...تے ہوں اور نہ قیامت کے روز معرفت امت کے لئے غرہ اور
...ل کی علامت مقرر ہونے کی کیا حاجت تھی کیونکہ پیش اعمال معروضہ
...ضو و نماز اور اُمتی ہونا سب کچھ داخل ہے اور ان سب امور پر مطلع
...ن کی یاد ہوتے ہوئے وہی اطلاع اور یاد کافی ہے خوب سمجھ لو غرض
...یہ کلیہ کہ تعلیم صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقاً یا الی یوم القیامہ مرتفع
...ہا اسی طرح بے شمار روایات اور آیات میں یہ امور بھی اور دوسرے
...زم بشریہ بھی مثل جوع و عطش اور بعض اوقات رضا و غضب دراتے
...بیانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وارد ہیں اور پہلی روایت میں خود حضور
...ی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہے
...ل نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہے اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت
...ک حُدُودُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ

مِنَ القَصِيدَة

...مْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَى الظَّلَامَ اِلٰى
له میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعال مسنونہ اُس نفس مقدمہ کے جس نے شبہائے تاریک کو زندہ رکھا بسبب

...اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ

۴۲ وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهٗ وَطَوٰی
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُشْرِفَ الْاَدَمِ

۴۳ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

مشغولی عبادات مالک کائنات کے یعنی اُن میں خواب استراحت نہ فرمائی یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم مبارک مرض ورم میں مبتلا ہو گئے (جس سے دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی شب بیداری عبادت میں اور ورم قدم مبارک) ۴۲ اور جنہوں نے بباعث گرسنگی کے اپنے سارے شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلوئے مطہر کو پتھر کے تلے لپٹیا تاکہ اُس کے ثقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام روزہ و نماز وغیرہ نہ ہو (اس سے بھی دو درجہ سے عبدیت ثابت ہوئی ایک گرسنگی دوسرے قناعت کہ عبادت ہے کیونکہ آپ نے باوجود اختیار دیئے جانے کے اسی حالت کو پسند فرمایا) ۴۳ اس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے اے مخاطب غافل تو چھوڑ دے اور ایسا دعوے اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کرو بلکہ اُن کو افضل العباد سمجھ اور اسکے

صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سو آپ کی مدح شریف میں جس وصف کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعویٰ کر اور اُن پر خوب مستحکم اور استوار رہ (یعنی نہ عبدیت کی نفی کرو اور نہ دوسرے بشر کے مساوی سمجھو بلکہ افضل العباد اعتقاد کرو) عطر الوردہ۔

چونتیسویں فصل

آپ کی شفقت اُمت کے ساتھ

فصول سابقہ میں تو آپ کے ذاتی جمال وکمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ کو اپنے غلاموں کے ساتھ اور غلام بھی وہ جنہوں نے آپ کی کوئی خدمت نہیں کی کیا تعلق تھا۔

پہلی روایت حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشمائل للترمذی اور ابوعبید نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی کہ لوگوں نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کذا فی حاشیہ عصام ف اسمیں اپنی اُمت کے لئے دعا فرمائی جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے۔

دوسری روایت۔ عباس بن مرداسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی

اس طرح قبول ہوئی کہ سب گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں بجز
حقوق العباد کے کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپ
نے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم
کو بخش دیں سو اس شام کو یہ دعا منظور نہیں ہوئی جب مزدلفہ میں صبح
کو پھر دعا کی سو منظور ہو گئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خندہ یا تبسم فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ
پر فدا ہوں اس وقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہیں معلوم ہوتا سو کس سبب
سے آپ ہنستے ہیں اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے آپ نے فرمایا
کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کرلی
اور میری اُمت کی مغفرت فرمادی تو خاک لے کر سر پر ڈالنے لگا اور
ہائے وا ویلا مچانے لگا سو اس کی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہنسی آگئی روایت
کیا اس کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں اسکے
قریب روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ ف لمعات میں ہے کہ مراد اس سے
وہ حقوق العباد ہیں جن کے ایفاء کا قصد مصمم ہے مگر ایفاء سے عاجز ہوگیا
اللہ تعالی خصماء کو قیامت میں راضی فرمادینگے۔
تیسری روایت لمعات میں آپ کے طائف تشریف لے جانے
کے قصہ میں جبکہ وہاں کے کفار نے آپ کو ایذا رشدید پہونچائی روایت

کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لے کر نازل ہوئے تاکہ آپ سے اجازت لے کر ان کفار کو ہلاک کر دے آپ نے اُس فرشتہ سے فرمایا نہیں مجھکو اُمید ہے کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا توحید کے ساتھ ذکر کریں۔

چوتھی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے کہ اُن میں سے ہر شخص یہ تمنا کریگا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجھکو دیکھ لے روایت کیا اس کو مسلم نے کذا فی المشکٰوۃ ف یعنی اگر اس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل و مال سے دست بردار ہو تو زیارت میسر ہو جاوے تو وہ اُس پر دل و جان سے راضی ہو گا۔

پانچویں روایت حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں بشر ہوں مجھکو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے سو جس کسی مومن مرد یا مومن عورت پر میں (غصہ میں) بددعا کر دوں تو آپ اُس بددعا کو اُس شخص کے لئے تزکیہ اور تطہیر کر دیجئے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمۃ المہداۃ

چھٹی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

...ہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا
...سول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم تو میرے
...ست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ہنوز نہیں آئے الحدیث روایت
...اس کو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ ف چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا
...بت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت ہونا مقید نہیں رویت وصحبت
...ے ساتھ پس صحابہ کو دوست اور بعد میں آنے والوں کو بھائی فرمانا باعتبار
...وع حالت محبت کے ہے کہ ان کی محبت کا وقوع رویت سے ہوا اور
...دوالوں کی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہ پر غیر صحابہ
...فضیلت محبت میں لازم نہیں آتی کیونکہ صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر
...حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت میں ھم سے
...زیادہ ہوتے۔

ساتویں روایت۔ ابی جمعہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہ
...ن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام
...ئے اور جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہے جو تمہارے بعد ہونگے
...مجھ پر ایمان لاوینگے اور مجھکو دیکھا بھی نہ ہوگا روایت کیا اس کو احمد اور دارمی
...نے ف یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہے کسی صفت حقیقیہ کی وجہ سے
...نہیں پھر اس بہتری میں بھی صحابہ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو ایمان کی دولت

صحابہ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ انہوں نے دین کی بسان سنائی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفضیل اُن پر لازم نہیں آتی ف ان روایات میں بعض سے تمام امت اجابت پر کہ مؤمنین ہیں اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ اُن میں کفار بھی داخل ہیں اور بعض سے بعد میں آنے والوں پر شفقت تامہ اور بعض سے ان کے بعد میں آنے والوں کی مدح اور اُن کے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت میں اور بعض سے مدح کے ساتھ اُن کے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتویں روایت میں مذکور ہے کہ مدح و محبیت و محبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہے اور قیامت میں جو شفاعت اور دعا و التجا واُمت کیلئے ہوگی اسکی حدیثیں مشہور اور بعضے اُنتیسویں تیسویں فصل میں مذکور ہیں اور ان کے علاوہ اس مدعا پر بیشمار روایات و واقعات شاہد ہیں اس فصل کے ایزاد سے جو غرض ہے وہ فصل آئندہ کی تمہید میں بیان کی جاوے گی۔

مِنَ القَصِیدَۃ

بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا	لہ اے گروہ اسلام ہم کو خوشخبری ہے بیشک ہمارے لئے عنایات خاصہ باری تعالی
مِنَ الْعِنَایَۃِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْهَدِمٖ	سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی متغیر و متبدل نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ الی یوم القیامہ ثابت و قائم رہے گا یعنی ہمارا

دعی اللّٰہ داعینا لطاعتہ

اکرم الرسل کنا اکرم الامم

ان اتیت ذنبا فما عہدی منتقض

من النبی ولا حبلی منصرم

ما شاہ ان یحرم الراجی مکارمہ

او یرجع الجار منہ غیر محترم

یا رب صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

دین ناسخ ہے اور کبھی مثل اور ادیان کے
منسوخ نہ ہوگا ۵۲ جبکہ خداوند تعالیٰ نے
ہمارے حضرت کو جو ہم کو طاعت خداوندی
کی طرف بلانے والے ہیں افضل واکرم
رسل اللہ کہہ کر پکارا تو ہم اس ذریعہ سے
سب امتوں سے افضل ہوئے کیونکہ
رسول کا افضل ہونا امت کی افضلیت
کا واقعی سبب ہے ۵۳ اگر میں گناہ کر رہا
ہوں یا کیا ہے تو میرا ذمہ شفاعت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹنے والا نہیں ہے،
اور نہ میری امید کی رسی کٹنے والی یعنی
میں بسبب ارتکاب جرائم حضرت کی
شفاعت سے ناامید نہیں ہوں ۵۴
خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کر دیا ہے اس
عیب سے کہ آپ کا امیدوار آپ کے
مکارم وعطایا سے محروم کیا جاوے اور
بھی اس خلل سے پاک کر دیا ہے کہ آپ کا
مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر
موقر وغیر محترم ناکام واپس آئے بلکہ ہمیشہ
کامیاب ومحترم ہوتا ہے ۱۲ عطر الوردہ

پینتیسویں فصل

آپ کے حقوق جو اُمت کے ذمہ ہیں

جاننا چاہیئے کہ کسی سے محبت ہونا اور اُس سے محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطاء و احسان جیسے اپنے منعم و مربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف علی اسبیل الکمال مجتمع ہیں وصف اوّل سے یہ تمام رسالہ مشحون ہے دوسرا وصف فصل اکیسویں میں مخزون ہے اور چونتیسویں فصل لانے سے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینوں وصف جو علت محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اُس کا طبعی مقتضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونا چاہیئے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل و طبع کے ساتھ

ی شرع بھی مل کر آپ کے وجوب محبت کو مؤکد کرتا ہے اور درحقیقت
غرض غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہے
یقینی امر ہے کہ ان اسباب و دواعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع
انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا اتباع
ہوگا اور ظاہر ہے کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی
علی سبیل الکمال واجب ہوگی اور اس میں کسی کو بھی کلام نہیں ہو سکتا
محض تجدید استحضار کے لئے مختصر طور پر تنبیہ کردی گئی اور اسی کی تقویت
کیلئے چند روایات بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسکے
نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ
ہو جاؤں روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ ف یعنی
اگر میری مرضیات اور دوسروں کی مرضیات میں تزاحم ہو تو جس کو ترجیح
دی جاوے اسی کے محبوب تر ہونے کی یہ علامت ہوگی۔

دوسری روایت۔ امام بخاری نے ایمان و نذور میں عبد اللہ بن
ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے جو میرے

پہلو میں ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک خود اُس کے
نفس سے بھی زیادہ اُس کو میں محبوب نہوں حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے
اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک
اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا فی المواہب
ف حضرت عمرؓ نے اول محبت بلا اسباب کو محبت بالاسباب سے اقوی
سمجھ کر نفس کو مستثنے کیا پھر آپ کے اس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی
زیادہ محبوب رکھنا ضرور ہے یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونے کا مدار کوئی ایسا امر
ہے کہ اُس کے اعتبار سے کوئی چیز نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہے
مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً مقدم و راجح پایا سو اس
حقیقت کے انکشاف کے بعد کہ آپ کی احبیت من النفس کا مشاہدہ
کیا اور خبر دی اور مواہب کے مقصد سابع میں دوسرے **صحابہ** کی بھی
حکایتیں محبت کی عجیب وغریب ذکر کی ہیں۔

تیسری روایت۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام اُمت جنت میں داخل ہوگی مگر جس
نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہیں کیا فرمایا جس

میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی
نے قبول نہیں کیا روایت کیا اس کو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ ف
کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ ابا رمخصوص بہ کفر نہیں ہے ورنہ
ہیں کونسا خفا تھا پس آپ کے اتباع نہ کرنے کو ابار سے تعبیر
گیا اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا۔
چوتھی روایت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے
کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا روایت کیا اس کو ترمذی نے
فی المشکوٰۃ ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپ کی محبت کی
کی محبت ہے اور آپ کی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی ہے کہ
جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضور کی معیت کا بھی موجب ہے
پانچویں روایت۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی پھر وہ
دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع میں سے
کہ اے اللہ اُس پر لعنت کہ کس قدر کثرت سے اس کو اس مقدمہ
لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت مت
واللہ میرے علم میں یہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھتا ہے

روایت کیا اس کو بخاری نے ف اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے
ایک بشارت مذنبین کو کہ اُن سے اللہ و رسول کی محبت کی نفی نہیں کی
گئی دوسرے تنبیہ مذنبین کو کہ نری محبت سے سزا سے بچنے میں کام نہ آئی
تو کوئی اس ناز میں نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کیے سزائے
جہنم سے بچالے گی البتہ بُعد بعید من الرحمۃ سے بچا سکتی ہے جیسا کہ نہی
عن اللعنت سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اس ملعونیت پر مرتب ہے
یعنی خلود اس سے یہ محبت بچالے گی بعد سزا کے مغفرت ہو جاویگی تیسری
فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود
ایک عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ متابعت
کامل نہ ہونے سے گو کمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنیٰ
درجہ اُس کا کفر سے نکلنا ہے کوئی درجہ محبت کا ثابت کہا جاوے گا پانچویں
مؤمن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اس پر لعنت نہ کرنا چاہیئے اس سے عظمت
ثابت ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت کی کہ ایک شمہ بھی گو مقرون بالمعاصی
ہو مانع عن اللعنت ہے تو اس کا کامل اور خالص درجہ کیسا کچھ مؤثر ہوگا

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند۔ صاف گر باشد ندانم چوں کند۔

۵ للشیخ عبدالعزیز دہلوی ۱۲

۵ فیما اذکرہ ۱۲ منہ

الحمیٰ باللہ قف فی بانہٖ

امیر الحمیٰ منی علیٰ سکانہٖ

ما لقی فی السقم منذ فقدتہم

خفقانہٖ والراس فی دورانہٖ

دمع عینی بعدہم قد جاریا

تھتانہٖ والنجم فی ھیجانہٖ

مشغوف حب المصطفیٰ

فی قلبہٖ وحدیثہ بلسانہٖ

عو ملحا فی اللہ عاما بالغا

بستانہٖ ویشم من ریحانہٖ

۱ہ اے جانے والے بجانب گیاہ زار
کے اللہ کے لئے اُس کے باغ درخت
بان میں ذرا ٹھہرنا اور میری طرف سے
دفاتر غم اُس کے رہنے والوں کو پڑھکر
سنانا ۲ہ اگر وہ میری حالت بیماری کے
بارہ میں دریافت کریں جب سے میں
اُن سے غائب ہوا ہوں پس قلب اپنے
خفقان میں ہے اور سر اپنے دوران
میں ہے ۳ہ اگر وہ میرے اشک چشم کے
متعلق اپنے بعد کے زمانہ میں تحقیق کریں
تو تو بطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے
ہے اُس کے برسنے میں اور مثل بحر کے
ہے اُس کے جوش میں ۴ہ لیکن وہ محب
باوجود اس تمامتر ماجرا کے فریفتہ ہے عشق
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس آپ کا
خیال اُس کے قلب میں ہے اور آپکا
تذکرہ اس کی زبان پر ہے ۵ہ اور بہت
زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا میں
الحاح اور مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپ کے
باغ میں طواف کرے اور آپ کے
ریحان سے خوشبو سونگھے۔

يَا مَنْ تَفَوَّقَ أَمْرُهُ فَوْقَ الْخَلَائِقِ فِي الْعُلُوِّ

حَتَّى لَقَدْ أَثْنَى عَلَيْكَ اللّٰهُ فِي قُرْآنِهِ

صَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ آخِرَ دَهْرِهِ مُتَفَضِّلًا

مُتَرَحِّمًا وَحَبَاكَ الْمَوْعُودَ مِنْ إِحْسَانِهِ

ترجمہ اے وہ ذات پاک جن کا رتبہ تمام خلائق پر بلندی میں فائق ہو گیا یہاں تک کہ آپ پر اللہ تعالےٰ نے اپنے قرآن میں ثنا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم فرماتا ہوا اور آپ کو اپنے احسانات موعودہ عطا فرماوے ۱۲ منہ

چھبیسویں فصل

آپ کی توقیر وادب کا واجب ہونا

یہ بھی فصل سابق کے ساتھ ملحق ہے کہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق عظمت
اس باب میں چند آیات وروایات کا نقل کرنا کافی ہے۔
آیۃ اول سورہ توبہ میں ہے مَا کَانَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَمَنْ حَوْلَھُمْ
الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِھِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ
آیت دوم سورہ نور میں ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰۤی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْھَبُوْا حَتّٰی
یَسْتَاْذِنُوْہُ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ
فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِھِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْھُمْ
لَھُمُ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ
بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔
آیت سوم سورہ احزاب میں ارشاد ہے وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ

تُؤْذُوا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِکُمْ
کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا ہ الی قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا

آیت چہارم سورہ فتح میں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً
وَّاَصِیْلًا۔

آیت پنجم سورہ حجرات میں ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا
بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ الی قولہ تعالیٰ
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

حاصل ان آیات کا یہ ہے کہ نمبرا مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی
ان کے گرد و پیش میں رہتے ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز
سمجھیں ۔نمبر۲۔ بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان
رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کیلئے
مجمع کیا گیا ہے اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو جب
تک آپ سے اجازت نہ لیں اور آپ اُس پر اجازت نہ دیں مجلس سے اُٹھ کر
نہیں جاتے اے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہیں بس

ی اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ اہل ایمان لوگ
ے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لئے آپ سے جانے کی اجازت
ب کریں تو اُن میں سے آپ جس کے لئے مناسب سمجھ کر اجازت دینا چاہیں
بازت دے دیا کریں اور اجازت دیکر بھی آپ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے
فرت کی دعا کیا کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے تم لوگ
ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کیلئے
جمع کریں ایسا معمولی بلانا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا
ے کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آکر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اُٹھ کر بے
بازت لئے چل دیا نمبر۲۔ اور حرمت ایذاء نبوی صرف فضول جم کر بیٹھ جانے
ی کی صورت میں منحصر نہیں بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تم کو (کسی امر میں)
بائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے
رکہ آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک
ڑی بھاری معصیت کی بات ہے (اور جس طرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے
ی اس کا زبان سے ذکر کرنا یا دل میں ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم
س کے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کرو گے یا اُس کے ارادہ کو دل میں
پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ (کو دونوں کی خبر ہو گی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب
جانتے ہیں (پس تم کو اس پر سزا دینگے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے

اس سے بعضے مستثنے بھی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے
باپوں کے سامنے ہونے کے بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں
کے یعنی جس کے بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے
اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنے دینی شریک عورتوں کے اور نہ اپنی
لونڈیوں کے (یعنی ان کے سامنے آنا جائز ہے) اور اے پیغمبر کی بیبیو ان
احکام مذکورہ کے امتثال میں) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ
ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے (یعنی اُس سے کوئی امر
مخفی نہیں پس خلاف میں احتمال سزا کا ہے) بیشک اللہ تعالے اور اُسکے
فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی
آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے
ذمہ ہے ادا ہو) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو قصداً ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے
اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔ نمبر۴۔ اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو اعمال اُمت پر قیامت کے دن گواہی
دینے والا عموماً اور دنیا میں خصوصاً مسلمانوں کے لئے بشارت دینے والا
اور کافروں کے لئے ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے اور اے مسلمانو ہم نے اُن کو
اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان

ااور اُس کے دین کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو عقیدۃً بھی کہ
لہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت
رو) اور صبح شام اُس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ نمبر ۵۔ اے ایمان
والو اللہ و رسول کی اجازت سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں سبقت
ت کیا کرو (یعنی جب تک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہ ہو
گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمہارے
ب اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے افعال کو) جاننے والا ہے (اور)
اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت
کیا کرو اور نہ اُن سے ایسے کھُل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے
سے کھُل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپ کے سامنے
بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے جبکہ خود آپ
سے مخاطبت کرو) کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو
اس کا مطلب یہ ہے کہ رفع صوت کہ صورۃً بیباکی ہے اور جہر کجہر ما بینہم کہ
گستاخی ہے طبعاً بوجہ اس کے کہ تابع قالاً و حالاً مدعی التزام ادب متبوع
ہوتا ہے اور اُس میں اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی
ہوسکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو اور معاصی
موجب حبط نہیں ہوتے لیکن یہ اُس عام میں سے مخصوص ہے البتہ

بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے اُس وقت بوجہ عدم تحقیق ایذا یہ امور موجب حبط نہیں ہوتے مگر چونکہ تاذی سامع کا تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہیں ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اس سے حبط بھی ہو جاوے اور متکلم اس گمان میں رہے کہ تاذی نہیں ہوتی پس حبط کی بھی خبر نہ ہو لا تشعرون کے یہی معنی ہیں اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہر بالقول کو منہی عنہ ٹھیرایا کہ گو اس کے بعض افراد موجب تاذی نہ ہوں گے لیکن اُس کی تعیین کیسے ہو گی لہذا مطلقاً تمام افراد کو ترک کر دینا چاہیئے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی کہ) بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے خالص کر دیا ہے (یعنی اُن کے قلوب میں غیر تقویٰ نہیں ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہیں مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص میں وہ کمال تقویٰ کے ساتھ موصوف ہیں کیونکہ کمال تقوی یہ ہے حسب حدیث مرفوع ترمذی لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالا باس بہ حذرا لما بہ باس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی باس ہے جس میں تاذی نہو اور ایک فرد ذی باس ہے جس میں تاذی ہو جب انہوں نے

لہٰذا رفع صوت کو ترک کر دیا تو ذی باس کے حذر سے غیر ذی باس ترک کر دیا پس کمال تقوی متحقق ہو گیا اور فی نفسہ کی قید اسلئے لگائی کہ بعد ہی کے پھر تو دونوں فردین ذی باس ہی ہیں آگے اُن کے عمل کا ثمرہ اخروی مذکور ہے کہ) ان لوگوں کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں اکثروں کو عقل نہیں ہے ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نہ کرتے اور اگر یہ لوگ ذرا صبر وانتظار کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کرلیں تو معاف ہو جاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے۔

روایت اوّل سنن ابوداود کتاب الحدود میں حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اُس کو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اُسی طرح اس نے کچھ بکنا شروع کیا نابینا نے ایک چھرا لے کر اُس کے پیٹ پر رکھ کر بوجھ دے دیا اور اُس کو ہلاک کر ڈالا صبح کو اُس کی تحقیقات ہوئی اُس نابینا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اُس کا خون رائیگان ہے

(یعنی قصاص نہ لیا جاویگا) ف ان صحابی کا جوش محبت وادب کس قدر ثابت ہوتا ہے اور اس سے حنفیہ کے اس مسئلہ پر شبہ نہیں ہوسکتا کہ سبِّ نبی موجب نقض عہد نہیں ہے کیونکہ عدم نقض عہد سے عدم جواز قتل لازم نہیں آتا یہ قتل سیاستہً وزجرًا ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اس کافر کے مذہب میں بھی داخل نہیں پھر بار بار کہنا یہ دلیل ہے تمرد استخفاف اسلام کی بلاشبہ موجب زجر بالقتل ہے۔

دوسری روایت امام بخاری نے کتاب الشروط میں قصہ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کے مجلس شریف سے مکہ واپس جاکر لوگوں سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصر وکسریٰ ونجاشی کے پاس گیا ہوں واللہ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جس قدر صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں واللہ جب کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچتی ہے اور وہ اس کو اپنے چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ ان کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہیں اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو ان لوگوں کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کے لئے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو وہ لوگ اپنی

آوازوں کو آپ کے سامنے پست کر لیتے ہیں اور وہ لوگ آپ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہیں الحدیث ف اس سے جو کچھ آداب صحابہ کے ثابت ہوتے ہیں ظاہر ہے۔

تیسری روایت مشکوٰۃ میں بروایت امام احمد براء بن عازب سے مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے اور قبر تک پہونچے ہنوز مردہ لحد میں نہیں رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہو گئی) آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد اس طرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے (یعنی نہایت سکون وسکوت کے ساتھ) ف صحابہ کا حضور کی خدمت میں اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اس سے غایت ادب ظاہر ہے اور بیشمار روایات اس باب میں وارد ہیں علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہیں چنانچہ مواہب میں ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب حبط اعمال ہے تو اپنی آراء واہواء کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہیں تو آپ کی تفاصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ جس طرح حضور کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپ کے کلام کے درس اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین وسامعین کیلئے خلاف ادب ہے

اور اسی طرح محل حجرہ شریف کے قریب بھی مواہب میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام مالک سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی میں گفتگو کی تو امام مالک نے فرمایا کہ اے امیر المومنین تم کو کیا ہوا اس مسجد میں آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات میں تھا سو ابو جعفر دب گیا اسکی تائید حضرت عمرؓ کے ارشاد سے ہوتی ہے جو آپ نے دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اس کو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ باب المساجد پس آپ کے نام کے قرب مقام کے کلام کے احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے اور منجملہ اسی تعظیم احکام کے یہ ہے کہ تعظیم ظاہری میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی اور نبی کے یا حضرت حق تعالیٰ کی بے ادبی نہ ہونے لگے چوتھی پانچویں روایت سے ظاہر ہے۔

چوتھی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک یہودی اور مسلمان کے جھگڑے کے قصہ میں روایت ہے کہ مسلمان نے اپنی قسم میں کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اس وقت ہاتھ اُٹھا کر ایک طمانچہ یہودی کے منہ پر مارا یہودی نے جا کر

میں عرض کیا آپ نے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُس نے یہ قصہ عرض
آپ نے فرمایا کہ تم مجھکو موسیٰ علیہ السلام پر ایسی فضیلت مت دو۔
میں اُن کی بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ تفاضل میں لڑائی جھگڑے تک
بت پہونچ جانے سے اس کا شبہ واقع ہو سکتا ہے) روایت کیا اسکو
خاری و مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ

پانچویں روایت۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانیں
صیبت میں آگئیں اور بال بچے بھوکے مرنے لگے اور اموال تباہ ہونے
گے اور مواشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے
ے بارش کی دعا کیجئے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک شفیع لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ
و آپ کے نزدیک شفیع لاتے ہیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس
مر سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے
ور اس قدر مکرر سہ کرر تسبیح فرمائی کہ اس کا اثر صحابہ کے چہروں میں دیکھا گیا
پھر فرمایا کہ کمبختی کے مارے خدا تعالیٰ کو کسی کے نزدیک سفارشی نہیں لایا جا سکتا
دا تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہے الحدیث روایت کیا اسکو
بو داود نے کذا فی المشکوٰۃ ف گو شفیع گاہے عظیم بھی ہوتا ہے جیسا حضرت بریرہؓ
ے آپ نے دوبارہ مغیث کے فرمایا کہ میں حکم نہیں کرتا شفاعت کرتا ہوں۔

لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہے کہ شفیع اس حاجت کے پورا کرنے سے خود عاجز اور جس سے سفارش کرتا ہے اس کا محتاج ہوتا ہے اور عجز و احتیاج کا احتمال بھی خدا تعالیٰ کی ذات میں محال ہے پس چونکہ اس عنوان میں اگرچہ تعظیم نبوی اعلیٰ درجہ کی ہے مگر بوجہ سوء ادب کے حضرت حق کی شان میں آپ پر کس قدر گراں گذرا اور کس اہتمام سے آپ نے اس سے روکا۔

مِنَ القَصِیدَۃ

اَکْرِمْ[۱] بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَہُ خُلُقٌ
بِالحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالبِشْرِ مُتَّسِمِ

[۱] کیا عمدہ ہے سرشت و صورت حضرت کی جسکو آپ کے خلق عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال میں کہ وہ سرتاپا جامہ حسن میں لپٹی ہوئی ہے اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف ونشان منہ ہے

كَالزَّهْرِ[۲] فِي تَرَفٍ وَالبَدْرِ فِي شَرَفٍ
وَالبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

[۲] ذات عالی صفات لطافت و نظافت میں مثل شگوفہ کے ہے اور مثل چہار دہم کے علو و بزرگی میں اور مانند سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائق میں اور مانند زمانہ کے ہمتوں میں

كَأَنَّهُ[۳] وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ

[۳] آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اگر تنہا بھی ہوں تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی جلالت و عظمت کے ایسے

...حِینَ تَلْقَاهُ وَفِی حَشَمِ

...نَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِی صَدَفٍ

...مِنْ مَعْدِنَی مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسِمِ

...رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

...حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ ایک بڑے
حشم و خدم میں ہیں ۱۲ منہ) ہے گویا موتی جو
اپنی صدف میں پنہاں ہے اور اب تک
باہر آکر دستمال نہیں ہوا اپنی چمک اور
دمک میں اُن گوہروں کے مشابہ ہے
جو ان دو کانوں سے نکلا ہو جن میں ایک
کان زبان مبارک ہے۔ یعنی کلام بلاغت
اور دوسرے دو لب شریف دندان درخشاں
غلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے
نہیں نکلا وہ کمال صفائی و چمک میں
آپ کے کلام اور دندان سے مشابہ ہے
گو ان کی صفائی کو نہیں پہنچ سکتا۔
دان سب اوصاف سے آپ کا معظم صورۃً
و معنیً ہونا ثابت ہے اور یہ مقتضی ہے
کمال محترم و واجب التوقیر ہونے کو ۱۲)

عطر الوردہ

سینتیسویں فصل

آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت

یہ بھی فصلیں سابقین کے ساتھ ملحق ہیں کیونکہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق وآداب کے ہے اس باب میں بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گنا معاف ہوتے ہیں اور اُس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں روایت کیا اس کو نسائی نے۔

دوسری روایت۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے

تیسری روایت۔ نیز ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

...نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھکو پہونچاتے ہیں روایت کیا ...کو نسائی اور دارمی نے۔

چوتھی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ ... وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے ... وہ مجھ پر درود نہ بھیجے روایت کیا اس کو ترمذی نے ف اس حدیث سے ... نے کہا کہ آپ کا نام مبارک سُن کر اول بار درود پڑھنا واجب ہے ... اگر ـــــ ـ اُسی مجلس میں اگر ذکر ہو تو مستحب ہے۔

پانچویں روایت حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے ... کیا یا رسول اللہ میں آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہوں سو یہ بتلا... کہ) کس قدر درود معمول رکھوں (مطلب یہ کہ بقیہ اور ـــــ درود ... کیا نسبت رکھوں) آپ نے فرمایا جس قدر چاہو میں نے عرض کیا کہ ... ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہوں تو پون گھنٹہ درود کیلئے ... ہوں) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھا لو تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ... میں نے عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور میں ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے ... فرمایا جو چاہو اور اگر اور بڑھا لو تو تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے میں نے عرض ... کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور میں دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر

اور زیادہ کر لو اور بھی بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ میں تمام وظیفہ درود ہی کو کر لوں گا (یعنی پورے تین گھنٹے یہی پڑھا کروں گا) آپ نے فرمایا تو اس صورت میں تمہارے تمام افکار کی کفایت کی جاوے گی اور تمہارا گناہ معاف کیا جاویگا روایت کیا اس کو ترمذی نے ف اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے۔

چھٹی روایت۔ ابو طلحہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر جو شخص درود بھیجے گا میں اُس پر دس رحمتیں نازل کرونگا اور جو شخص سلام بھیجیگا اُس پر دس سلام بھیجوں گا روایت کیا اس کو نسائی اور دارمی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں تو اُس کے ایک بار پڑھنے سے بیس عنایتیں حق تعالیٰ کی ہوتی ہیں مثلاً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ساتویں روایت۔ حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دعا معلق رہتی ہے درمیان آسمان و زمین کے اُس میں سے کچھ بھی (مقام قبول تک) نہیں پہونچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھ ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے ف چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہیں ہے اس لئے حکم

...ئین ہے یہ سب احادیث مشکوٰۃ میں ہیں اور اس باب میں احقر کا
...الہ زاد السعید مختصر اور جامع ہے بعد بیان فضیلت کے بمقتضائے وارد
...ہی اس کی بعض حکمتیں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حکمت اوّل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اُمت
...بے شمار ہیں کہ صرف تبلیغ مامور بہ ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اُن کی اصلاح
...کے لئے تدبیریں سوچیں اُن کے لئے رات رات بھر کھڑے ہو کر دعائیں کیں
...ن کے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ گو مامور بہ تھی تاہم اس میں
...اسطہ نعمت تو ہوئے بہرحال آپ محسن بھی ہیں اور واسطہ احسان بھی پس
...س حالت میں مقتضا فطرۃ سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائیں
...تی ہیں خصوصاً جبکہ مکافات بالمثل نہ ہو سکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات
...ے ظاہر ہے کیونکہ ان نعمار کا افاضہ غیر نبی سے نبی پر محالات سے ہے اور
...ائے رحمت سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں اور اس میں بھی رحمت خاصہ کاملہ کی
...ا جو کہ مفہوم ہے درود کا اس لئے شریعت نے اسی فطرۃ سلیمہ کے مطابق
...رود شریف کا امر کہیں وجوباً کہیں استحباباً فرمایا ذکرہ فی المواہب

حکمت دوم۔ چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہیں اور محبوب کے لئے
...ی خیر کی درخواست کرنا گو محبوب کو بوجہ اس کے کہ جس سے درخواست
...ں بجا دے وہ خود بوجہ کے وہ خیر اس محبوب کو پہونچا دیگا اُس خیر کے ملنے

ہیں اُس درخواست کی حاجت ہی نہ ہو۔ لیکن ایسی درخواست کرنا سبب
سبب ہوتا ہے اس درخواست کرنے والے کے تقرب کا پس درود شریف
میں چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لئے اس لئے یہ ذریعہ
ہو جاویگا خود اُس شخص کو حق تعالیٰ کی رضا و قرب میسر ہونے کا ونحوہ فی المواہب
حکمت سوم نیز اس درخواست میں اظہار ہے آپ کے شرف خاص
عبدیت کاملہ کا کہ رحمت الٰہی کی آپ کو بھی ضرورت ہے وہذا من سوانح الوقت
حکمت چہارم۔ چونکہ آپ بھی بشریت میں مادیت میں عنصریت میں
اُمت کے ساتھ شریک ہیں اور بعض امور زائدہ مثل کثرۃ مال وغیرہ میں
اوروں کے ساتھ مساوی بھی نہیں اور یہ اشتراک اور عدم مساوات بسا
اوقات منجر ہو جاتا ہے استنکاف کی طرف اعتقاد عظمت و اتباع ملت سے
جیسا امم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یوں کہا۔
اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُوْنَ اور بعض نے کہا
اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ کسی نے کہا لَوْلَا نُزِّلَ
هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ اس لئے درود شریف
میں اس کا پورا علاج ہے کیونکہ اُس میں دعا ہے رحمت خاصہ کی تو اس
سے استحضار ہوا اس کا کہ آپ رحمت خاصہ کے مستحق ہونے میں سب سے
ممتاز ہیں تو اس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جس کے سامنے

بردل کا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اس میں حکمت اول کے لحاظ
ی استحضار ہے اس کا کہ ہم لوگ آپ کے ممنون ہیں اور عظمت و منت
تحضار رافع ہوتا ہے استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل
ڈ سیدنا و مولانا وغیرہ بھی —— بڑھا یا جاوے اور نام مبارک کے بعد
یے صفات بڑہائے جاویں جن میں تصریح ہو آپ کے جد و جہد کی
ناعت دین کے لئے جو اعظم احسانات ہے ہم پر اور رفع استنکاف سے
تقار و انکسار حادث ہو گا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہے خصوص[1] اُس
کل میں جس کے معظم ہونے کا نصوص میں اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان
ی بالخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام پھر خصوص سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
ر آپ کی طرف افتقار کا استحضار عین مرضی حق اور آپ سے اباء و استغنا
نہایت نامرضی ہے کما قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا
نْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا
ن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وقال اللہ تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
ذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

---

[1] یعنی خصوص ایسے بزرگ کے مقابلہ میں افتقار جو کہ نصوص میں معظم کہے گئے ہوں اور
خصوص اس لئے کہ افتقار فی نفسہ بھی محمود ہے ۱۲ منہ

حکمت پنجم۔ بعض طبائع میں غلبہ مذاق توحید کے سبب وسائط کے ساتھ کہ اُن وسائط میں انبیا بھی ہیں دل زیادہ آویختہ نہیں ہوتا گو بعد حصول قدر واجب اعتقاد وانقیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زیادت کا انتفا مضر نہیں جیسا کہ مواہب کے مقصد سابع میں امام قشیری سے ابوسعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ اُنہوں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو معذور رکھیے کہ خدا تعالیٰ کی محبت مجھ کو آپ کی محبت میں مشغول نہیں ہونے دیتی آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ مجھی سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میرے ہی توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی ہے اور اس جاننے کے بعد ممکن نہیں کہ واسطہ سے محبت نہو گو التفات نہ ہو سو امر ضروری محبت سے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاگتے میں پیش آیا تھا ۱۵ لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اُسی واحد حقیقی نے التفات کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے۔ اُس کی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل عن التوحید نہ سمجھے بلکہ تکمیل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اس کے پاس بھیجے کہ اس کو اپنے

براہ۔ لے آوے تو قضیۂ عقل یہ ہے کہ جس قدر اپنے محبوب کی مقصودیتِ
حقیقیہ اس کے دل میں بسی ہوگی اسی قدر ہر قدم پر اُس موصل الی المقصود
کے قدم اور نہ بان پر اس کی توجہ ہوگی کیونکہ اس میں کمی ہونے سے خود
وصول الی المقصود ہی مشکوک ہو جاویگا جس کو یہ ناگوار اور محبوب بالذات
کی مقصودیتِ حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اسی طرح جب اس عاشق کو
معلوم ہوگا کہ میں جس قدر اس کا اکرام و مدارات و خدمت کرونگا میرا محبوب
اسی قدر زیادہ خوش ہوگا تو وہ اور بھی اس میں مشغول رہیگا اور یہ شغل مانع
عن الاشتغال بالمحبوب نہ ہوگا بلکہ اس اشتغال میں اور زیادہ معین ہوگا۔
پس جس طرح اس مثال میں جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اس
محب کے نظر میں ہوگی اُسی درجہ کا التفات، موصل کی حرکت و سکون پر ہوگا
اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جس قدر التفات ہو وہ عین علامت
ہوگی واحد تعالیٰ کے مطلوب و ملتفت الیہ ہونے کی پس دونوں التفاتوں
میں تزاحم نہ ہوا بلکہ تلازم ہوا پس اس ذوقی نقص کے رفع کرنے کے لئے
درود شریف مشروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں حکم ہوا کہ اس واسطہ
کی طرف توجہ بالاحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہیں پس کوئی ہمارا اور
ہماری رضا کا طالب ہے تو اس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے اور
اس کو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاعم منافی توحید نہیں

بلکہ اشتغال بالغیر بایں معنی کہ نہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہے اور جو غیر کہ خود موصل ہو اُس کی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہے کہ بدون اس کی توحید ہی تک وصول نہیں ہوتا وہاتان الحکمتان[1] من سوانح سالف الوقت

فائدہ فقہیہ متعلقہ ادب درود شریف ردالمختار میں ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانے کے لئے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنے کے وقت اس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگوں کو اُس کے آنے کی اطلاع ہو جاوے تو لوگ کھڑے ہو جاویں یا اس کے لئے جگہ کر دیں یہ سب مکروہ ہے اور درمختار میں اس کو حرام کہا ہے ردالمختار میں حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حاصل یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیئے اور ان اغراض کے لئے اس کا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اس لئے ممنوع ہوگا اور ادب کے بھی خلاف ہے کہ اغراض خسیسہ کا آلہ ایسے امر شریف کو بنایا۔

---

[1] وہو الذی عبرت عنہ فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن ادا ذاک المعنی والذی فی القلب اوسع وادفع وللہ الحمد ولا فخر ۱۲ منہ

لبعض العشاق

صَلِّ[۱] یَارَبِّ عَلٰی رَاْسِ فَرِیْقِ النَّاسِ
مَنْ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَاْسِ

صَلِّ[۲] یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ
کُلَّ مَنْ یَظْمَاُ یَسْقِیْهِ رَحِیْقَ الْکَاْسِ

صَلِّ[۳] یَارَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَاءِ الْکَرَمِ
خَصَّ مَنْ جَاءَ اِلَیْهِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ

صَلِّ[۴] یَارَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ
مُبْدِلِ الْوَحْشَةِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسِ

صَلِّ[۵] یَارَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ
نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِهٖ بِالرَّاْسِ

[۱] رحمت بھیج اے پروردگار آدمیوں کے گروہ کے سردار پر جن سے خلقت کو امن ہے زمانہ شدت میں [۲] رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر کہ قیامت کی گرمی میں جو پیاسا ہوگا وہ اس کو شراب (طہور) پیالہ کی پلاوینگے [۳] رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر جنہوں نے امید کرم کے ساتھ خاص فرمایا ہر شخص کو جو آپ کے پاس حاضر ہوا عام لوگوں کیلئے [۴] رحمت بھیج اے پروردگار تمام لوگوں کے مونس پر جو وحشت کو قبر میں مبدل بہ انس کرنے والے ہیں [۵] رحمت بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح پر جن کے قدموں پر ہم چلتے ہیں سر کے بل

۱۲ منہ

اڑتیسویں فصل

آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے میں دعا کے وقت

گو جس طرح درود شریف قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہیں مگر صرف ایک خاصیت میں درود شریف کا ہم اثر ہے کہ دونوں سبب[1] ہیں دعا کے اقرب الی الاجابۃ ہونے کے اسی لئے بعد درود شریف کے اس کا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ میں کچھ خلاف کیا ہے مگر مسلک جمہور کا اس کا جواز ہے جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی لئے مذہب منصور یہی ہوا۔

پہلی روایت سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجہ میں عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھکو عافیت دے آپ نے فرمایا

---

[1] درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتویں روایت میں اور بہت حدیثوں میں مذکور ہے اور توسل کا یہ اثر دوسری فصل کی دوسری روایت میں اور بھی متعدد روایات میں مذکور ہوا ہے

اگر تو چاہے اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو
دعا کر دوں اُس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے آپ نے اس کو حکم دیا
کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے
اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا
ہوں بوسیلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نبی رحمت کے لے محمدؐ میں آپ کے
وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ
وہ پوری ہووے لے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے
ف اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا
فرمانا کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا
جائز ہے اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے اور حاصل
توسل فی الدعا کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے
اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے
اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر بھی رحمت فرما اور
توسل بالاعمال میں بھی تھوڑے تغیر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپ
کے نزدیک موجب رحمت ہیں اور ان کا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے
اور ہم نے یہ اعمال کئے تھے پس ہم پر رحم فرما اور اس میں جو یا محمدؐ آیا ہے
اس سے ندا غائب کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت میں

حاضر تھا انجاح الحاجۃ میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا

دوسری روایت انجاح الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکورہ کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیفؓ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اُسکی طرف التفات نہ فرماتے اُس نے عثمان بن حنیف سے کہا انہوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُس نے یہی کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جو پھر گیا تو اُنہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا الحدیث بیہقی نے اس کو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان و حاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اُس میں ایک گونہ ضعف ہے (جو کہ ایسے ابواب میں مضر نہیں) اھ ف اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے اور ندا کا شبہ یہاں بھی نہ کیا جاوے دو وجہ سے ایک تو تبادر

تقریر یہ ہے کہ مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا ہے سو وہاں حضور قریب ہی تشریف رکھتے ہیں ندار غائب لازم نہیں آئی دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد تھے ندار القصد تبلیغ ملائکہ ان کے حال سے ظاہر تھا بخلاف اس وقت کے عوام کے عقیدہ میں غلو رکھتے ہیں اسی لئے اُن کو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُن کی حفاظت کے لئے خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھ کر کرتے تھے اب اس میں بھی غلو ہے پس اُن کا فعل ان ناقصین کے فعل کا مقیس علیہ نہیں بن سکتا ع

کار پاکان را قیاس از خود مگیر

اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل ہذا میں جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے۔

تیسری روایت مشکوٰۃ میں حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگوں پر قحط ہوتا حضرت عباس بن عبد المطلب کے واسطہ سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہم کو بارش دیتے تھے اور اب ہم آپ کے دربار میں اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش دیجئے چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا اس کو بخاری نے ف اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اُس کو نبی

سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی
صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس متنبہ کرنے کے لئے حضرت
عمرؓ نے حضرت عباس سے توسل کیا نہ اسلیئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اسکا
جواز ثابت ہے اور چونکہ اُس توسل پر کسی صحابہ سے نکیر منقول نہیں اسلئے
اُس میں اجماع کے معنے آگئے۔

چوتھی روایت ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط
ہوا لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھ کر اُس کے مقابل آسمان کی طرف اُس میں
ایک منفذ کر دو یہاں تک کہ اُس کے اور آسمان کے درمیان حجاب
نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت
کیا اس کو دارمی نے کذا فی خیر المواعظ باب الکرامات ف اوپر توسل
بالقول ثابت ہوا تھا اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اس کے
معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپ کے نبی کی قبر ہے جس کو ہم تلبس جسد
نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہیں اور نبی کی ملابس چیز کو متبرک سمجھنا بوجہ
اسکے کہ علامت ہے اعتقاد عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب رحمت ہے،
پس ہم پر رحم فرمائیے۔

پانچویں روایت۔ مواہب میں بسند امام ابو المنصور صباغ اور
ابن نجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ محمد بن حرب ہلال
سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا
ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ
نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَوْ
اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اور میں آپ کے پاس اپنے
گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے
ذریعے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب
کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے اھ غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی
سے اس وقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔

من الروض

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ	۱ـہ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو
فَالْفَتْحُ مِنْ جُنْدِهٖ وَالنَّصْرُ وَالظَّفَرُ	تو فتح اور نصر اور ظفر اس کے لشکر میں سے ہے ۲ـہ اس بندہ نے آپ کو
دَعَاكُمْ مُسْتَغِيْثًا رَاجِيًا اَمَلًا	یا رسول اللہ متغیث ہو کر اور امید کی
فَهَلْ لَهٗ مِنْ سِوٰى لُطْفِكُمْ نَظَرُ	چیزوں کا امیدوار ہو کر پکارا ہے سو

فَاعْطِفْ اِلٰهِیْ عَلَیْنَا قَلْبَ سَیِّدِنَا
خَیْرِ الْاَنَامِ فَمِنْهُ الْعَطْفُ مُنْتَظَرُ
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

اُس کے لیئے سو آپ کے لطف کے
کوئی نظرگاہ نہیں ہے سوائے اللّٰہم
پر ہمارے سردار خیر الامم کے قلب کو
مہربان کر دیجئے کیونکہ آپ کی طرف
سے عطوف کا انتظار ہے ۱۲ منہ

انتالیسویں فصل

آپ کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار میں

چونکہ شدت محبت کو کثرت ذکر لازم ہے لہذا یہ فصل بھی لواحق مضمون محبت نبوی سے ہے جو کہ نتیسویں فصل میں مذکور ہے مگر ترتیب فصل توسل سے اسلئے موصول کی گئی کہ جس طرح توسل میں بعض نے کرلیا ہے اسی طرح ذکر شریف میں بعض نے حدود کو چھوڑ کر کوئی افراط کوئی تفریط میں کوئی اشتباہ میں کوئی تخلیط میں مبتلا ہو گیا جس کا مختصراً فصل میں بھی بیان کیا جاویگا مگر اول اس ذکر شریف کا شرعاً و طبعاً محبوب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

لابن ابی المجد

یا محبّ المصطفیٰ زد صبابۃ	یعنی سن رکھ اے عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق میں خوب ترقی کر
وضمّخ لسان الذکر منک بطیبہ	اور اپنی زبان کو خوشبوی ذکر نبوی سے خوب معطر کر۔

وَلَاتَعْبَأَنَّ بِالْمُبْطِلِيْنَ فَاِنَّمَا عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰہِ حُبُّ حَبِیْبِہٖ

ف اور اہل بطالت کی کچھ پروا مت کر کیونکہ علامت حب الٰہی کی اُس کے حبیب کی محبت ہے۔

مشروعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت ورفعنا لک ذکرک

پہلی روایت۔ حضرت عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسبی و نسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجھکو اُن کے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر ان (انسانوں) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجھکو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر اُن (عرب) کے مختلف قبیلے بنائے اور مجھکو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر اُن (قریش) کے کئی خاندان بنائے اور مجھکو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) میں بنایا پس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے اول ہوں روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر بر سر منبر فرمایا۔

(دو)سری روایت۔ فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین میں اپنی سند
سے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ
کے مرض میں نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات کے
(با)ہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلالؓ کو بلاکر فرمایا کہ مدینہ
(میں اع)لان کردو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو جمع ہو
(چن)انچہ بلال نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہوگئے آپ نے
(کھڑ)ے ہوکر حمد وثنا وصلوٰۃ علی الانبیاء کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن
(عبد الم)طلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے
(...) المجلد الاول من فتاوی مولانا عبد الحیؒ ص ۵۳ ف اس سے بھی امر
(...)نا بر روایت اول ثابت ہوا مع زیادہ جمع ناس بقصد نشر علم جیسا کہ
وصیت سننے کو جمع ہوجاؤ۔
(...)نبوی بھی اس پر دال ہے کہ رسول اللہ
تیسری روایت۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
(صلی) اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ کیلئے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اس پر
(کھڑ)ے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان کرتے اور مشرکین
(کے) مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسان کی
(تائ)ید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(کی) طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اس کو بخاری

نے کذا فی المشکوٰۃ ف اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرنا ثابت ہوا اور اس کے منظوم ہونے کا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو۔

چوتھی روایت۔ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کی نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور میں اشتیاق رکھتا کہ میرے سامنے کچھ بیان کریں تو میں اس کو اپنے ذہن میں جما لوں الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی ف اس سے دو امر ثابت ہوئے حضرت حسن بن علیؓ کا شوق آپ کے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل میں حضرت حسینؓ کا حضرت علیؓ سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے۔

پانچویں روایت۔ خارجہ بن زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کیجئے انہوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں (کہ احاطہ بیان سے خارج ہیں اس کے بعد کچھ حالات بیان کئے، کذا فی الشمائل للترمذی ف اس سے تابعین کا اشتیاق آپ کے حالات سننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل

صحابہ وتابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب ومحبوب ہونا
معلوم ہوا مفہوم ہوا الفاظ سینتیسویں فصل میں وہ مواقع مذکور ہوئے ہیں کہ
ان میں درود شریف پڑھنا خلاف ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ
ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہوگا جیسا بعض بے احتیاطوں نے
آجکل اس میں بعض منکرات کو ضم کر لیا ہے وہ سوء ادب ونامشروع ہوجاویگا
خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے ؎

طرق العشق کلہا آداب
ادبوا النفس ایہا الاصحاب

من القصیدۃ

خَدَمْتُہٗ بِمَدِیۡحٍ اَسْتَقِیۡلُ بِہٖ
ذُنُوۡبَ عُمْرٍ مَضٰی فِی الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

۵ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بذریعہ مدح ونعت خدمت کی کہ میں اس کے ذریعہ سے اس عمر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور ارباب دنیا کی خدمت میں اور مدح وثنا میں گذاری

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْکَارِیْ مَدَائِحَہٗ
وَجَدْتُّہٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزِمٖ

۵ اور جب سے میں نے تعریفات حضرت نبوی اپنے افکار کو لازم کر دئے ہیں تو میں نے اس کو اپنی نجات کے لئے نہایت عمدہ مصاحب اور ضامن پایا ہے۔

وَلَنْ يَفُوْتَ الْغِنٰى مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ
اِنَّ الْحَيَا يُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِي الْاَكَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

؎ اور وہ تونگری جو بذریعہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی و محتاج نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کو مالامال کر دے گی کیونکہ آپ کا فیض مثل عام باران کے ہے کہ وہ نہ تنہا لائق زراعت کو جس میں اُس کا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تر و تازہ کرتا ہے (اس میں اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور مدح بغرض انتفاع کے اہل دنیا سے نہ ہونا چاہیے) ۱۲ عطر الوردہ

چالیسویں فصل

زیارت فی المنام کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جس کو بیداری میں یہ شرف نصیب نہیں ہوا اُس کے لئے بجائے اُس کے خواب میں زیارت سے مشرف ہو جانا سرمایۂ تسلی اور فی نفسہ ایک نعمتِ عظمیٰ دولتِ کبریٰ ہے اور اس سعادت میں اکتساب کو اصلاً دخل نہیں محض موہوب ہے ونعم ما قیل ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہزاروں کی عمریں اس حسرت میں ختم ہو گئیں البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف وکمال اتباعِ سنت و غلبۂ محبت پر اس کا ترتب ہو جاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اس لئے اس کے نہ ہونے سے مغموم و محزون نہ ہونا چاہیئے کہ بعض کے لئے اسی میں حکمت و رحمت ہے عاشق کو رضائے محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب اور ہجر ہو تب وللہ در من قال ؎

اُرِیْدُ وِصَالَہٗ وَیُرِیْدُ ہَجْرِیْ
فَاَتْرُکُ مَا اُرِیْدُ لِمَا یُرِیْدُ

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہو گی کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورۃً زائر معنًی مہجور اور بعضے صورت مہجور جیسے اویس قرنی معنًی قرب سے مسرور تھے اب بعض روایات مشکوٰۃ سے اس زیارت کی فضیلت میں لکھی جاتی ہیں۔

پہلی روایت۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھکو خواب میں دیکھا اُس نے مجھکو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

دوسری روایت۔ حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھکو (خواب میں) دیکھا اُس نے امر واقعی دیکھا (یعنی مجھکو ہی دیکھا) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے فائدہ

لہ گر مرادت را مذاق شکر است بے مرادی نے مراد دلبر است

دونوں حدیثوں کا ایک ہی حاصل ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں سید رحمہ اللہ تعالےٰ سے اس باب میں دو قول نقل کئے ہیں کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب میں علم ضروری کے طور پر یہ بات القاء ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آیا یہ رویت بھی صحیح ہے یا نہیں جنہوں نے اس کو بھی صحیح کہا ہے اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یا تو یہ اس دیکھنے والے کی کمی ہے جیسے مکدر آئینہ میں صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہے یا بعض آئینوں میں صورت ٹیڑھی نظر آتی ہے تو وہ صورت تو واقعی اس مرئی کی ہے مگر خرابی آئینہ میں ہے اور یا یہ وجہ ہے کہ وہ صورت حقیقت میں روح مقدسہ کی مثال ہے اور مثال کے لئے اصل صورت پر ہونا ضرور نہیں اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہے اور نووی نے بھی یہی کہا ہے واللہ اعلم

تیسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھکو خواب میں دیکھے وہ مجھکو بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ف اس میں بشارت ہے اس خواب دیکھنے والے کیلئے حسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اس شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا یہی معنی ہیں حضور کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری

میں بھی دیکھے گا یعنی آخرت میں مجھ سے اُس کو قرب ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے اعمال بشرط مفید ہیں ایمان وتقوے کے ساتھ اسی طرح احوال بشرط بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اُن میں کیا دخل ہوا سو بات یہ ہے کہ ایسے احوال غالباً دلیل اتنی ہیں اعمال مبشرہ کی اور اعمال کا دخل بشارت میں ظاہر ہے پس احوال دلیل بشارت ہیں نہ کہ علت پس ان کا دخل مرتبۂ علامت میں ہے۔

تنبیہ۔ اگر خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائیں تو اگر وہ امر مشروع ہے عمل کیا جاویگا اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا رہا یہ کہ عمل کرنے کے لئے جب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رؤیا کے بھی تھا رؤیا کا کیا اثر ہوا سو بات یہ ہے کہ رؤیا سے اُس کا تاکد اس شخص کے حق میں بڑھ جاویگا واللہ اعلم۔

مِنَ القصیدۃ

[1] نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ
وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

[1] ہاں رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عشق لذات پر الم کا اثر ڈال دیتی ہے [2] اور ارباب غفلت

[2] وَکَیْفَ یُدْرِکُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَہٗ

جو اپنے خیال وخواب پر قانع ہیں حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

قُوۡمُوا لِيَا مُ تَسۡلَوۡا عَنۡهُ بِالۡحُلُمِ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيۡبِكَ خَيۡرِ الۡخَلۡقِ كُلِّهِم

کی دنیا میں کس طرح دریافت کر سکتے ہیں یعنی نہیں کر سکتے (شعر اوّل میں اظہار بشاشت ہی خواب میں زیارت ہونے پر اور شعر ثانی میں اشارہ ہے کہ خالی خواب پر قناعت کرکے اتباع نہ چھوڑ دے) ۱۲ عطر الوردہ

اکتالیسویں فصل

حضرات صحابہ و اہلبیت و علماء کی محبت و عظمت میں

جس کی وجہ ظاہر ہے کہ محبوب کے متعلقین طبعاً محبوب ہوتے ہیں خاصکر وہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور ممدوح بھی ہوں پھر علی الخصوص جبکہ ان کے ساتھ محبت رکھنے کے لئے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعاً بھی محبوب ہوں گے اور سب سے بڑھ کر ایسی حالت میں کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی ہو تو محبوب کے قائم مقاموں کو ہی غنیمت سمجھنا چاہیئے بقول مولانا رومیؒ ؎

چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ   چارہ نبود در مقامش جز چراغ
چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب
بوئے گل را از کہ جوئم از گلاب

ان وجوہ پر نظر کرکے یہ حکم بالکل صحیح ہوگا کہ جن لوگوں کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اُس کا دعویٰ حبِ نبوی کے باب میں محض غلط ہوگا اب

اس کے متعلق بعض[1] روایات مذکور ہوتی ہیں۔

فضائل صحابہ کی پہلی روایت۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب میں بہتر ہیں روایت کیا نسائی نے۔

دوسری روایت۔ حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں میرے بعد اُن کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بناؤ جو شخص اُن سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کریگا اور جو شخص ان سے بغض رکھیگا وہ میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھیگا اور جو اُن کو ایذا دیگا اُس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے گا روایت کیا اس کو ترمذی نے **ف** جو شخص اُن سے محبت کریگا الخ اُس کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے محبت رکھنا اس سبب سے ہوگا کہ اس شخص کو مجھ سے محبت ہوگی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اسی طرح اُن سے بغض رکھنا بھی اس کی علامت ہوگی کہ اُس شخص کو مجھ سے بغض ہے اس لئے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو

---

[1] اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہیں ۱۲ منہ

ان سے بغض کیوں ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور ممدوح بھی ہیں۔

تیسری روایت حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو برا مت کہو کیونکہ اگر تم میں کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ف یعنی ثواب میں برابر نہ ہو۔

فضائل اہلبیت کی

پہلی روایت حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اسلئے (بھی) محبت رکھو کہ وہ تم کو نعمتیں کھانے کو دیتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہیں اور میں اُس کا رسول اور محبوب ہوں اسلئے مجھ سے محبت رکھو) اور میری اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب میں محبوب ہوں اور اہل بیت میرے منتسب ومحبوب ہیں تو اُن سے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے

دوسری روایت حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے اہلبیت کی مثال تم میں ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اُس میں سوار ہوا اُسکو نجات

ا اور جو شخص اس سے جدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اس کو احمد نے ف
ان کی محبت و متابعت موجب نجات ہے اور بغض و مخالفت سبب
ہے۔

تیسری روایت۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں ایسی (دو) چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر
ان کو تھامے رہو گے تو کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور اُن میں ایک
دوسری سے بڑی ہے ایک تو کتاب اللہ کی وہ رسی ہے آسمان
زمین تک اور میری عترت یعنی اہلبیت اور ایک دوسرے سے کبھی
ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر پہنچیں گے
خیال رکھنا کہ میرے بعد اُن دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو روایت
اس کو ترمذی نے ف کتاب اللہ سے مراد احکام شریعت ہیں جو
ادلہ اربعہ سے ثابت ہیں جن کے ماخذ میں صحابہ و اہلبیت و فقہاء مجتہدین
بدا داخل ہیں جیسا کہ خود ارشاد نبوی ہے کہ ان دو شخصوں کا اقتدا کرنا جو
رے بعد ہوں گے ابوبکر اور عمر روایت کیا اس کو ترمذی نے حضرت
فہ سے اور جیسا ارشاد ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جس کا
ذا کر لو گے ہدایت پا جاؤ گے روایت کیا اس کو رزین نے حضرت عمرؓ سے
جیسا کہ حق تعالیٰ کا عام ارشاد ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

کہ اس میں سب علماء داخل ہو گئے اور کتاب اللہ کا اطلاق مطلق حکم شرعی پر خود حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ میں فرمایا کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کر دوں گا اس کے بعد آپ نے رشوۃ واپس دلوائی اور ایک شخص کو سونا زیا لونڈی اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا دی اور عورت کے لئے بشرط اس کے اعتراف کے رجم تجویز فرمایا صحیحین میں یہ روایت ہے حالانکہ ان احکام مذکورہ میں سے بعض قرآن مجید میں نہیں ہیں پس تمسک کتاب اللہ سے مراد حدیث میں تمسک باحکام شرعیہ ہوا اور تمسک بالعترۃ سے مراد محبت اہل بیت کی ہوئی کہ وہ بھی واجبات ایمانیہ سے ہے جیسا کہ حضرت عباس رض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک تم لوگوں سے (کہ میرے اہل بیت ہو) اللہ اور رسول کے واسطے محبت نہ رکھے روایت کیا اس کو ترمذی نے عبد المطلب بن ربیعہ سے پس حاصل حدیث کا دو چیزوں کی تاکید ہوئی احکام شرعیہ پر عمل کرنا اور حضرات اہل بیت سے محبت رکھنا۔

فائدہ۔ اہل بیت میں حضرات ازواج کے خطاب کے درمیان یہ ارشاد ہے

ف ۱۲ اس سے جواب نکل آیا کہ بعض سید صحیح النسب سنت کے خلاف ہوتے ہیں تو ان سے محبت رکھیں یا نہ رکھیں تقریر جواب کی ظاہر ہے کہ یہ محبت اللہ و رسول کے سبب سے ہے جب کوئی شخص اللہ و رسول ہی کا مخالف ہے تو اس سے محبت بھی نہ ہوگی ۱۲

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ اور حدیث افک میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے بارہ میں فرمایا واللہ ما علمت علی اھلی من سوء قط پھر لغت بھی اس کا مساعد ہے پھر اس میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں پس اُن سے بھی محبت رکھنا واجب ہوا اور اگر کوئی شخص اس پر بھی قرآن وحدیث میں دور از کار تاویلیں کی جاویں تو دوسرے دلائل سے اُن کی فضیلت و وجوب محبت ثابت ہے چنانچہ حدیثوں میں بکثرت اُنکے مناقب مذکور ہیں قرآن مجید میں اُن کو امہات المومنین فرمایا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی خدمت کرنے والے کی مدح فرمائی ہے چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے ازواج سے فرمایا کہ تم لوگوں کے ساتھ میرے بعد جو شخص سلوک کریگا وہ بڑا سچا اور نکوکار ہے روایت کیا اس کو احمد نے۔

فضائل علماء ورثۃ الانبیاء

(یعنی جو علماء باعمل ہیں اور دین کی اشاعت وخدمت اور اہل دین کی روحانی تربیت کرتے ہیں کہ یہی کام تھا حضرات انبیاء علیہم السلام کا) ورنہ علماء بےعمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ کوئی علماء سے مقابلہ کریگا یا جہلاء سے مجادلہ کریگا یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اُس کو دوزخ میں داخل کریگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا

کے کسی مطلب کیلئے حاصل کریگا وہ قیامت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پاویگا اور فرمایا ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے اور اس میں ریاکار علماء داخل ہوں گے اب علماء باعمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہیں۔

پہلی روایت۔ کثیر بن قیس نے حضرت ابوالدرداء سے ایک بڑی حدیث میں روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عالم کیلئے تمام مخلوقات آسمان اور زمین کی اور پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر اور علماء وارث ہیں انبیاء کے اور انبیاء نے دینار اور درہم میراث میں نہیں چھوڑا صرف علم کو میراث چھوڑا ہے سو جس نے اس کو حاصل کیا اس نے پورا حصہ حاصل کیا روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے۔

دوسری روایت۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسوں پر ہوا جو آپ کی مسجد میں بیٹھے تھے ان میں ایک عابدوں کی مجلس تھی اور دوسری عالموں کی، آپ نے فرمایا یہ دونوں خیر پر ہیں اور ان میں ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہے سو یہ لوگ یعنی عابد ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف التجا کرتے ہیں سو

اگر چاہے ان کو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ (یعنی عالم) جو ہیں تو دین کے احکام یا فرمایا علم کی باتیں سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں سو یہ زیادہ افضل ہیں اور میں بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کر مبعوث ہوا ہوں پھر آپ ان لوگوں میں بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہے) روایت کیا اس کو دارمی نے۔

تیسری روایت حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے ایک تو عالم تھا کہ فرض (مع اس کے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو ان میں کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اس کے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اس کی فضیلت اس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنی شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے ف ان احادیث سے علماء کا جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہے پہلی روایت میں تو وارث کا لفظ مصرح ہے دوسری روایت میں آپ کا ان میں بیٹھ جانا اس انتساب خاص پر صاف دال ہے اور تیسری روایت میں فضیلت میں عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہے

اور حضرات صحابہ و آل و ازواج کا تعلق اور ارتباط محتاج تنبیہ نہیں بس ان سب جماعتوں سے محبت رکھنا تتمہ ہے محبت نبویہ کا ؎

هُمْ جَمَاعَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ اَيَّدَهُمْ
رَبُّ السَّمَاءِ بِتَوْفِيقٍ وَّاِيْثَارٍ
فَحُبُّهُمْ وَاجِبٌ يَشْفِي السَّقِيْمَ بِهٖ
فَمَنْ اَحَبَّهُمْ يَنْجُوْ مِنَ النَّارِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَوْلَانَا بِاِكْثَارٍ

لے یہ حضرات جماعت ہیں خیر خلق کی تائید فرمائی ہے اُن کی رب سما رنے توفیق و ایثار کے ساتھ ۔ سو انکی محبت واجب ہے کہ مریض اُس سے شفا پاتا ہے سو جو شخص اُن سے محبت کرتا ہے ۔ وہ آتش دوزخ سے نجات پاوے گا ۱۲ منہ

خاتمہ

اس میں بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہیں مضمون اول متعلق فصل ۳
[ا]س میں درود شریف کے فضائل مذکور ہیں مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ
[ز]اد السعید سے چہل حدیث درود شریف کی بعینہ نقل کر دی جاوے تاکہ اس
[ر]سالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان سب صیغوں کو کم از کم ایک بار پڑھ لیں کہ فصل
[ا]پر ساتھ کے ساتھ عمل بھی ہو جاوے وہو ہذا۔

چہل حدیث مُشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صِیغ صلوٰۃ

حدیث اول اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ
[ا]لْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ
[و]الصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ
[ا]بَدًا (۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلٰى

---

۱ سند اس کی زاد السعید میں مذکور ہے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ
مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (٥) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (٦) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (٧) اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (٨) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(١١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٢) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٣) اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِىِّ وَاَزْوَاجِهٖ
وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٥) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٦) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ
تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
سَلَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٧)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٨) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (١٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(٢٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَاءً
وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ
وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا
عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ
وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(۲۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ (۲۴) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ
وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (٢٥) وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

صِيَغُ السَّلَامِ

(٢٦) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ
أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
(٢٧) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ
أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
(٢٨) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ
أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٢٩) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ
لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا
وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٣٠) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ

وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ
عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ
(٣١) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ (٣٢) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ
لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ
اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ
(٣٣) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (٣٤) بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ
الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ
عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ (٣٥) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ
لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۶) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ
الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ
وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۷) اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوٰتُ
لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۸) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
(۳۹) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى
عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۴۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ۝

مضمون دوم متعلق فصل ۳۸ جس میں آپ کے ساتھ توسل حاصل
کرنے کی برکت مذکور ہے۔ عطر الوردہ میں قصیدہ بردہ کے برکات میں لکھا ہے
کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری
قدس سرہٗ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا انھوں نے بالہام

زبانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے آپ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفایاب ہو گئے اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُس نے درخواست کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سُنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا ہے انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اُس نے کہا کہ جس کے اول میں یہ ہے اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٖ ان کو تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی اُس درویش نے کہا کہ واللہ میں نے اس کو اس وقت سُنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے سو انہوں نے یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا اور اس قصہ کی شہرت ہو گئی اور شدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاؤالدین وزیر ملک ظاہر کو پہونچی اُنہوں نے نقل کرایا اور وہ اور اُس کے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اُنہوں نے بڑے بڑے آثار اس کے اپنے دُنیوی و دینی امور میں دیکھے اور سعدالدین فارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا آشوبِ چشم میں مبتلا ہوا کہ قریب تھا آنکھیں جاتی رہیں کسی نے خواب میں کہا کہ وزیر کے پاس جا کر اُس سے قصیدہ بردہ لے کر آنکھوں پر رکھو چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اس کو پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اُس کو شفا بخشی اور رسالہ نیل الشفا مؤلفہ احقر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ

نعل شریف کے برکات وخواص مذکور ہیں جب صرف اُن الفاظ میں جو کہ آپ کے معنی ومدح کے صورت ومثال ہیں اور پھر اُن نقوش میں جو کہ اُن الفاظ پر دال ہیں اور اُس ملبوس میں جو آپ کی نعال ہیں اور پھر اُن نقشوں میں جو کہ اُن نعال کی تمثال ہیں سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات واسمار جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اُس کے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہ ہوگا ؎

نام احمد چوں چنیں یاری کند — تاکہ نورش چوں مددگاری کند

نام احمد چوں حصارے شد حصین — تاچہ باشد ذات آں روح الامین

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰ اس میں بعضے درود شریف کے صیغے جن کو زیارت نبوی فی المنام میں بزرگوں کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے، مذکور ہیں اور زیارت فی المنام کی حالت میں بعض صلحاء نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سُنے ہیں وہ بھی مذکور ہیں اس لئے یہ مضمون کہ دو جزء میں ہے مجموعہ فصلیں کے متعلق ہوگیا **جزء اول** منقول از زاد السعید شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاویں گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

(دیگر) یہ شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر
رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ
درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو۔ وہ یہ ہے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (دیگر) نیز شیخ موصوف نے لکھا
ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت
زیارت نصیب ہو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ
اَنْوَارِكَ مَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ
مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ
رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ
عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ
خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ
وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً
تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔
(دیگر) اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لئے شیخ
نے لکھا ہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ
وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
مِّنَّا السَّلَامَ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق
سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے۔ جزء ثانی اس میں
دو خواب ہیں رؤیا اول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک

صالح محتاط دیندار راست گو آدمی ہیں۔ کانپور میں اس زمانہ میں دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب ذکر مولد شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہاں غوغا تھا اور مجھ کو بذریعہ خط کے رجب ۱۳۱۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۱ء میں اطلاع دی۔ گو دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوئے اس کی حاجت نہیں مگر فطری طور پر رویاء صالحہ سے ایک خاص طور کی قناعت طبائع میں ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ دیکھتے ہیں تین چار روز ہوئے میں نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ میں کسی مکان غیر معروف میں ہوں۔ ایک بُراق آن کر اُس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ تیری سواری کیواسطے آیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور سرورِ عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں۔ ایک نقاب چہرہ مبارک پر پڑا ہوا ہے۔ حضور میرے قریب تشریف لا کر رونق افروز ہوئے ہیں۔ میری حالت اُس وقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں رہا جاگ رہا ہوں۔ حضور کی رونق افروزی کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان میں حائل ہے کہ میں حضور کی زیارت تو نہیں کر سکتا مگر حضور کے کلام مبارک کی آواز برابر میں سنتا ہوں۔ اب یا تو میں نے یا کسی اور حاضرین دربار نے (مجھ کو یہ یاد نہیں ہے) حضور سے عرض کیا کہ آج کل کانپور میں بہت شورش ہو رہی ہے۔ اور مولینا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہیں اس

کی کیا اصلیت ہے - اس کے جواب میں حضور نے تمام حاضرین کی
طرف مخاطب ہو کر فرمایا - جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے
اور اس کے بعد حضور نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے - کہ
اشرف علی سے کہدینا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے - مگر یہ
وقت ان باتوں کے لکھنے کے لئے مناسب نہیں ہے - یہ آخر کا فقرہ اسقدر
آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے سُنا اور غالباً کسی دوسرے نے حاضرین
میں سے نہیں سُنا - بس اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت
تھا اور چہار شنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ جس قدر یاد تھا حرف
بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت ان باتوں کے
لکھنے کے لئے نہیں ہے الخ براہ شفقت و بطور رخصت ہے حکم اور
عزیمت نہیں علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی میں اس کا قرینہ موجود
ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا ظاہر ہے کہ اعلان
ہے میری اس رائے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ
سے بھی ہو چکی ہے رویاء ثانیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ اشفاق رسول
تھانوی مولداً و بڑودی مسلکاً نے (جو وضوح و صدق رویا میں خاص مناسبت
رکھتے ہیں) دیکھا اور یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے ازحد شائق و
راغب ہیں اس لئے بالخصوص اس میں تصرف خیال کا قطعاً ہی احتمال قطع ہے -
لکھتے ہیں حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں -
وہ ——— دونوں پائے مبارک دراز کئے ہوئے اور چادر سفید پاؤں سے گردن تک ڈالے

ہوئے ہیں اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے - اور سفید چوغہ زیب بدن ہے
کمترین نے سامنے جا کر سلام عرض کیا - ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کرکے
شفاعت چاہے ہم اُس کی شفاعت نہیں کریں گے ہم اُس کے شافع ہوں گے
جو ہماری احادیث پر عمل کریگا اس سے تائید مدعا کی مع زیادت ہوتی ہے - اور وہ
زیادت یہ ہے کہ اگر مدح میں تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ ہوں تب بھی وہ
اتباع سے درجہ متاخر میں ہے) اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہوں اور اس کے ختم کے
ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ کے پرچوں میں بذیل
عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنے کا ارادہ[1] ہے
مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہوں کہ وہ اس تمام تر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص
ہے مضمون خاتمہ کا ختم[2] ہوا اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا - اور
عجب اتفاق ہے کہ اس وقت بھی ربیع الاول[3] کا مہینہ سہ شنبہ کا دن دوسرا[4]
عشرہ ہے والحمد للہ اولاً و آخراً و الصلوٰۃ علی رسولہ باطناً و ظاہراً و علی آلہ و صحبہ
الذین کل منہم کان طیباً و طاہراً - مادام الغیث متقاطراً و السحاب متماطراً و کان ہذا
فی ۱۳۲۹ھ من الہجرۃ المبارکۃ ؎

---

[1] چنانچہ وہ موافق ارادہ کے شائع ہو گیا ۱۲ منہ [2] اور بعض اسباب سے متصل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی اور بھی پھر دوسری طرح بدل گئی ۱۲ منہ [3] اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اس میں عجیب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریف سے مناسبت ہے اور وہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تقسیم پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریف سے مناسبت ہے اور وفات کو دفن سے منتہی سمجھا جاتا ہے اور اس کا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہے اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونوں واقعوں کا ربیع الاول تھا بس رسالہ کی ابتدا و انتہا کو آپ کے ظہور جسمانی کے ابتدا و انتہا سے کیسی مناسبت واقع ہوئی ۱۲ منہ ؎

من خاتمة الروض

...لی وسلم من اولاہ کل علا — علیہ ما جن لیل او بدا سحر

...پ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرمائے وہ ذات ...جس نے آپکو ہر قسم کا علو عطا فرمایا ہے — جب تک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ہوتی رہے ۱۲

...آلہ الغر والاصحاب اجمعہم — العابدین باخلاص کما امروا

...اور آپ کی آل پر انوار پر اور آپکے ...اصحاب پر - — جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الٰہی کی عبادت کرنے والے ہیں -

...التابعین باحسان لھم وکذا — یعم فضلا الٰہی کل من حضروا

...اور ان پر جو کہ اخلاص کے ساتھ ان کے ...بعین ہیں اور اسی طرح — اے اللہ وہ سلام کل حاضرین کو از راہ فضل عام ہو +

...اذن لسحب صلاۃ منک دائمۃ — علی النبی بمنہل ومنسجم

...رحمت اور ابر کے ابروں کو اجازت ...کہ وہ جناب نبوی — صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ریزاں و برستے رہیں

...آل والصحب ثم التابعین ہم — اہل التقی والنقی والحلم والکرم

...اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ ...سلم پر پھر ان لوگوں پر — جو ان سے ملے ہیں جو سب صاحبان تقوی اور حلم اور کرم ہیں

...الرضی عن ابی بکر عن عمر — وعن علی وعن عثمان ذی الکرم

...رضائے حق ہو ابو بکرؓ سے اور عمرؓ سے — اور علیؓ سے اور عثمان ذی الکرم سے

لہ تقدیم نام علیؓ کی نام عثمانؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيحُ صَبَا

یہ ابرہائے رحمت اُس وقت تک برستے رہیں جب تک شاخہائے درخت کو بادشرقی یعنی پروا ہلاتی رہے

وَأَطْرَبَ الْعِيسَ حَادِي الْعِيسِ بِالنَّغَمِ

اور جب تک حدی خوان شتران سفید رنگ مائل سُرخی کو بذریعہ اپنے نغموں کے خوش کرے یعنی ہمیشہ ۱۲ عطر الوردہ

فَاغْفِرْ لِنَاشِرِهَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِهَا

سو مغفرت فرما دیجئے اس قصیدہ کے کہنے والے اور سُننے والے کی

سَأَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَا الْجُودِ وَالْكَرَمِ

میں آپ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اے صاحب جود اور کرم کے

تمت

(کوآپریٹو کیپٹل پرنٹنگ پریس لاہور)

الفاروق

یہ مولانا شبلی نعمانیؒ کی وہ شہرہ آفاق تصنیف لطیف ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے سوانح اور حالات تفصیل کے ساتھ اور اس صحت کے ساتھ لکھے گئے ہیں جو تاریخی تصنیف کی صحت کی اخیر حد ہے۔ یہ کتاب دو حصّوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصّہ میں تمہید کے علاوہ حضرت عمرؓ کی ولادت سے وفات تک کے واقعات اور فتوحات ملکی کے حالات ہیں۔ دوسرے حصّہ میں ملکی اور مذہبی انتظامات اور ملکی کمالات اور ذاتی اخلاق و عادات کی تفصیل درج ہے۔ اور خصوصاً ان کے مجتہدانہ کارناموں کو شرح و بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے جس طرح تمام دُنیا میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا کوئی ہم پایہ نہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی الفاروق کے مقابلہ کی آج تک ان کی کوئی دوسری سوانح حیات مرتّب نہیں ہوئی۔

کتابت۔ طباعت کاغذ دیدہ زیب حجم ۴۸۰ صفحات

قیمت چھ روپے

ملنے کا پتہ:۔ ایم ثناء اللہ خاں ۶ ریلوے روڈ لاہور

۱۵-۲-۸۶

امام اعظمؒ

امام ابوحنیفہؒ علم فقہ اسلامی کے پیرو ہیں۔ اسی لئے آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے اجتہادی مسائل قریباً بارہ سو برس سے اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسلامی دُنیا کا غالب حصّہ آپ ہی کے مسائل کا پیرو ہے۔ عربی۔ فارسی۔ تُرکی اور یورپ کی دیگر زبانوں میں آپ کی متعدّد سوانح حیات چھپ چُکی ہیں۔ اُردو میں یہ کتاب مولٰنا شبلیؒ نے تصنیف فرمائی ہے۔

اس کتاب میں امام ابوحنیفہؒ کا نام و نسب، خاندان، تعلیم و تربیت درس و افتا، عام اخلاق و عادات۔ فن حدیث میں آپ کا مرتبہ۔ تدوین فقہ میں آپ کا مقام اس قسم کے حالات نہایت تفصیل سے درج ہیں۔ آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر اس کتاب میں روشنی نہ ڈالی گئی ہو۔

امام اعظمؒ کی زندگی کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے مشعلِ راہ ہے
کتابت، طباعت عمدہ حجم ..۴ صفحات قیمت چار روپے

ملنے کا پتہ:۔ ایم ثناء اللہ خاں ۲۶ ریلوے روڈ لاہور